INTERNATIONAL URDU MONTHLY
KHELAFAT-E-RASHDA
Falsalabad Pakistan

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ (القرآن)

انجمن سپاہ صحابہ پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ

خلافتِ راشدہ

فیصل آباد (پاکستان)

مارچ ۱۹۹۱ء

بیاد مولانا حق نواز جھنگوی شہید

ایران کی شیعہ حکومت کے وظیفہ خور اور تصویر کا اصل رُخ
مولانا کوثر نیازی کے مشاہدات و تاثرات کا جائزہ

ایران میں سُنی مسلمانوں پر ظُلم کی المناک داستان

خلیجی جنگ کا ذمہ دار کون؟

میرے قتل کے ذمہ دار

ایرانی سفارت خانہ • ساجد نقوی اور حکومت ہوگی

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے نائب سرپرست اعلیٰ مولانا ایثار القاسمی ایم این اے کی زندگی کا آخری انٹرویو

ایران کی شیعہ حکومت کو اسلامی حکومت لکھنے والے اخبار چوکوں میں نذرِ آتش کیے جائینگے

شریعت بل "متفقہ" کیوں ضروری ہے؟

پاکستان سُنی سٹیٹ کیوں نہیں؟

قائد سپاہ صحابہؓ کا دورہ دورۂ بنگلہ دیش

پاکستان کے شمالی علاقہ جات آغا خانی سازش کی زد میں

نواز شریف کو خمینی کی قبر پر فاتحہ پڑھتے دیکھ کر ٹیلی ویژن توڑ دیا۔

حکومت بیرونی دباؤ کے پیش نظر سپاہ صحابہؓ سے قومی اسمبلی کی نشست چھینا چاہتی ہے

فیصل آباد میں شیعہ دکانیں لوٹتے رہے پولیس دیکھتی رہی۔

Scanned by CamScanner

رجسٹرڈ نمبر ۷۷-۴۰۲ جی

ماہنامہ خلافت راشدہ

شمارہ نمبر ۲ ● جلد نمبر ۲

بیاد

شہید ناموس صحابہؓ مولانا حق نواز جھنگوی
بانی انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان

نگران اعلیٰ
ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

نائب ایڈیٹر
محمود اقبال

سرکولیشن منیجر
عبدالغفار سلیم عمران

مدیر معاون
مولانا محمد اعظم طارق

مدیر معاون
رانا محمد منور احمد خان

مجلس ادارت

○ مولانا رفیق الخلیل کراچی ○ محمد یوسف مجاہد و ڈاکٹر یٰسین چوہدری
○ قاری تاج محمد مکی کراچی ○ مولانا محمد مسند انور کلیم فیصل آباد
○ ایم آئی صدیقی ○ مولانا علی شیر حیدری خیرپور سندھ
○ مولانا سلطان محمود ضیاء ○ قاری تنویر حسین لیہ
○ بشیر الحق پشاور ○ پروفیسر طاہر ہاشمی
○ جہانگیر شاہ کوئٹہ ○ قاضی اسرائیل گڑنگی مانسہرہ
○ مولانا ضیاء الحق سرگودھا ○ مولانا غلام محمود اسلام آباد
○ طارق افضال چوہدری ○ عبدالواحد بلوچ دوبئی۔
○ قاری محمد طیب ہانگ کانگ ○ حافظ عبدالحمید برطانیہ
ظہیر الاسلام سعودی عرب و حاجی عبداللطیف نعمانی فجی و حاجی محمد رفیق بلوچ ابو ظہبی

بدل اشتراک

فی شمارہ	۸/- روپے
سالانہ	۸۵/- روپے
غیر ممالک کیلئے سالانہ	[illegible]
متحدہ عرب امارات	۵/- درہم
سعودی عرب	۵/- ریال

ایڈیٹر

انجینئر طاہر محمود

اس شمارے میں

۲۔ ــــــ اداریہ
۳۔ ــــــ مولانا کوثر نیازی کے مشاہدات و تاثرات
۷۔ ــــــ مولانا ایثار القاسمی کا آخری انٹرویو
۱۱۔ ــــــ میرا جبرئیل، میرا بازو — مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی
۱۳۔ ــــــ بنگلہ دیش میں سات روز
۱۵۔ ــــــ ایران کے سنی مسلمانوں کی حالت زار — حافظ علی اکبر ملازادہ
۱۷۔ ــــــ ٹیلی ویژن توڑ دیا — محمد اختر فاروقی
۱۹۔ ــــــ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ — یونس کرمانی
۲۸۔ ــــــ شیعہ مذہب دین و دانش کی کسوٹی پر
مولانا عاشق الہٰی بلند شہری
۲۹۔ ــــــ ہاتھی کے دانت — ڈاکٹر ملیح فاروقی
۳۱۔ ــــــ مذہبی جماعتیں اور ان کا کردار
۳۳۔ ــــــ شریعت بل کے منظور ہونے کی شرط
پاکستان سنی سٹیٹ کیوں نہیں؟
۳۵۔ ــــــ غلطی کا ذمہ دار کون؟ — مسز انجمن آراء صدیقی
۳۷۔ ــــــ شمالی علاقہ جات کو شیعی ریاست بنانے کی سازش۔

۳ ، سرورق ، ملٹی گرد

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ
ایڈیٹر ماہنامہ "خلافت راشدہ" اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد، پاکستان (فون ۳۱۱۲۳)

انجینئر طاہر محمود نے اسود پرنٹنگ پریس فیصل آباد سے طبع کروا کر دفتر ماہنامہ خلافت راشدہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد سے شائع کیا۔

Scanned by CamScanner

انجمن سپاہ صحابہ کی سیاسی قوت کو کچلنے کی گھناؤنی سازش

۲۲ فروری ۱۹۹۰ء سے ۲۲ فروری ۱۹۹۱ء تک

جھنگ ایک ایسا علاقہ ہے جہاں طویل عرصہ تک جاگیردارانہ تسلط اور ظالمانہ استبداد رہا۔ اس ضلع کی کل آبادی بیس لاکھ ہے۔ جسمیں پونے دو لاکھ شیعہ اور سوا اٹھارہ لاکھ اہلسنت آباد ہیں۔ اہل سنت کی اکثریت غریب اور پسماندہ علاقوں کی رہائشی ہے۔ شیعہ کی اکثریت انگریزی مراعات یافتہ طبقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ تمام شیعہ جاگیردار انگریزی استعمار کے خوشہ چین اور مرہون منت رہے ہیں۔ انگریزی حکومت کی طرف سے اس علاقہ میں اپنے منظور نظر لوگوں کو مسلمان علماء کی تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے معاونت کے بدلے میں بڑی بڑی زمینیں الاٹ کی گئیں۔

قیام پاکستان کے بعد سے لیکر ۴۰ سال تک اس علاقے پر شیعہ جاگیرداروں کا طوطی بولتا رہا۔ شیعہ مجالس صحابہ کرامؓ کے تبرا سے معمور ہیں۔ کئی علاقوں میں خلفائے راشدین کے پتلے جلانے کا رواج رہا۔ مولانا حق نواز نے اسی ضلع میں جنم لیکر جھنگ میں سُنی حقوق اور صحابہ کرامؓ کی ناموس کے تحفظ کے لئے انتہائی جرأت سے جنگ لڑی۔ شہیدؒ مرحوم نے زندانوں کی اوٹ سے لیکر بالآخر جام شہادت تک بڑی دلیری سے ظالمانہ استبداد کے تار پود بکھیرے۔ ۱۹۸۸ء کے انتخابات کا یہ پہلا موقع تھا کہ ایک غریب سُنی عالم جاگیرداروں کی سیاسی قوت سے نبرد آزما ہوا۔ اس وقت مولانا حق نواز کامیاب نہ ہوسکے۔ لیکن انہوں نے ۴۰ ہزار کے قریب ووٹ حاصل کر کے شیعہ قیادت کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ غریب اہلسنت پر حاکمیت کے دعویدار چونک اٹھے۔ بالآخر ۲۲ فروری کو مولانا حق نواز انہی شیعہ سرمایہ داروں کے دست ستم کش کی بھینٹ چڑھ گئے۔

مولانا حق نواز کی شہادت کے بعد مولانا ایثار القاسمی کو انجمن سپاہ صحابہؓ نے انتخابات کے لئے نامزد کیا۔ ۲۴ اور ۲۷ اکتوبر کو انہوں نے شاندار کامیابی حاصل کی۔ اب پھر رافضیت کے گھروندے مسمار ہوگئے۔ شیعہ جاگیرداروں کا غرور خاک میں مل گیا۔ وہ کسی طرح بھی ایک غریب سُنی عالم کی سیاسی قوت برداشت نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے بھڑکتے ہوئے انتقامی آگ کے پس منظر میں ہر جائز ناجائز حربے کو آزمانے کی ٹھان لی اور انتظامیہ کی پوری مشینری کو جھونک دیا۔ اس طرح بہت ہی تھوڑے عرصے میں ظالم شیعہ جاگیرداروں نے سپاہ صحابہؓ کی مذہبی اور سیاسی قوت کے خلاف ایک منظم سازش کے ذریعے ہم سے دو قیمتی انسان چھین لئے۔

دوسری طرف جھنگ کے پرانے اور نئے شہر کی تمام آبادیوں سے دیہاتوں تک ہر جگہ اہل سنت کی اکثریت آباد ہے جس نے تمام مشکلات اور مصائب کے باوجود اپنے عقائد و افکار کی ترجمانی کرنے والی جماعت کا پرچم تھامے رکھا۔

اس اثنا میں ۱۵ سے زائد سُنی شہید ہوئے۔ کروڑوں روپے کی املاک کا نقصان ہوا۔ جھنگ شہر کے عوام نے جس جرأت اور ہمت کے ذریعے مقدمات اور جیلوں کو عبور کیا وہ تاریخ کا روشن پہلو ہے۔

۲ فروری کو جھنگ انتظامیہ نے چند اشتہاری ملزموں کو گرفتار کرنے کے بہانے آپریشن کلین اَپ شروع کیا۔ دس روز تک پانچ ہزار سے زائد پولیس کے جوانوں نے ایک لاکھ کی آبادی کے علاقے کو گھیرے میں لئے رکھا۔ پولیس کے چند افراد نے عورتوں کی بالیاں اتاریں، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں پر تشدد کیا۔ یہ علاقہ انجمن سپاہ صحابہؓ کے گڑھ کے طور پر مشہور ہے جس کی وجہ سے انتظامیہ کو ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ اس آپریشن کے دوران ملزم اور غیر ملزم کی تمیز ختم کر کے ہر شہری پر ظلم کا بازار گرم کیا گیا۔

جھنگ کی انتظامیہ کی طرف سے انجمن سپاہ صحابہؓ کی سیاسی قوت کو کچلنے کی یہ سازش بھی بالآخر دس روز بعد ناکام ہوگئی۔ یہ تمام یکطرفہ کاروائی قابل مذمت ہے۔

انجمن کے قائد نے احتجاج کے طور پر گرفتاریاں دینے کا اعلان کیا۔ جسے عین موقع پر کمشنر کی یقین دہانی پر ملتوی کر دیا گیا۔

ہم پنجاب انتظامیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فوری طور پر اس آپریشن میں تمام گرفتار شدگان کو رہا کرے۔ متاثرین کو معاوضہ ادا کرے۔ لوٹا ہوا سامان واپس کرے۔ ذمہ دار افراد کے خلاف کاروائی کرے اس طرح قوی امید ہے حالات کو سدھارنے کا راستہ ہموار ہوجائے گا۔

مولانا حق نواز کو شہید ہوئے ایک برس گزر چکا ہے ابھی تک ان کے قاتلوں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا جا سکا۔

حکومت پر لازم ہے کہ فوری طور پر ان کے مقدمہ کا چالان عدالت میں پیش کر کے انصاف کے تمام تقاضے بروئے کار لائے جائیں۔

انجینئر طاہر محمود

Scanned by CamScanner

مولانا کوثر نیازی کے مشاہدات و تاثرات کا جائزہ

انجینئر طاہر محمود

موحلہ ۱۱ فروری کو ایران کے شیعہ انقلاب کی سالگرہ کے موقع پر پاکستان کے ایک روزنامہ اخبار میں ایران کا اسلامی انقلاب کے عنوان سے ایک تحریر پاکستان کے معروف صحافی مولانا کوثر نیازی کی طرف سے شائع ہوئی۔ جس میں ایران کے شیعہ رہنما مسٹر خمینی کو عالم اسلام کا بہت بڑا رہنما اور اس کے برپا کردہ انقلاب کو اسلامی انقلاب ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خمینی اور اس کے انقلاب کے بارے بارے میں حقائق پر مبنی وضاحت اس دور کا بہت بڑا ملی فریضہ سمجھتے ہوئے پہلے مولانا کوثر نیازی کے مشاہدات و تاثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس کے بعد تصویر کے اصل رخ کے طور پر شیعہ انقلاب کے قائد خمینی کے وہ نظریات بیان کئے جائیں گے۔ جن کی بنیاد پر یہ انقلاب وقوع پذیر ہوا۔

جہاں تک مولانا کوثر نیازی کے مضمون کا تعلق ہے انہوں نے حقائق کی بجائے دوستی نبھائی ہے۔ جیسا کہ خود ان کا اعتراف ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ذیل کی تحریر ایک غیر ملکی کانفرنس کیلئے بنیادی طور پر انگریزی زبان میں لکھی گئی تھی۔ "جب ایران کے انقلاب کی سالگرہ آئی اور میرے دوست آغائے علی قمی قونصل جنرل ایران نے مجھ سے اس موضوع پر لکھنے کی فرمائش کی تو خیال آیا کہ اسی تحریر کو انگریزی سے اردو میں منتقل کر دوں۔"

مولانا صاحب اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہوئے یہاں تک لکھ گئے ہیں تج پوچھو تو مجھ ایسے کئی مسلم دانشور اسی شک میں مبتلا تھے مولانا کوثر نیازی نے حقائق پر پردہ ڈالتے ہوئے تحریر کیا کہ اسلام کے دائرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے صحابہ کرامؓ کی پاکیزہ زندگیاں ان کے لیے ایسے نمونے ہیں کہ اگر آج بھی ان پر عمل کرنے والے موجود ہوں تو ان کے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں لیکن بدقسمتی سے ان کیلئے ایسے نمونے صرف ایران میں ہی نمودار ہوئے ہیں۔ حالانکہ ایران کی انقلابی قیادت اصحاب رسول خصوصاً سیدنا ابوبکرؓ سیدنا عمر فاروقؓ کو نعوذ باللہ مسلمان تک تصور نہیں کرتی ہے۔ اس سے آگے ایرانی آئین کے صفحہ اول کی چند سطور انگریزی زبان میں تحریر کر کے آئین کی ان شقوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے جن میں واضح طور پر درج ہے کہ "ایران کا مذہب شیعہ اثنا عشری ہو گا۔ ایران کا صدر۔ وزیر اعظم۔ اسمبلی کا سپیکر۔ چیف جسٹس کے علاوہ سلطنت کے تمام کلیدی عہدوں پر کوئی غیر شیعہ فائز نہیں ہو سکے گا۔ حالانکہ آئین کے اندر ان باتوں کا اندراج ہی انقلابی قیادت کے اسلامی دعوؤں کی قلعی کھول دیتا ہے۔ کیونکہ آئین کے ان واضح فرقہ وارانہ الفاظ نے ایران کی تینتیس (33) فیصد سنی آبادی کیلئے مملکت کے اعلیٰ عہدوں کے دروازے مستقل بند کر دیے ہیں۔ اگر انقلابی قیادت کا اسلام کا نعرہ حقیقت پر مبنی ہوتا تو صرف یہ بات درج کر دینا کافی تھا کہ "ایران کا مذہب اسلام ہو گا اور کوئی غیر مسلم مملکت کے کلیدی عہدوں پر فائز نہ ہو سکے گا"۔

حقیقتاً ایران کی انقلابی قیادت کا اسلام کا نام استعمال کرنا محض ڈھونگ اور امت مسلمہ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

مولانا کوثر نیازی صاحب آگے چھٹے نمبر پر تحریر کرتے ہیں کہ "بعض لوگوں نے ایران کے اسلامی انقلاب کو فرقہ وارانہ رنگ میں دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے نزدیک یہ اسلامی انقلاب نہیں بلکہ محض ایک شیعی انقلاب ہے بطور ثبوت اس سلسلے میں امام خمینی کے زمانہ آغاز کی ان کتابوں کے حوالے پیش کیے جاتے ہیں جو اہلسنت اور اہل تشیع کے درمیان صدیوں سے نزاعی اور اختلافی چلے آرہے ہیں۔"

درج بالا سطور میں مولانا نے شیعہ رہنما خمینی کے کفریہ عقائد پر مشتمل کتابوں کو زمانہ آغاز کی کتابیں کہہ کر قارئین کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن کتابوں کو زمانہ ابتداء کی کتابیں کہا ہے۔ کیا شیعہ قائد نے کبھی ان کتابوں سے بیزاری کا اظہار بھی کیا ہے؟

اگر نہیں کیا اور یقیناً نہیں کیا۔ بلکہ انقلاب ایران کے بعد خمینی کی ان متنازعہ کتابوں کو سرکاری سطح پر تیرہ مختلف زبانوں میں تراجم کروا کر سفارتخانوں اور خانہ ہائے فرہنگ ایران کے ذریعے پوری دنیا میں مفت تقسیم کیا گیا ہے۔

آگے اہلسنت اور اہل تشیع اختلافات کا لاشعوری طور پر اعتراف کرتے ہوئے مولانا نیازی لکھتے ہیں "مگر صدیوں سے چلے آنے والے پرانے اختلافات کی بنیاد پر ایران کے اسلامی انقلاب کو مطعون کرنا یا اسے کسی ایک فرقے اور مکتب فکر سے منسوب کر کے محدود کر دینا کسی طور قرین انصاف نہیں"

اس تحریر میں اہلسنت اور شیعہ کے صدیوں پرانے اختلافات کا اظہار کر دینے کے بعد مولانا صاحب ایرانی قیادت کو شیعہ مذہب کے پیروماننے ہوئے ان کے برپا کیے ہوئے انقلاب کو شیعہ انقلاب کہنے سے کیوں کتراتے ہیں؟ جبکہ شیعہ کے عقائد اسلام سے متصادم ہیں۔ جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ آگے لکھتے ہیں "سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انقلاب کے بعد بھی مسٹر خمینی نے اس طرح کے اختلافی مسائل پر کوئی کتاب لکھی۔ شاید مولانا صاحب خمینی کی محبت میں اس قدر مدہوش رہے کہ انہیں مسٹر خمینی کے خطبات پر مشتمل پاکستان کے خانہ ہائے فرہنگ ایران کی طرف سے حال ہی میں شائع شدہ پمفلٹ نظر نہیں آیا جو کہ "اتحاد و یک جہتی"

کے عنوان سے لاکھوں کی تعداد میں ملک بھر میں مفت تقسیم کیا گیا" اس میں واضح طور پر درج ہے کہ تمام انبیاء جو کہ انصاف کے نفاذ کے لیے دنیا میں تشریف لائے تھے وہ سب انصاف کے نفاذ میں ناکام رہے حتیٰ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی مشن کے لیے آئے تھے۔ وہ بھی اپنے مشن میں ناکام واپس گئے ہیں"

مولانا صاحب کو غور کرنا چاہیے تھا کہ اس تحریر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے؟ آگے لکھتے ہیں "اس کے برعکس ان کے بعد از انقلاب تمام خطبات میں شیعہ سنی اتحاد پر تاکید نظر آتی ہے"

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیعہ سنی اتحاد پر تاکید خمینی کے کفریہ عقائد و نظریات کا ازالہ کر سکتی ہے؟ حالانکہ یہ تاکید بھی صرف اور صرف مولانا نیازی کو ہی نظر آتی ہے۔ جبکہ مسٹر خمینی اپنے کفریہ نظریات کے اظہار سے اپنے وصیت نامہ میں بھی باز نہیں آتے ہیں۔ مسٹر خمینی کی زندگی کا آخری وصیت نامہ جو کہ پاکستان میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نے شائع کیا ہے اس میں خمینی لکھتا ہے کہ "ایران میں جو رفقاء مجھے آپ کی طرف سے ملے ہیں اس جیسے مخلص جانثار آنحضور صلعم کو بھی نصیب نہ ہوئے تھے"۔

اس کے بعد مولانا کوثر نیازی نے حقائق سے روگردانی کرتے ہوئے تحریر کیا ہے "ان کے ایران میں شیعہ سنی امام کے پیچھے اور سنی شیعہ امام کے پیچھے نماز ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایران سے آنے والے علماء کے کئی وفود نے خود پاکستان میں آکر اہلسنت امام کے پیچھے نماز ادا کی ہے"

جہاں تک شیعہ علماء کا پاکستان کے اہل سنت علماء کے پیچھے نماز ادا کرنے کا تعلق ہے۔ یہ عمل تو شیعہ کے بنیادی عقائد کے اہم رکن "تقیہ" کی رو سے دوہرے ثواب کا باعث ہے۔ شیعہ کے معتبر ائمہ کے مطابق تقیہ ایمان کا حصہ ہے۔ جس میں کسی غیر شیعہ کو دھوکہ دینے کی نیت سے اصل فعل سے برعکس بھی عمل کر لیا جاتا ہے۔ مقصود اس کا اپنا مطلب نکالنا اور اس کا دوہرا ثواب ہوتا ہے۔ ایرانی علماء پاکستان میں اہلسنت کے پیچھے نماز پڑھکر دوہرا ثواب اور ہم اہلسنت خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایرانی انقلابی قیادت کی منافقانہ پالیسی جاننے کیلئے ایرانی پارلیمنٹ کے رکن مولانا عبدالعزیز کے صاحبزادے علی اکبر مولازادے کا مضمون آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔ جو کہ جون 1990ء میں انگریزی ماہنامے (INTERNATIONAL IMPACT) میں شائع ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ ایران کی ایک جیل سے لکھے جانے والے ایک خط کے درج ذیل اقتباسات پر غور فرمائیں۔ (یہ خط ماہنامہ خلافت راشدہ میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

"بہت سے اخبارات اور جرائد کے دروازوں پر بھی دستک دی ہر جگہ یہی جواب ملا کہ اے بھائی صبر کریں حالات سازگار نہیں ہیں۔ ایران کے بارے میں لکھنا منع ہے۔ حالات ٹھیک ہوں گے۔ اور۔۔۔ کئی ایک نے تو ابتداء ہی سے منفی جواب دے کر مایوس کیا اب ہم ایک بار پھر جسارت کر کے ان سطور کی اشاعت کیلئے آپ کو زحمت دیتے ہیں۔ اور آپ کے موقر جریدہ کی وساطت سے اپنے مسلمان بھائیوں سے چند سوال کرتے ہیں۔ امید ہے کہ قارئین ہمارے ان سوالوں پر غور کر کے اظہار ہمدردی فرمائیں گے۔ یا اپنے طور پر اپنے پسندیدہ مجلات و جرائد کو اس خط کے ذریعے اپنے فریضے کی طرف توجہ دلائیں۔

۱۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ صفوی دور حکومت سے قبل ایران کی اکثریت 95% اہل سنت و الجماعت تھی؟

2۔ کیا آپ کو خبر ہے کہ ظالم شیعہ حاکم اسماعیل صفوی نے سرکاری طور سے اہل سنت کو ایران سے مٹانے کی خونی تحریک چلائی اور لاکھوں اہل علم اور عام سنیوں کا قتل عام کر کے سنی اکثریت کو بزور شمشیر اقلیت میں بدل دیا؟

3۔ کیا آپ کو علم ہے کہ موجودہ ایران میں 33% فیصد اہل سنت رہتے ہیں؟

4۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ 33% فی صد اہل سنت ایران میں اپنے تمام حقوق سے محروم ہیں؟

5۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ موجودہ "شیعہ حکومت" میں اہل سنت کے بہت سے مساجد اور مدارس بند کر دیئے گئے ہیں؟

6۔ کیا آپ اس سے بے خبر ہیں کہ ایرانی دارالحکومت تہران میں پانچ لاکھ اہل سنت مسجد بنانے سے محروم ہیں؟

7۔ کیا آپ کو خبر ہے کہ "بندرگاہ" شہر کی جامع مسجد پر جمعہ کے دن ایرانی پاسداران انقلاب نے نماز کے وقت حملے کر کے تیس سے زائد سنیوں کو شہید اور کئی ایک کو زخمی کیا اور محراب کو گولیوں کا نشانہ بنایا؟

8۔ کیا آپ کو اطلاع نہیں کہ سنی صوبہ کردستان پر ہیلی کاپٹروں اور بمبار طیاروں سے ہم وطنوں کو بے دردی سے تہ تیغ کیا گیا۔ اور ہزاروں سنی مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

9۔ کیا آپ کو یاد نہیں کہ انقلابی گارڈ کے جیالوں نے جنہیں مسٹر خمینی "بیٹے" کا خطاب دیا کرتے تھے۔ اہل سنت کے علاقہ "ترکمن صحرا" میں گھس کر خاص و عام کو قتل کیا؟

10۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ اہل سنت کے بے شمار نوجوانوں کو اسلامی انقلابی حکومت نے منشیات فروش مخالف انقلاب مفسد فی الارض قرار دے کر تختہ دار پر لٹکایا ہے؟

11۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اہل سنت ایران کے بڑے راہنما علامہ احمد مفتی زادہ صوبہ خراسان کے شیخ الاسلام علامہ محی الدین صوبہ بلوچستان ایران کے مشہور اور بے باک راہنما مولانا نذر محمد سابق ممبر قومی اسمبلی (خمینی دور کے) اہل سنت کی عظیم علمی شخصیت مولانا ڈاکٹر احمد منیر مین اور بہت سے اہل علم آج تک [illegible] مجہول ایران کے خفیہ جیل خانوں میں مدت سے معصیت کی زندگی گزار رہے ہیں؟

12۔ کیا آپ جانتے ہیں 33 فی صد اہل سنت میں سے پورے ایران میں ایک مدیر ایک جرنیل۔ ایک گورنر اور کوئی بھی بڑے یا درمیانے درجے کا عہدہ دار نہیں ہے؟

13۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ پرائمری سے لیکر یونیورسٹی تک تمام سنی بچے شیعہ عقائد و نظریات کے مطابق تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ سنی

اکثریتی صوبوں میں بھی ٹیچرز شیعہ ہی ہیں؟

14- آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ کے پڑوسی ملک ایران میں 33 فیصد سنی ہونے کے باوجود اپنے تمام سیاسی، اقتصادی، مذہبی اور تعلیمی حقوق سے محروم ہیں اور وہ بھی ان ہی لوگوں کی طرف سے جو دس سال سے زائد عرصہ ہوا ہے اپنے اسلامی شعارات اور وحدت و اتحاد کے نعروں سے عالم کے کانوں کو بہرہ کر رہے ہیں۔ ان کے پیشوا خمینی کا قول ہے "شیعہ سنی بھائی بھائی" ہیں جو ان میں [illegible] دے کے نہ شیعہ ہے نہ سنی۔ بلکہ استعماری قوتوں کا ایجنٹ ہے۔

آپ پر فرض ہے کہ ایران کے حکمرانوں سے استفسار کریں کہ آپ جو شیعہ سنی اختلافات کے بانی ہیں اور اہل سنت کو تمام حقوق سے محروم کر رہے ہیں۔ کس کے ایجنٹ ہیں اور یہ سب کچھ کس کے اشارے اور ایماء پر کر رہے ہیں؟

آخر میں ہم شیعہ سے بھی التماس کرتے ہیں کہ ناانصافی اور ظلم کا راستہ چھوڑ دیں اور آیت اللہ شریعت مدار۔ قطب زادہ بنی صدر شیخ علی اور آخر میں آیت اللہ منتظری (خمینی کے جانشین) کے حالات سے سبق سیکھیں! (ایرانی مسلمان کی پکار)

بشکریہ

ضیائے حرم بھیرہ اپریل 1990ء

آگے مولانا کوثر نیازی وظیفہ خوری کا حق یوں ادا کرتے ہیں "حد یہ ہے کہ روس کے صدر گورباچوف کو امام خمینی نے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جو تاریخی مکتوب روانہ کیا تھا۔ اس میں بھی مسٹر گورباچوف کو شیعہ صوفی یا عالم کے افکار کے مطالعہ کی نصیحت کرنے کی بجائے مشہور سنی صوفی حضرت محی الدین ابن عربی کے افکار کی نصیحت کرتے ہیں"

یہاں ہم ابن عربی کے شیعہ یا سنی ہونے کی بحث میں پڑنے کی بجائے سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کیا پوری دنیا میں مسٹر خمینی کو مسٹر گورباچوف کے سوا اسلام کی دعوت دینے کیلئے اور کافر سربراہ نہیں ملا تھا؟ اسلام کی دعوت امریکہ کے بش اور انڈیا کے راجیو گاندھی فرانس کے صدر متراں۔ برطانیہ کی مسز تھیچر اور دیگر غیر مسلم ممالک کے سربراہوں کو نہیں دی جا سکتی تھی۔ اگر مسٹر خمینی کے خط کو حقائق کی نظر سے دیکھا جائے تو وہ اسلام کی دعوت نہیں تھی بلکہ افغانستان میں مجاہدین کے خلاف اپنی حمایت کی پیشکش اور عراق کے خلاف ایران کی حمایت کا معاہدہ تھا۔

اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ اسلام کی دعوت تھی تو گورباچوف نے اسلام کیوں نہ قبول کیا؟ گورباچوف کے اسلام قبول نہ کرنے پر خمینی نے سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے۔ گورباچوف کے خلاف اعلان جنگ کیوں نہ کیا؟ جب کہ ان کے پاس حکومت و سلطنت موجود تھی۔

اگرچہ مولانا کوثر نیازی کی ایران کے انقلاب کی مدح سرائی کی ہر سطر قابل مواخذہ ہے۔ میں مضمون کی طوالت کے پیش نظر تصویر کے اصل رخ کی طرف آتا ہوں۔

تصویر کا اصل رُخ یہ ہے۔

جناب خمینی نے اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" کے صفحہ 52 پر تحریر کیا ہے ترجمہ "امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے۔ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے"

قارئین کرام! جمہور امت مسلمہ کے نزدیک یہ شان صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر اس کی حکومت اور فرمانروائی ہے اور ساری مخلوق اس کے تکوینی حکم کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہے۔

لیکن جناب خمینی اور ان کے اثنا عشریہ کا عقیدہ اور ایمان یہی ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر یہ حکومت و اقتدار ان کے ائمہ کو حاصل ہے۔ اسی صفحہ پر آگے لکھا ہے۔ (ترجمہ) اور ہمارے مذہب (شیعہ اثنا عشریہ) کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے ائمہ معصومین (بارہ امام) کو وہ مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔"

قارئین کرام! آپ اندازہ لگائیں کہ خمینی کے بنیادی عقائد کے مطابق امام کے درجہ تک کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل نہیں پہنچ سکتا۔ کیا یہ تمام انبیاء علیہم السلام حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں۔ ایسے عقائد رکھنے والا شخص مسلمان ہو سکتا ہے؟

اسی سلسلہ کلام میں خمینی نے آگے تحریر کیا۔

(ترجمہ) اور جو روایات و احادیث (یعنی شیعی روایات) ہمارے سامنے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اعظم اور ائمہ (بارہ امام) اس عالم کے وجود میں آنے سے پہلے انوار و تجلیات تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے عرش معلیٰ کے گردا گرد کر دیا۔ اور ان کو وہ مرتبہ اور مقام عطا فرمایا۔ جس کو بس اللہ ہی جانتا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

اسی کتاب کے صفحہ 91 پر ان بارہ اماموں کے بارے میں تحریر کیا ہے۔

(ترجمہ) ان کے بارے میں سہو یا غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

آگے صفحہ 113 پر لکھا ہے۔

"ہمارے ائمہ معصومین (بارہ امام) کی تعلیمات قرآن کی تعلیمات ہی کے مثل ہیں وہ کسی خاص طبقے کے اور خاص دور کے لوگوں کے لئے مخصوص نہیں ہیں۔ وہ ہر زمانے اور ہر علاقے کے تمام انسانوں کے لئے ہیں اور تاقیامت ان کی تائید اور ان کا اتباع واجب ہے"

آپ بتائیں مذکورہ بالا عقائد کی موجودگی میں انبیاء خصوصاً حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ مقدس تعلیمات اور قرآن پاک کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی تربیت یافتہ برگزیدہ جماعت صحابہ کرام جن کے بارے میں قرآن پاک میں خداوند کریم نے اپنی رضامندی کا واضح اعلان کر دیا ہے۔

جناب خمینی کے نظریات کیا ہیں آپ

ذیل کی سطور میں کشف الاسرار کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ شیخین ابوبکر و عمر دل سے ایمان ہی نہیں لائے تھے۔ صرف حکومت اور اقتدار کی طمع و ہوس میں انہوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے کو چپکا رکھا تھا۔

2۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت و اقتدار حاصل کرنے کا ان کا جو منصوبہ تھا اس کے لئے وہ ابتداء ہی سے سازش کرتے رہے اور انہوں نے اپنے ہم خیالوں کی ایک طاقتور پارٹی بنائی تھی ان سب کا اصل مقصد اور مطمع نظر رسول اللہ کے بعد حکومت پر قبضہ کر لینا ہی تھا۔ اس کے سوا اسلام سے اور قرآن سے ان کو کوئی سروکار نہیں تھا۔

3۔ اگر بالفرض قرآن میں صراحت کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امامت و خلافت کے لئے حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر بھی کر دیا جاتا تب بھی یہ لوگ ان قرآنی آیات اور خداوندی فرمان کی وجہ سے اپنے اس مقصد اور منصوبہ سے دستبردار ہونے والے نہیں تھے جس کے لئے انہوں نے اپنے کو اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چپکا رکھا تھا۔ اس مقصد کے لئے جو حیلے اور جو داؤ پیچ ان کو کرنے پڑتے وہ سب کرتے اور فرمان خداوندی کی کوئی پرواہ نہ کرتے۔

4۔ قرآنی احکام اور خداوندی فرمان کے خلاف کرنا ان کے لئے معمولی بات تھی۔ انہوں نے بہت سے قرآنی احکام کی مخالفت کی اور خداوندی فرمان کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

5۔ اگر وہ اپنا مقصد (حکومت و اقتدار) حاصل کرنے کے لئے قرآن سے ان آیات کا نکال دینا ضروری سمجھتے (جن میں امامت کے منصب پر حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر کیا گیا ہوتا) تو وہ ان آیتوں ہی کو قرآن سے نکال دیتے یہ ان کے لئے معمولی بات تھی۔

6۔ اور اگر وہ ان آیات کو قرآن سے نہ نکالتے تب وہ یہ کہہ سکتے تھے اور یہی کرتے کہ ایک حدیث اس مضمون کی گھڑ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو سنا دیتے کہ آخری وقت میں آپ نے فرمایا تھا۔ کہ امام و خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ شوریٰ سے طے ہو گا۔ اور علی جن کو امامت کے منصب کے لئے نامزد کیا گیا تھا۔ اور قرآن میں بھی اس کا ذکر کر دیا گیا تھا۔ اس کو اس منصب سے معزول کر دیا گیا۔

7۔ اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ عمر ان آیات کے بارے میں کہہ دیتے کہ "یا تو خود خدا سے ان آیتوں کے نازل کرنے میں یا جبرائیل یا رسول خدا سے ان کے پہنچانے میں اشتباہ ہو گیا۔ یعنی غلطی اور چوک ہو گئی۔

8۔ جناب خمینی نے حدیث قرطاس میں ہی اسکا ذکر کرتے ہوئے بڑے دردناک نوحہ کے انداز میں (حضرت عمر کے بارے میں) لکھا ہے کہ رسول اللہ کے آخری وقت میں اس نے آپ کی ایسی گستاخی کی جس سے روح پاک کو انتہائی صدمہ پہنچا۔ اور آپ دل پر صدمہ کا داغ لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ اس موقع پر خمینی نے صراحت کے ساتھ یہ بھی لکھا۔ کہ عمر کا یہ گستاخانہ کلمہ دراصل اس کے باطنی اور اندر کے کفر و زندقہ کا ظہور تھا۔ یعنی اس سے ظاہر ہو گیا کہ (معاذ اللہ) وہ باطن میں کافر اور زندیق تھا۔

9۔ اگر یہ شیخین (اور ان کی پارٹی والے) دیکھتے کہ قرآن کی ان آیات کی وجہ سے (جن میں امامت کے لئے حضرت علی کی نامزدگی کی گئی ہوتی) اسلام سے وابستہ رہتے ہوئے ہم حصول اقتدار کے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اسلام کو ترک کر کے اور اسے کٹ کر ہی یہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔ تو یہ ایسا ہی کرتے اور (ابوجہل و ابولہب کا موقف اختیار کر کے) اپنی پارٹی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہو جاتے۔

10۔ عثمان و معاویہ اور یزید ایک ہی طرح کے اور ایک درجہ کے "جہالی" (ظالم و مجرم) تھے۔

11۔ عام صحابہ کا حال یہ تھا کہ یا تو وہ ان کی (شیخین) خاص پارٹی میں شریک شامل، ان کے رفیق کار اور حکومت طلبی کے مقصد میں ان کے پورے ہمنوا۔ پھر وہ تھے جو ان لوگوں سے ڈرتے تھے۔ اور ان کے خلاف ایک حرف زبان سے نکالنے کی جرات و ہمت نہیں تھی۔

12۔ سنیوں کا معاملہ یہ ہے کہ ابوبکر و عمر قرآن کے صریح احکام کے خلاف جو کچھ کہیں یہ لوگ قرآن کے مقابلہ میں اسی کو قبول کرتے ہیں۔ اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔ عمر نے اسلام میں جو تبدیلیاں کیں اور قرآنی احکام کے خلاف جو احکام جاری کئے سنیوں نے قرآن کے اصل حکم کے مقابلہ میں عمر کی تبدیلیوں کو اور ان کے جاری کئے ہوئے احکام کو قبول کر لیا اور انہیں کی پیروی کر رہے ہیں۔

کتاب:۔ ایرانی انقلاب از مولانا منظور احمد نعمانی

محترم قارئین اب آپ بتائیں۔ کہ خمینی کے مذکورہ بالا نظریات منظر عام پر آجانے کے بعد اسے رہبر انقلاب اسلامی کہنا کتنا بڑا فریب ہے۔ اور اس کی برسی کی تقریبات پاکستانی ٹیلی ویژن پر نشر کرنا اسلام اور نظریہ پاکستان سے غداری ہے۔ جناب خمینی نے اپنے خلاف اسلام عقائد و نظریات کے علاوہ لاکھوں ایرانی شیعہ کے ذریعہ خانہ کعبہ کی حرمت کے تقدس کو پامال کیا۔ اس کے حامیوں نے عین خانہ کعبہ کے سامنے لبیک۔ یا خمینی اللہ اکبر خمینی رہبر کے نعرے لگائے۔ سینکڑوں حجاج کرام کو چھریوں سے ذبح کیا۔ اس کے بعد گزشتہ سال حج کے موقع پر 10 کویتی شیعہ کے ساتھ مل کر 6 ایرانیوں نے مکہ مکرمہ میں دھماکے کئے جس سے سینکڑوں حاجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ بعد میں ان سولہ شیعہ کو سعودی حکومت نے پھانسی دی۔

حق نواز شہید ایوارڈ

حضرت مولانا ضیاء الرحمن فاروقی صاحب نے اعلان کیا کہ پاکستان میں جس ضلع یا تحصیل سے [illegible] سب سے زیادہ ہو گی۔ اس ضلع یا تحصیل کے صدر اور سیکرٹری کو انجمن کا سب سے قیمتی "حق نواز شہید ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

میرے قتل کے ذمہ دار

ایرانی سفارتخانہ۔ ساجد نقوی اور حکومت ہوں گے

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے نائب سرپرست اعلیٰ قومی اسمبلی کے رکن مولانا ایثار القاسمی شہید کی زندگی کا آخری انٹرویو:

بشکریہ آف دی ریکارڈ

س: آپ کے خیال میں مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل میں کون لوگ ملوث ہیں؟

ج: دس ماہ گزرنے کے بعد بھی یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کون لوگ ملوث ہیں! مسئلہ قاتلوں کا نہیں قاتلوں کے سرپرستوں اور بہی خواہوں کا ہے۔ قتل کرنے والے تو وقوعہ کے دوسرے روز ہی گرفتار کر لیے گئے تھے ہمارے خیال میں اصل مجرم تو دوسرے لوگ ہیں یہ لوگ جو گرفتار ہوئے ہیں انہیں تو استعمال کیا گیا ہے۔

س: دوسرے لوگوں سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ج: سردار زادہ ظفر عباس، ساجد نقوی اور سب سے بڑھ کر ایرانی سفارتخانہ۔

س: سردار زادہ ظفر عباس تو آئی جے آئی سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ کا تعلق بھی اسی جماعت سے ہے وہ کس حوالے سے ملوث ہیں؟

ج: آئی جے آئی سے تعلق ہونے سے لوگ فرشتہ نہیں بن جاتے۔ یہ وہ شخص ہے جو جھنگ میں سنیوں کے خلاف کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھتا۔

س: آپ نے ایرانی سفارت خانہ کا دوسری بار نام لیا ہے۔ ایرانی سفارت خانہ کا نام لینے سے آپ پر اس بارے میں ثبوت کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔

ج: ایرانی سفارت خانہ کا نام میں نے سوچ سمجھ کر لیا ہے۔ میرے پاس اسکے ثبوت موجود ہیں۔

س: آپ حکومت کو اس کے ثبوت کیوں نہیں دیتے؟

ج: آپ کس حکومت کی بات کر رہے ہیں۔ پاکستان میں اب تک جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں ایران سے ڈرتی رہی ہیں، ہماری حکومت کہتی ہے ایران یا اس کے کسی نمائندے کا نام مت لو۔۔۔۔ اس سے تعلقات خراب ہوں گے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ اگر ایرانیوں کا نام لینے سے ایرانی ناراض ہو جائیں گے تو پھر ساری عمر پاکستان کے اندرونی حالات درست نہیں ہو سکتے۔۔۔۔۔ صدر ضیاءالحق مرحوم کے دور میں بھی یہی کچھ ہوتا رہا، کراچی میں ہونے والے شیعہ سنی فسادات ایرانی قونصلیٹ جنرل ابوشریف نے کرائے تھے۔ صدر ضیاءالحق نے ہاتھ جوڑ کر ایران سے درخواست کی تھی کہ اسے واپس بلا لیا جائے۔۔۔۔ ایران بھی مجبور ہو گیا تھا کہ اسے بلا لے کیوں کہ ایک تو وہ بے نقاب ہو گیا تھا دوسرے یہ کہ مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکتا تھا۔

س: مطلوبہ نتائج سے آپ کی کیا مراد ہے؟

ج: ایران کا منصوبہ کراچی میں بڑے پیمانے پر سنی آبادی کا قتل عام تھا۔ لالوکھیت، نیو کراچی اور صدر کے امام باڑوں میں لاکھوں روپے کا جدید اسلحہ اسٹور کیا گیا تھا۔ لیکن سنیوں کی دانشمندی اور انتظامیہ کی ہوشیاری کے باعث یہ لوگ مطلوبہ کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔ اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ کراچی میں آج تک شیعہ سنی فسادات نہیں ہوئے۔

س: اس کی وجہ کیا ہے؟

ج: وجہ صاف ظاہر ہے فرقہ وارانہ فسادات کا رخ لسانی فسادات کی طرف موڑ دیا گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ لسانی فسادات میں دونوں طرف برابر کا نقصان ہو رہا ہے۔ مرنے اور مارنے والے سبھی سنی ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ کراچی کے لسانی فسادات کو لسانی کی بجائے مذہبی رنگ میں دیکھیں تو آپ کو اس کی جڑیں اور خفیہ ہاتھ ایران میں نظر آئیں گے۔۔۔

س: یہ تو کراچی کی بات تھی پنجاب سے اس بات کا کیا تعلق ہے؟

ج: کراچی تو لسانی فسادات کرانے کے لیے موزوں علاقہ ہے لیکن پنجاب میں ایسا ناممکن ہے۔ چنانچہ یہاں وہ لوگ (ایران والے) ساجد نقوی ایسے لوگوں کی حمایت کرتے ہیں، خود سامنے نہیں آتے۔

س: کیا صادق گنجی کا قتل بھی اسی روشنی میں دیکھا جائے؟

ج: میں یہ نہیں کہتا کہ صادق گنجی کا قتل بھی اسی روشنی میں دیکھا جائے۔

س: لیکن۔۔۔ گرفتار ہونے والے تو سبھی سنی ہیں اور پولیس بھی انجمن سپاہ صحابہ پر الزام لگا رہی ہے؟

ج: سنی ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ جتنے بھی سنی ہیں وہ انجمن سپاہ صحابہ کے رکن ہیں۔ ہمارے باقاعدہ رکن نہ تو جذباتی ہیں اور نہ اتنے مالدار کہ جدید اسلحہ خرید کر قتل کرتے پھریں۔

س: لیکن گرفتار ہونے والے سبھی نوجوان خصوصاً حق نواز جو جھنگ سے تعلق رکھتا ہے اپنا تعلق سپاہ صحابہ سے بتاتے ہیں؟

ج: وہ نہیں بتاتے پولیس بتاتی ہے۔ پولیس اپنی جان چھڑانے اور نواز شریف ایران کو خوش کرنے کے لیے انجمن سپاہ صحابہ کا نام لے رہے ہیں۔ آپ نے ایرانی وزیر خارجہ کی پریس کانفرنس پڑھی ہو گی وہ نواز شریف حکومت کو دھمکی دے کر گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے پاکستان ایران کا صوبہ ہے۔

س: اگر قاتلوں اور تحریک کار نوجوانوں کا تعلق انجمن سپاہ صحابہ سے نہیں ہے تو پھر یہ لوگ کون ہیں؟

ج: صادق گنجی کا قتل، قاتلوں کا ذاتی فعل ہے۔ پولیس اصل بات کا کھوج لگانے کے بجائے اس کوشش میں ہے کہ انجمن کے سربراہ

مولانا ضیاءالرحمٰن فاروقی اور مجھے ملوث کر کے انجمن کے تمام اہم لوگوں کو گرفتار کر لیا جاوے۔ اس طرح وہ ایران کی خواہش پوری کرنا چاہتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں صادق گنجی کو خود ایران نے قتل کروایا ہے اور ان جذباتی نوجوانوں کو ایک تیسرے واسطے سے استعمال کیا گیا ہے تاکہ اصل بات ظاہر نہ ہو۔

س: ایران اپنے سفارت کار کو بھلا کیوں قتل کرائے گا؟

ج: وہ انجمن سپاہ صحابہ کی سرگرمیوں سے خوف زدہ ہے، جب سے انجمن سپاہ صحابہ نے مقبولیت اختیار کرنا شروع کی ہے۔ ایران اور ساجد نقوی کے منصوبے خاک میں مل رہے تھے اور آپ کو پتہ ہے ساجد نقوی کی پاکستان میں حیثیت ایرانی سفیر سے بھی زیادہ ہے میں آپ کو بتاتا ہوں جب شریعت بل کے خلاف شیعہ حضرات نے اسلام آباد مظاہرے کا پروگرام بنایا تو اس کی تمام ترہدایات ایرانی سفارت خانہ نے دی تھیں۔ میرے پاس اس بات کا ثبوت موجود

ضیاءالحق نے ایران کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے تھے

ہے کہ اسلام آباد میں موجود ایرانی سفارت خانہ، لاہور او کراچی میں ایرانی قونصلیٹ دفاتر نے اسلام آباد میں شریعت بل مخالف مظاہرے میں شرکت کے خواہش مند شیعہ حضرات کے لیے ریل بس اور فلائنگ کوچوں سے واپسی کے ٹکٹ کا بندوبست کیا تھا۔

س: کیا اس بات کا علم ضیاءالحق گورنمنٹ کو نہیں تھا؟

ج: بالکل تھا لیکن ضیاءالحق چونکہ منتخب ہو کر برسراقتدار نہیں آیا تھا اس لیے بعض معاملات میں پاور رکھنے کے باوجود اپنے کو کمزور محسوس کرتا تھا۔ البتہ ضیاءالحق نے ایرانی حکومت سے معذرت خواہانہ شکایت ضرور کی تھی۔۔۔۔ جس کے جواب میں ایرانی حکومت نے ضیاءالحق کو یقین دلایا تھا کہ شیعہ صرف مظاہرہ کریں گے ان کے سیاسی مقاصد نہیں ہیں۔

س: آپ بنیادی طور سے جمعیت علماء اسلام سے وابستہ ہیں اور جمعیت علماء اسلام ان دنوں ایم آر ڈی میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی حلیف تھی۔ آپ کے لیڈروں نے اس پر احتجاج کیوں نہ کیا؟

ضیاء کے خلاف مظاہروں کا انتظام ایران نے کیا تھا

ج: میرا تعلق جمعیت سے ضرور ہے اور ایم آر ڈی میں رہتے ہوئے قید بھی کاٹی لیکن بعد میں میرے تعلقات جے یو آئی سے زیادہ بہتر نہیں رہے۔ کیونکہ جے یو آئی اور مولانا فضل الرحمٰن نے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ سے پینگیں بڑھانی شروع کر دیں۔ ہمارے احتجاج پر بھی وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ اس وقت ہمیں محسوس ہوا کہ وہ سیاست چمکانے کے لیے اصولوں کو بھی ترک کر دیتے ہیں۔۔۔۔ ہم بے اصول لوگوں کو نہیں مانتے۔

س: گذشتہ دنوں آپ نے ایک بیان میں کہا تھا کہ آپ کی جان کا خطرہ ہے اس کی وضاحت فرمائیں گے؟

ج: صادق گنجی کے قتل سے پہلے ہی سے قتل کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ صادق گنجی کے قتل کے بعد سے ان دھمکیوں میں شدت آگئی ہے۔

س: آپ نے مقامی انتظامیہ کو ان دھمکیوں کے بارے میں بتلایا ہے؟

ج: کئی بار بتلایا ہے لیکن انتظامیہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ذمہ داری حکومت کے ساتھ ساتھ ایرانی سفارت خانہ اور ساجد نقوی پر بھی عائد ہو گی۔ کیونکہ جھنگ کے تمام امام باڑوں میں جدید اسلحہ موجود ہے۔ تمام شیعہ زمیندار خصوصاً جن کا تعلق پیپلزپارٹی سے ہے وہ جھنگ میں منافرت پھیلانے کے لیے شورش پسند شیعہ نوجوانوں کو استعمال کر رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ ان شرپسندوں کی سرپرستی بند کر دیں تو جھنگ میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

س: ایک طبقے کا کہنا ہے کہ آپ کی ذاتی دشمنیاں بھی ہیں اور دھمکیاں بھی انہوں نے ہی دی ہیں؟

ج: جی نہیں۔۔۔۔ میری ذاتی دشمنی کسی سے نہیں۔ حلقہ پی پی 65 میں بھی میں آزاد امیدوار کے طور پر جیتا تھا۔ ہارنے والا آئی جے آئی کا تھا لیکن یہ صرف الیکشن کی حد تک ہے۔ آئی جے آئی کے امیدوار شیخ محمد اقبال سے میرے تعلقات برے نہیں ہیں۔ ضمنی الیکشن میں میری کوشش تھی کہ آئی جے آئی ہمارے نمائندے کو ٹکٹ دیں لیکن انہوں نے یہ ٹکٹ شیخ اقبال کو دے دیا۔۔۔ ہار جیت کا فیصلہ تو ووٹ نے کرنا ہوتا ہے۔ ہاں میرے فرقہ وارانہ دشمن ضرور ہیں جو اس کوشش میں ہیں کسی موقعہ کی آڑ میں مجھ پر حملہ کریں تاکہ الزام ان پر نہ آئے۔۔۔۔ میں نے ڈی سی جھنگ اور ڈی آئی جی جھنگ کو خطرات سے پیشگی آگاہ کیا ہے۔

س: کچھ غیر جانبدار لوگوں کا کہنا ہے کہ پاکستان خصوصاً جھنگ کے فرقہ وارانہ فسادات

ہماری حکومت کہتی ہے ایران کا نام مت لو وہ ناراض ہو جائے گا

میں بھارت کی خفیہ ایجنسی "را" کا ہاتھ ہے؟

ج: ایران اور ساجد نقوی کے ہوتے ہوئے بھارت کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ اس کام میں وقت ضائع کرے۔ بھارت وہی کام کرتا ہے جو یہاں کوئی اور نہ کر رہا ہو۔ بھارت پر الزام لگا کر ہم ایران کو نہیں بچا سکتے۔

س: میں پھر مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل کی طرف آتا ہوں۔ ابتدا میں آپ کی انجمن نے بڑی تیزی سے تحریک چلائی لیکن بعد میں یک لخت تحریک ختم کر دی گئی۔ یہاں آپ ۔

الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ نے پچاس لاکھ روپے لے کر تحریک کو دبا دیا تھا۔

ج: یہ الزام نہ صرف مضحکہ خیز ہے بلکہ بے بنیاد بھی ہے۔ ہم نہ تو بکے ہیں اور نہ ہی جھکے ۔۔۔۔ جہاں تک پچاس لاکھ کا سوال ہے یہ وہ رقم ہے جو پنجاب حکومت نے جھنگ میں مولانا کے قتل کے بعد رونما ہونے والے فسادات میں عوامی سطح پر جن لوگوں کا نقصان ہوا ان کے ازالے کے لیے ڈی سی جھنگ کو دی تھی ۔۔۔۔ ڈی سی نے متاثرہ لوگوں کی ایک فہرست اور نقصانات کے ازالے کے لیے کمیٹی تشکیل دی۔ شیعہ حضرات نے شور مچایا کہ زیادہ نقصان ان کا ہوا ہے۔ اس لیے ابھی تک اس کمیٹی نے اپنا کام مکمل نہیں کیا ۔۔۔۔ پچاس لاکھ ڈی سی جھنگ کے پاس ہیں ۔۔۔۔ اس سے پوچھیں اس نے اب تک کیا کیا ہے۔ وہ روپیہ کدھر ہے؟

(ایران کی مسلح تنظیم) کے لوگ سنی قبائلیوں کے گھر اجاڑ رہے ہیں۔ نوجوانوں کو قید کیا جا رہا ہے۔ کئی نوجوان بھاگ کر پاکستانی بلوچستان میں پناہ گزین ہیں ۔۔۔۔ جبکہ اس کے مقابلے میں

پر ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ مغرب زدہ ان لوگوں کو صرف سنی سٹیٹ کے نعرے اور شریعت کی بالادستی سے ہی چڑ ہے۔ مذہب کی بات کرتے وقت یہ برطانوی آئین اور قانون کی مثالیں کیوں

سندھ کے لسانی فسادات کی جڑیں ایران میں ہیں

پاکستان کی دس کروڑ کی آبادی میں کل ساڑھے ساتھ لاکھ کے قریب شیعہ ہیں لیکن ان کے امام باڑے اور عبادت گاہوں کی تعداد کا اندازہ لگایا جائے تو دس ووٹ ایک عبادت گاہ کی نسبت بنتی ہے۔ کیا ساڑھے نو کروڑ سنی مسلمان یہ حق نہیں رکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے دور میں جو نظام شریعت نافذ تھا وہ بلا ترمیم نافذ کریں۔ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ ایران میں تو فقہ حنفیہ کے ماننے والوں پر ظلم ہوں جو چالیس لاکھ کی تعداد میں آباد ہیں اور

دیتے ہیں؟ ایران کی مثال کیوں نہیں دیتے؟ تاکہ پاکستان ان معاملوں میں بھی ان کی تقلید کرے۔

س: صادق گنجی اور مولانا حق نواز کے قتل کی تفتیش میں آپ کیا فرق محسوس کیا ہے؟

ج: مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل کو سوا سال ہو گیا ہے اس کی تفتیش ابھی تک ابتدائی مراحل میں ہے۔ جبکہ صادق گنجی کا قتل ابھی چند دنوں کی بات ہے اور اس کی تفتیش نصف سے زیادہ ہو چکی ہے، سینئر ملزم صحت یاب ہونے پر بقول پولیس نصف تفتیش بھی مکمل ہو جائے گی ۔۔۔۔ لیکن مولانا حق نواز کے قتل کے ملزم سب بقید حیات ہیں۔ اقراری ہیں لیکن حکومت ڈر کے مارے ان کے کیس کو جان بوجھ کر ڈھیل دیئے ہوئے ہے۔

س: آپ کے خیال میں حکومت فرقہ وارانہ دباؤ میں اگر کوئی فیصلہ کرتی ہے تو کیا یہ ملک اور قوم کے لیے نقصان دہ نہیں ہو گا۔ جبکہ ملک چاروں طرف سے خطرات میں گھرا ہوا ہے اور خلیج میں گڑبڑ کے باعث اقتصادیات دگرگوں ہے؟

ج: آپ 95 فیصد اکثریت اور پانچ فیصد اقلیت کو خلط ملط کر رہے ہیں۔ سنی اکثریت میں ہیں ان کی فقہ نافذ ہونا چاہیئے۔ یہ تو الگ بات ہے لیکن ایک شخص (خواہ اس کا تعلق کسی مذہبی فرقے سے ہو) جو قتل ہو گیا ہے اس کے قاتلوں اور مرتکبوں کو سزا تو ملنا چاہیئے۔ یہ تو کوئی فرقہ وارانہ بات نہیں ہے۔ انصاف کا تقاضا ہے ۔۔۔۔ ہم تو کہتے ہیں مولانا احسان الٰہی ظہیر، عارف حسین حسینی، شہید ملت لیاقت علی خان اور شہید ضیاء الحق کے قاتلوں کو بھی سزا ملنی چاہیئے۔ مجرم کوئی بھی ہو کسی پارٹی، فرقے، گروہ یا جماعت سے تعلق رکھتا ہو اسے بے دھڑک سزا دیں۔ لیکن مولانا حق نواز کے معاملے میں حکومت بہت

ایرانی سفارت خانہ کے خلاف میرے پاس ثبوت موجود ہیں

س: انجمن سپاہ صحابہ کی تشکیل کا مقصد کیا ہے؟

ج: انجمن سپاہ صحابہ کی تشکیل کا مقصد مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ اور ان کا مشن اس ملک میں صحیح معنوں میں حقیقی اسلامی اور شرعی نظام کا نفاذ ہے۔

س: اس کام کے لیے تو دیگر دینی جماعتیں بھی جدوجہد کر رہی ہیں؟

ج: دوسری دینی سیاسی جماعتیں تو اس اسلامی نظام کے لیے جدوجہد کر رہی ہیں کہ جس سے شیعہ حضرات بھی خوش ہوں اور مطمئن بھی ۔۔۔۔ لیکن انجمن سپاہ صحابہ نبی آخر الزماںؐ اور خلفاء راشدینؓ کے دور میں نافذ نظام اسلام کے لیے کام کر رہی ہے۔

آپ دیکھیں کہ ایران کی صرف ساڑھے تین کروڑ کی آبادی میں چالیس لاکھ سنی آباد ہیں۔ لیکن اسلامی نظام کے نام پر ان پر فقہ جعفریہ ٹھونسی گئی ہے۔ انھیں اپنی مساجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں۔ ایرانی بلوچستان میں "پاسداران"

پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں سے بھی کم تعداد میں رہنے والے شیعہ حضرات شریعت کی صرف اس لیے مخالفت کریں کہ اس میں فقہ جعفریہ شامل نہیں ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

میرا مطالبہ ہے کہ پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دیا جائے۔ آئین میں تبدیلی کر کے صدر، وزیر اعظم، وفاقی وزراء، گورنر، وزراء اعلیٰ، صوبائی وزراء، مسلح افواج کے چیف حضرات، ایٹمی توانائی کمیشن، آرڈیننس فیکٹریوں کے نگرانوں اور پولیس کے تمام آئی جی حضرات کے لیے سنی مسلمان ہونا لازمی قرار دیا جائے۔ کیونکہ ایران میں ان سب عہدوں پر شیعہ ہونا لازمی ہے۔ آپ برطانیہ کو دیکھ لیں۔ یہ عاصمہ جیلانی، افضل حیدر اور خورشید قصوری ایسے لوگ جو برطانیہ اور مغرب کی تقلید کرتے نہیں تھکتے، وہاں کی مساوات کی مثالیں دے دے کر ہر حکمران کو اپنے من پسند انصاف پر مجبور کرتے ہیں۔ انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں ان کے زبان و قلم نہیں تھکتے۔ برطانوی آئین اٹھا کر دیکھ لیں وہاں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک کی مذہبی تفریق آئینی اور سرکاری طور

Scanned by CamScanner

خوفزدہ ہے اس کا خیال ہے اگر مجرموں کو پھانسی دے دی گئی تو ایران ناراض ہو جائے گا۔

س: صادق گنجی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: ذاتی طور پر وہ ایک اچھے انسان تھے۔ لیکن پاکستان میں غیر سفارتی سرگرمیوں میں ضرورت سے زیادہ ملوث تھے۔ گو کہ ان کے تعلقات شیعہ سنی سبھی سے تھے۔ لیکن یہ بات صرف لیڈروں کی حد تک تھی۔ گلگت اور جھنگ میں ان کی سرگرمیاں حکومت پاکستان اور ایران سفارت خانہ جانتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ان کی تعیناتی سے اب تک پاکستان خصوصاً جھنگ کتنی بار شیعہ سنی فسادات کا شکار ہوا ہے؟ آخر ان باتوں کو حکومت پاکستان کب تک چھپائے گی۔۔۔ لیکن اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ صادق گنجی کے قاتلوں کو سزا دی جائے۔۔۔ پولیس نے جن چند نوجوانوں کو گرفتار کیا ہے وہ سپاہ صحابہ پر پابندی لگانے کے لیے جواز تلاش کرنے کے مترادف ہے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ ایرانی وزیر خارجہ واضح الفاظ میں انجمن پر پابندی لگانے کا مطالبہ کر چکے ہیں۔

س: آپ کے خیال میں پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دینے سے فرقہ واریت فروغ نہیں پائے گی؟

ج: جی نہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ یہ بات تو وہ لوگ کرتے ہیں جو شریعت سے ڈرتے ہیں کہ شریعت آگئی تو ان کی چودھراہٹ ختم ہو جائے گی۔۔۔ یہ لوگ کلیدی آسامیوں پر بھی موجود ہیں اور سیاست میں بھی۔۔۔ جتوئی صاحب نے نگران وزیراعظم ہوتے ہوئے بھی 33 کے لگ بھگ 17 اور اس سے اوپر کے گریڈوں میں اپنے آدمی تعینات کروائے یہی سفارشی شریعت کے نفاذ میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔

۱۹۹۱ء کی پہلی سالانہ امدادی فنڈ سکیم کو کامیاب بنانے کے لئے اہلسنت کا جوش و خروش

ملک بھر سے انجمن کے کارکنوں کے نام اہم پیغام

۵۰ روپے کے ٹکٹوں کے حصول کے لئے کارکنوں کی بھاگ دوڑ شروع ہو گئی

انجمن کے سرپرست اعلیٰ نے ۱۵ مارچ تک سکیم میں توسیع کر دی۔

انجمن سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری محمد یوسف مجاہد نے ملک بھر۔ ۵۰ روپے کے ٹکٹوں کی ترسیل کے سلسلہ میں کارکنوں کے نام پیغام جاری کیا ہے کہ وہ انجمن کی تعمیر و ترقی، مرکزی اور صوبائی دفاتر، مقدمات کی پیروی لٹریچر کی اشاعت کے لئے مذکورہ سکیم کو کامیاب بنانے کیلئے اپنی سرگرمیاں تیز تر کر دیں۔ انہوں نے کہا حتی المقدور تمام صوبائی اور ڈویژنل مقامات پر رسیدیں پہنچا دی گئی ہیں۔ تمام یونٹ اپنے ضلعی اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کی باڈیوں سے رابطہ قائم کریں۔ اس سلسلے میں کسی یونٹ اور عہدیدار کی طرف سستی اور غیر ذمہ دارانہ حرکت برداشت نہیں کی جائے گی۔

محمد یوسف مجاہد نے کہا کہ ٹکٹوں کے حصول کے لئے محلہ وار دورے کئے جائیں۔

شہروں اور دیہاتوں میں وفود روانہ کئے جائیں مرکزی سیکرٹری خود ۱۵ مارچ کے بعد ملک بھر میں رسیدوں اور رقوم کے حصول کے لیے طوفانی دورہ کریں گے۔

امدادی فنڈ سکیم کی رقوم ایک عظیم امانت ہے۔

یہ مرکزی فنڈز کا اہم حصہ ہے۔ اس کے ذریعے بہت آئندہ جماعت کی بنیادوں کو مستحکم کرنا ہے۔

اگر کسی یونٹ تک رسید نہیں پہنچی وہ ضلعی اور تحصیل کے عہدیداروں کے ذریعے درج ذیل ٹیلیفون کر کے منگوا سکتا ہے۔

جنرل سیکرٹری

محمد یوسف مجاہد

مرکزی دفتر جامع مسجد حق نواز شہید جھنگ فون: ٣٢٩٦ ، ٢٣٩٢ ، ٥٢٩٦

کمزور، دُبلا، پتلا اور لاغر جسم آپ کو پریشان کر سکتا ہے۔ چہرے کے ڈنٹ نکالنے کے لئے

استعمال کریں۔ یہ معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ جس سے خوراک جزو بدن اور لگنا شروع ہو جاتی ہے۔ جگر کی اصلاح کرتا ہے۔ جس سے انسان موٹا تازہ صحت مند اور خوبصورت ہو جاتا ہے۔ نیز ہر قسم کی پرانی پیچیدہ اور بگڑی ہوئی امراض کا علاج بذریعہ آٹومیٹک الیکٹرک کمپیوٹر کیا جاتا ہے۔۔۔ خود تشریف لائیں۔ یا خط لکھیں۔ جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

غلام آباد۔ صدر بازار چشتیہ چوک فیصل آباد فون: ۲۵۳۸۰۰

(اوقات کار، صبح ۸ بجے تا ۱۱ بجے، شام ۴ تا ۸ بجے)

میرا جرنیل ۔۔۔ میرا بازو ۔۔۔ شیر بیشۂ حریت ۔۔۔ شمشیر بے نیام

ابو ریحان ضیاء الرحمن فاروقی صاحب

متوازن قد و قامت، صلاحیت بھری آنکھیں، خوبصورت کتابی چہرہ، اخلاق و مروت سے مسعود گفتگو کے حسن سے آراستہ ہمارا جرنیل عمر کی صرف ستائیس منزلیں ہی طے کر پایا تھا کہ تیغ ستم کا شکار ہوا، تیشۂ رقص کی بھینٹ چڑھ گیا۔ خون کی وادی کو عبور کر کے حوران خلد کے پاس پہنچ گیا، اس کی جدائی کی ٹیس سے قلب و جگر زخمی ہے۔ اس کے فراق سے آنکھیں نمناک ہیں۔ وہ مختصر سی زندگی میں فلک بوس ترقی پا کر بالآخر دس جنوری کو تمغۂ شہادت حاصل کر کے ۱۱ جنوری کی شام کو قبر کے پاتال میں گم ہو گیا۔ اس کی یادوں کے چراغ تا ابد جلتے رہیں گے اس کی جرات رندانہ مشعل راہ بنی رہے گی اس کی شعلہ نوائی کا سورج چمکتا رہے گا اس کی شگفتگی حق کے مرغزار کھلتے رہیں گے اس کی قلندرانہ عظمت نشان راہ کا کام دے گی۔ صحابہ کرامؓ کی محبت، رفقائے نبوت سے عشق کا جو درس اس نے جلایا تھا وہ آنے والی نسلوں کیلئے ایک درس سے آگے ایک ولولے ایک جذبے اور ایک سوز دروں کا پتہ دے گا۔

ایثار القاسمی جیسا نوجوان میرے شہید قائد مولانا حق نواز کے ولولوں کو خود انہی کی زبان دیکر آگے بڑھائے چلا تھا جھنگوی شہید کی گونج اور کڑک کو محراب سے نکال کر ایوان پارلیمنٹ تک پہنچانا چاہتا تھا، وہ تیز قدموں کے ساتھ بڑھتا جا رہا تھا، وہ تریسٹھ ہزار ووٹروں کے ہم رکاب ہو کر اسمبلی کی عمارت تک جا نکلا تھا، وہ افکار تازہ سے ویران قلوب کو عطر بیز کرنا چاہتا تھا صحابہ کرامؓ کی محبت کی خوشبو بانٹنا چاہتا تھا، محمدی جماعت کے دشمنوں کے چہرے سے نقاب اتارنا چاہتا تھا۔ توہین صحابہؓ پر مشتمل لٹریچر پر ضرب کاری لگانے کیلئے بے تاب تھا۔ دشمن اس کی تاک میں تھا۔ اس کے اطراف سے بارہا اسے خبردار کیا تھا۔ بعض ایجنسیوں نے اسے قاتلوں کی بھنبھناہٹ بھی سنا دی تھی۔ لیکن وہ مرد حق آگاہ الصول کارکنوں کا لیڈر کے دل کی دھڑکن موت سے بے نیاز ہو کر برزم مسکراتا رہا وہ بہت ہی تھوڑی مدت میں نیا لہجہ نئی زبان اور نئی سوچ کی یاد چھوڑ کر ہم سے جدا ہو گیا۔

میں نے بارہا اسے مشکلات میں بھی حوصلہ مند پایا۔ وہ میرے دیکھتے دیکھتے ہی سے خطابت کے میدان میں اترا، سمندری فیصل آباد کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے چلا دیار غیر میں تعلیم حاصل کر کے لاہور، اوکاڑہ، گڑھ مہاراجہ اور پھر جھنگ میں اپنے قائد شہید کی جگہ جب ہم نے اسے کھڑا کیا تو اس وقت اس پر اعتماد کیا کہ یہ نوجوان جہاں سے بات ختم ہوئی تھی وہیں سے اگلی گفتگو کا آغاز کرے گا۔ اسی جگہ سے آگے بڑھے گا۔ بلاشک نہ صرف یہ کہ وہ اعتماد پر پورا اترا بلکہ اس نے قربانی کا حق ادا کر دیا۔

مولانا ایثار القاسمی شہید کی قومی اسمبلی کی تقریر ایک یادگار تاریخی دستاویز ہے انہوں نے اس عظیم المرتبت تقریر سے اسلام کی یاد تازہ کر دی ہے۔

انجمن سپاہ صحابہ ان کی تقریر پر ہمیشہ فخر و مباہات کا اظہار کرتی رہے گی انہوں نے مفکر اسلام مولانا مفتی محمود، مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی طرح حق و صداقت کی آواز کو قومی اسمبلی کے پہلے ہی اجلاس میں بلند کیا۔ انہوں نے قومی اسمبلی کے صرف دوسرے ہی اجلاس میں شرکت کی تھی وہ ایم این اے ہونے کے صرف دو ماہ بعد ہی شہید کروا دیئے گئے لیکن ان کی تقریر نے جہاں ایک طرف انجمن سپاہ صحابہ کی ترجمانی کا حق ادا کیا وہاں جھنگ کے عوام کے دیرینہ مطالبات کو بھی بہت خوبصورت انداز میں پارلیمنٹ کے سامنے رکھ دیا۔

اس طرح انجمن سپاہ صحابہ کی ترجمانی کر کے انہوں نے تاریخ میں اپنا نام ایک مجاہد جرنیل اور حقیقی ترجمان کی حیثیت سے ثبت کر دی۔

مبارک باد

ہم مولانا محمد اعظم طارق کو انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے نائب سرپرست اعلیٰ منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(ادارہ)

بنگلہ دیش میں سات روز

ابوریحان ضیاء الرحمن فاروقی

بنگلہ دیش میں سلہٹ وہ تاریخی شہر ہے جہاں تیس سال تک حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ماہ رمضان گذارتے رہے ہیں۔ مقدس مہینے میں دنیا بھر سے حضرت شیخ الاسلام کے مریدین سلہٹ پہنچ کر آپ کی صحبت میں اعتکاف کی ریاضت سے مردہ قلوب کو تسکین دیتے تھے۔ جہاں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسان شیخ الاسلام ہی کے مرید اور عقیدت مند موجود ہیں اس شہر اور ضلع کی پندرہ لاکھ کی آبادی میں ہر جگہ دینی مدارس کا جال بچھا ہوا ہے۔ ایک ایک محلے میں درجنوں مساجد اور دینی مکاتب ہیں۔

یہاں کا ایک مدرسہ جامع مدنیہ قاضی بازار کے نام سے معروف ہے اس دارالعلوم کو علاقہ کی سب سے بڑی درسگاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس جامع کے پرنسپل مجاہد اسلام مولانا حبیب الرحمن صاحب ہیں آپ بنگلہ دیش کے عظیم خطیب روز نامور مقرر ہیں۔ گذشتہ سال بھی راقم انہی کی دعوت پر سلہٹ گیا تھا اور اسی جگہ پر مرحوم قائد مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادت کی روح فرسا خبر ملی تھی۔ امسال بھی مولانا حبیب الرحمن صاحب کی طرف سے پاکستان سے راقم اور خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمی کو دعوت ملی، مصروفیات، جھنگ کے حالات، جلسہ میں شریک ہو سکیں گے، جھنگ کے حالات کچھ درست ہوئے کرفیو ختم ہوا اور ادھر مولانا حبیب الرحمن کے روزانہ متعدد ٹیلی فون، اصرار اور بنگلہ دیش کے مختلف مقامات سے بار بار تاکید کے باعث ہم نے سلہٹ جانے کا فیصلہ کر لیا، ہم 30 جنوری کو رات فیصل آباد سے کراچی اور اگلے روز صبح پونے آٹھ بجے ڈھاکہ کیلئے ایئرپورٹ پہنچ گئے خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمی کے بہت ہی قریبی دوست حضرت مفتی محی الدین ہی کے ساتھ مختصر قیام ہوا۔ انجمن سپاہ صحابہ کے صوبائی سیکرٹری جنرل قاری جمشید اقبال سے ٹیلی فون پر دعا سلام ہوئی مولانا اعظم طارق پنجاب کے سفر پر تھے۔ ہمارا جہاز ڈیڑھ گھنٹہ تاخیر سے روانہ ہوا ہم نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو کے ایر پورٹ پر ایک گھنٹہ گذارنے کے بعد مقامی وقت کے مطابق دوپہر تین بجے ڈھاکہ کے ایر پورٹ پر اترے۔ یہاں مجلس خلافت ڈھاکہ کے صدر مولانا عبدالتراب یوسفی اور جامع اسلامیہ سلہٹ کے مولوی فرید احمد ہمارے منتظر تھے کیپٹل ہوٹل میں پانچ گھنٹے گذارنے کے بعد ہم انٹر سٹی ٹرین کے ائر کنڈیشنر روم میں سوار ہوئے۔

> **بانسوں کے گھنا فنے جنگل اور طرح طرح کی ہریالی نے قلب و جگر کو دنیا کے ہجوم سے آزاد کر دیا۔**

بنگلہ دیش میں ریلوے کا نظام اب بہت بہتر ہوتا جا رہا ہے، یہاں دن اور رات کے سفر کیلئے علیحدہ علیحدہ فیسٹ کلاس ٹرینیں مسافروں کا دل بہلاتی منزل کی طرف رواں رہتی ہیں۔ ہم صبح سات بجے پونے تین سو میل کا سفر طے کر کے سلہٹ گئے چاروں طرف محبت و الفت اور گذشتہ سال کے خطاب کی تازگی کے باعث یگانگت کا اظہار ہو رہا تھا۔

خطیب پاکستان چار سال قبل پہلے کے دارالعلوم میں پہلے بھی شرکت کر چکے تھے راقم بھی گذشتہ سال اسی گلشن محبت کی مہک سے فرحت اٹھا چکا تھا۔

ہمیں جامعہ مدنیہ سلامیہ کے قریب ہی ایک نہایت خوبصورت مکان میں ٹھہرایا گیا بنگالی مسلمانوں کی سلیقہ مندی، مفتونم رہن سہن انواع و اقسام کے کھانے اور ان کے پیار بھرے ماحول نے عجیب سماں پیدا کر دیا تھا۔ بیسیوں انسان قطاروں میں کھڑے بروقت مصافحے کے منتظر رہتے۔ جمعہ کا خطبہ اور نماز مولانا محمد ضیاء القاسمی نے پڑھائی آپ کی ولولہ انگیز خطابت کے سحر سے سلہٹ کے در و دیوار اسلام اور شان رسالت کے نعروں سے گونج اٹھے۔

یہاں سالانہ جلسوں میں نماز کے وقفوں کے ساتھ دن رات جلسہ جاری رہتا دو روزہ جلسوں میں پہلی رات کے بارہ بجے اور دوسری نماز فجر تک تقاریر کا سلسلہ رہتا ہے۔ اس مرتبہ بھی راقم کے ساتھ یہی ہوا کہ پہلی نشست صبح آٹھ بجے سے ساڑھے دس بجے تک اور دوسری شب رات ایک بجے سے صبح چار بجے تک تقریر کرنا پڑی حضرت خطیب پاکستان نے جمعہ کے علاوہ آخری شب ساڑھے دس سے بارہ بجے تک سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر پُرمغز خطاب فرمایا راقم نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ خلیج کی جنگ کی وجہ سے اب پی آئی اے کی پرواز جمعرات ہی کے روز کراچی جائے گی۔ درمیان میں بنگلہ دیش پر کوئی سیٹ نہیں ادھر جھنگ کے حالات کی شدت اور ایک رکن کی شہادت کی خبر پا کر ہم سخت اذیت میں مبتلا تھے، دوسرے روز کے ہنگاموں اور جھنگ میں دو کانوں کے اتلاف کا فون سن کر طبیعت سخت مضمحل ہو گئی۔ کرفیو کی خبر ملی تو اور پریشانی ہوئی۔

3 فروری اتوار کے روز صرف بعد مغرب ایک جگہ کا مذاکرہ تھا ہم رات 9 بجے ہی جلسہ سے فارغ ہو گئے مولانا حبیب الرحمن کے ایک انتہائی مہربانی کی دعوت طعام دیکھ کر ہمیں عربوں کا دستر خوان یاد آگیا، مختلف اقسام کی مچھلیوں کی قاشیں علیحدہ علیحدہ تھالیوں میں سجائی ہوئی تھیں مخصوص قسم کے سلاد نے پاکستانی کھانے کی یاد تازہ کر دی تھی جلسہ سے فارغ ہو کر واپس پہنچے تو میں نے موقع کو غنیمت جان کر لکھنے کا ارادہ کیا الحمد للہ مولانا ایثار القاسمی شہید کے بارے میں اگلے روز شام ایک اہم مقالہ تیار ہو گیا، یہاں مجھے ایک بڑا کتب خانہ میسر آ گیا تو میں نے عربی

اور فارسی کتب کی مدد سے انجمن سپاہ صحابہ کے کارکنوں کیلئے خلفائے راشدین کے تعارف پر مشتمل علیحدہ علیحدہ مختصر کتابچے تحریر کرنے کا کام شروع کر دیا۔ یہاں کے کتب خانوں میں اردو کی کتابیں خال خال ہی میسر آئی۔ میں نے بیروت اور مصر کے علماء کی کتابوں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ پر پہلا کام شروع کیا دوسرے روز حضرت ابوبکر صدیقؓ پر کتابچہ مکمل ہو گیا حضرت فاروق اعظمؓ پر کام جاری تھا کہ ہمیں 4 فروری کو دو گاڑیوں کے ذریعے گلاب گنج، دریائے کوسوارہ کے ساحل پر ایک تبلیغی جلسہ میں شرکت اور دکن کے دارالعلوم میں ایک تقریب میں شرکت کیلئے روانہ ہونا پڑا۔ سلہٹ سمیت بنگلہ

بنگلہ دیش میں مولانا حبیب الرحمٰن قومی اسمبلی کا الیکشن لڑ رہے ہیں۔

دیش کا ہر شہر قدرتی مناظر اور دلکش سبزوں سے آراستہ ہے۔ ہم شہر سے باہر نکلے تو عجیب و غریب باغات نے مری کی یاد تازہ کر دی چاروں طرف چائے کے باغات، بانسوں کے گھناؤنے جنگل اور طرح طرح کی ہریالی نے قلب و جگر کو دنیا کے ہجوم سے آزاد کر دیا۔ تازہ ہوا کے جھونکوں، اور خوشگوار موسم نے وجد طاری کر دیا، خطیب پاکستان اپنے خصوصی ذوق کے مطابق قدرتی محاسن کو دیکھ کر وارفتگی کے عالم میں پکار اٹھے۔ اے خدایا اتنا خوبصورت ملک اور ایسی دیدہ زیب رعنائی کے حامل شہر ہم سے جن غداروں نے دور کر دیئے ان کے لئے حشر کی عبرت ناک سزا مقدر کر دے ہمیں یہاں کسی جگہ محسوس نہیں ہوا کہ ہم ویزہ لیکر کسی غیر ملک میں آئے ہیں انسانوں کی باہمی محبت پاکستانی علماء کے ناطے عقیدتمندوں کے غول در غول دیکھ کر ہم یہی خیال کرتے رہے کہ پاکستان ہی میں کسی بڑے جلسے میں شریک ہیں، اقارب کی کسی محفل میں دور سے پہنچنے پر ہمیں ہاتھوں پر اٹھایا جا رہا ہے۔ لوگوں کی محبت نے بلاشبہ ہمارے دل میں طمانیت و قرار اور الصاق و ربتاط کی شہنائیاں موجزن کر دیں۔ ہم ایک بجے کے قریب ڈھاکہ دکن کے دارالعلوم پہنچے تو کم از کم 1000 طلبہ اور اساتذہ کے لمبی قطار نے ہمیں خوش آمدید کہا، حضرت قاسمی اور راقم کے مختصر بیان کے بعد چائے کا دور چلا اور ہم اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہاں سے مولانا حبیب الرحمٰن کا حلقہ انتخاب شروع ہوتا ہے اسی جگہ 27 فروری کو ہونے والے بنگلہ دیش کے عام انتخابات میں مجاہد اسلام مولانا موصوف مجلس خلافت کے ٹکٹ پر الیکشن لڑ رہے ہیں۔

ہم تین بجے دریائے کوسوارہ کے کنارے پر پہنچے تو ایک لانچ ہماری منتظر تھی ہم دریائی سفر کیلئے اس میں سوار ہوئے ایک میل کے اس بحری سفر میں چاروں طرف قدرت کے کرشمے دیکھ کر ہم ورطہ حیرت میں رہ گئے ہر جگہ خدا کی عظیم نشانیاں مد نظر رہیں، دوسری جانب ایک خوبصورت بنگلے میں نماز ظہر کی ادائیگی اور طعام سے فارغ ہو کر ساحل پار جامع اسلامیہ کوسوارہ کے جلسہ میں مولانا حبیب الرحمٰن کی مجاہدانہ گونج کا سحر دیکھ کر ہماری معلومات میں اضافہ ہوا، مجاہد اسلام کے بعد راقم سے نصف گھنٹہ تقریر کی اور عصر تک حضرت خطیب پاکستان کا خطاب لاجواب ہوا ہم مغرب کے قریب دوبارہ اسی بحری لانچ کے ذریعے واپس ہوئے۔ اور عشاء گلاب گنج میں مولانا حبیب الرحمٰن کی انتخابی مہم کے بڑے جلسے میں شریک ہوئے۔ خطیب پاکستان نے سیرۃ نبوی پر معرکہ الآراء خطاب کیا آپ کے بعد راقم نے شان صحابہ خلافت راشدہ اور خمینی کے کفریہ عقائد کے ساتھ ساتھ انجمن سپاہ صحابہ کا موقف پیش کیا اس سے قبل جامعہ مدینہ اسلامیہ میں بھی سپاہ صحابہ کے اغراض و مقاصد پر تفصیلی گفتگو ہو چکی تھی۔ قریباً بیس ہزار کے اجتماع نے ہاتھ کھڑے کر کے انجمن سپاہ صحابہ کے ساتھ وابستگی کا اظہار کیا۔

ہم رات ایک بجے کے قریب واپس سلہٹ پہنچ گئے یہاں سے اگلی صبح 5 فروری پانچ بجے ہم ایک اپر کلاس ٹرین کے ذریعے ڈھاکہ کیلئے روانہ ہو گئے۔ ساڑھے سات گھنٹے کے طویل سفر کے بعد ایک بجے جب ڈھاکہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو مفسر قرآن عبدالتراب اور مجلس خلافت کے اکابرین نے ہمارا استقبال کیا۔

ایران کے شائع کردہ قرآن پر حکومت پاکستان نے پابندی لگا دی۔

ڈونگری: ایم صابر مدنی۔ ہارون آباد

بعض شیعہ علماء کہتے ہیں کہ ہم تحریف قرآن کے قائل نہیں۔ میں آپکے سامنے ایران سے شائع ہونے والے قرآن کی چند آیت آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔

لبی و وصیّ بعضھما من بعض و انا العلیم الخبیر

انّ الذین یوفون بعھد اللہ لھم جنٰت النعیم

و الذین اذا تلیت علیھم ایاتنا کانوا بایاتنا مکذبین

یہ سورۃ ولایت کی چند آیات ہیں۔ یہ قرآن ایران کے ادارے سازمان میں چھپا تھا۔ جبکہ اس کی درآمد اور تقسیم پاکستان میں ہونے لگی تو حکومت پاکستان نے اس پر پابندی لگا کر انہیں ضبط کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ کاروائی وفاقی وزارت مذہبی امور نے جامع مسجد الخضراء کے امام اور ادارہ فکر اسلامی کے ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب اور بعض دوسرے مسلمانوں کی شکایت پر کی ہے۔ ان کے بیان کے مطابق قرآن پاک کے ان نسخوں کے متن میں مبینہ طور پر رد و بدل کیا گیا۔

وزارت مذہبی امور نے چھان بین کے بعد اس امر کی توثیق کر دی کہ قرآن پاک کے مذکورہ نسخوں کے متن میں تحریف ہوئی ہے۔ جو اشاعت قرآن پاک کے ایکٹ مجریہ ۱۹۸۶ء کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

روزنامہ جنگ لاہور ۲۶ اکتوبر ۸۹ء

قارئین رسالہ سے گذارش ہے کہ یہ بات دور دراز تک بھی پہنچائیں کہ یہ شیعہ ایسا فرقہ ہے جو قرآن پاک کی تحریف کا قائل ہے۔ حالانکہ خود خدا نے اس قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔

ایران کے سُنّی مسلمانوں کی حالتِ زار

اقلیت در اقلیت

ایک درد بھری کہانی

حافظ علی اکبر ملّازادہ ایرانی کی زبانی

ایران میں سنی مسلمانوں کی عام حالت یوں تو شاہ کے عہد میں بھی کوئی زیادہ تسلی بخش نہیں تھی لیکن نام نہاد اسلامی انقلاب کے بعد تو ان کی زندگی عذاب بنا دی گئی ہے۔ شاہ اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لئے ایرانی قوم کو شیعہ، سنی، بلوچی، کردی، ترکمانی اور کئی دیگر قومیتوں اور لسانی گروہوں میں بانٹنے کی حکمت عملی پر کاربند تھا لیکن ہم اس کی چال میں نہ آئے اور باہم متحد و متفق رہ کر انقلابی تحریک میں روح اللہ خمینی کا ساتھ ان کی اس یقین دہانی اور واضح اعلانات کے پیش نظر دیا تھا کہ یہ کسی مخصوص فرقہ کی تحریک نہیں بلکہ صحیح معنوں میں ایک اسلامی انقلاب ہے اور یہ کہ اس کی کامیابی کے بعد اہل السنۃ کو بلا امتیاز برابری کی بنیاد پر سماجی اور مذہبی حقوق دیئے جائیں گے۔ اسی اعتماد پر ہم نے انقلاب میں بھرپور حصہ لیا تھا۔

لیکن شاہ کا تختہ الٹتے ہی عہد شکنی اور دغابازی کا کھلا عملی مظاہرہ شروع ہو گیا۔ جمہوریہ ایران کے آئین میں جو جناب خمینی کی نگرانی میں زیر تکمیل تھا، شیعیت کو ریاست کا سرکاری مذہب اور رہنما اصول قرار دیا گیا، اسلامی ریاست کی بجائے ایران کو شیعہ ریاست قرار دے کر سنیوں کو من حیث القوم جملہ سرکاری مناصب اور پالیسی ساز اداروں کی رکنیت سے بیک قلم بیدخل کر کے تمام حقوق سے محروم کر دیا گیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ایران میں آئینی طور پر ان کی الگ کوئی حیثیت باقی نہ رہ گئی، ان کے لئے آئین سازوں نے ایک ہی راستہ چھوڑا تھا کہ وہ حقوق کی بازیابی کے لئے شیعہ مذہب اختیار کر لیں، موجودہ صورت میں آئین کی رو سے تو ان کو یہودی، مجوسی، آرمنی، عیسائی اقلیتوں جیسے حقوق سے بھی محروم ہو جانا پڑا۔ یہ آئینی حقوق سے محرومی کا صدمہ جانکاہ کیا کم تھا کہ انہیں مزید آزمائشوں سے دوچار کر دیا گیا۔ سنی اکثریتی صوبوں میں اس بے انصافی اور زیادتی کے خلاف آواز اٹھائی گئی جو ایک قدرتی امر تھا، لیکن شنوائی اور دادرسی کی بجائے طاقت کا طاغوتی طریق کار اپنایا گیا، اپنے ہی ملک کے شہریوں کے ایک بڑے طبقے کو ظلم و ستم کا نشانہ بنا کر ان کی آواز کو بے دردی سے کچلا گیا۔

انقلابی حکومت کا پہلا ہدف سنی اکثریت کا صوبہ کردستان بنا جہاں اپنے کمیونسٹ ایجنٹوں کے ذریعہ احتجاجی جلسہ و جلوس کا ڈرامہ رچایا گیا پھر اس کو جواز بنا کر کرد آبادیوں پر نیپام بم برسا کر بے شمار قصبوں اور قریوں کو خاکستر کر دیا گیا، ہزاروں کی تعداد میں مردوں عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، لاتعداد عورتوں کی عصمت دری کی گئی، شیعہ علماء نے کرد مسلمانوں کے خلاف اس بربریت کو کافروں کے خلاف جہاد قرار دیا۔

حافظ علی اکبر ملّازادہ، حالیہ قائم شدہ مجلس اعلیٰ اہل السنۃ ایران تنظیم کے خارجہ رابطہ کے ترجمان ہیں جو ایران میں سنی مسلمانوں کی سپریم کونسل کی حیثیت سے ان کے حقوق کی بازیابی کے لئے کوشاں ہے جس میں تمام ممتاز اسلامی تنظیموں اور جماعتوں کو نمائندگی حاصل ہے۔

بشکریہ! امپکٹ انٹرنیشنل
شمارہ ۔ جون ۱۹۹۰ء

بربریت کا یہی عمل منظم طور پر بندرگاہ کے سنی مسلمانوں کے خلاف دہرایا گیا، ان پر عین نماز جمعہ کی ادائیگی کے دوران حملہ کر کے آتشیں خودکار اسلحہ سے بیسیوں نمازیوں کو شہید کر دیا گیا۔

ترکمان صحرا کے سنی قصبہ کے گرد گھیرا ڈال کر آبادی کو محصور کر دیا گیا ذاتی ضروریات کے سلسلہ میں گھروں سے باہر قدم نکالنے والے مردوں اور عورتوں کو گولی کا نشانہ بنایا گیا۔

سنی مسلمانوں کے خلاف معاندانہ پالیسی کے پیچھے خود خمینی کا اپنا ہاتھ تھا۔

سنی آبادی کے صوبہ بلوچستان کے صدر مقام زاہدان کو ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت دہشت گردی اور بربریت کا نشانہ بنایا گیا، شہر میں کرفیو نافذ کر کے سینکڑوں شہریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا یا بری طرح زخمی کر دیا گیا، اس وحشیانہ کارروائی کی تکمیل پر جناب خمینی نے سابقہ وزیر خارجہ ڈاکٹر ابراہیم یزدی کو علاقہ میں سنی آبادی کی شکایت اور مطالبات سے متعلق رپورٹ مرتب کرنے پر مامور کیا، ڈاکٹر یزدی نے اپنی رپورٹ میں دوسری تجاویز کے ساتھ اس بات کی بھی سفارش کی کہ ایرانی آئین میں ضروری ترامیم کے ذریعہ جمہوری نظام میں سنی فرقہ کے الگ اور واضح سماجی و مذہبی حقوق کو یقینی بنایا جائے۔ آیت اللہ خمینی نے اس رپورٹ کی سفارشات سے اتفاق کیا اور کہا کہ انہیں ایسا کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن پھر اس سلسلہ میں مزید کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی۔

بدقسمتی سے ایران میں ہمارا واسطہ ایسی

Scanned by CamScanner

قیادت سے آن پڑا ہے جس کا ایمان ہے کہ حقیقت حال کو چھپانا (کتمان) اور دروغ مصلحت آمیز (تقیہ) سے کام لینا مزہباً لازمی ہے اور تقویٰ اور عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔

سنی مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھنے، ان کے خلاف ہر طرح کا ظلم اور جبر اپنانے اور دستور پر شیعیت کی چھاپ لگانے کے خلاف آواز دو سنی ارکان اسمبلی (میرے والد مولوی عبدالعزیز اور علامہ احمد مفتی زادہ) نے نہ صرف دستور ساز اسمبلی میں اٹھائی بلکہ جناب خمینی کو ان سے ملاقات کے دوران اپنے خیالات سے آگاہ کیا، لیکن ہر کوشش بے سود رہی۔ میرے والد کی وہ تقریر دستور ساز اسمبلی کے ریکارڈ پر موجود ہے جس میں انھوں نے سنیوں کے خلاف آئینی اقدامات کی پرزور مخالفت کرتے ہوئے انتباہ کیا تھا کہ سنیوں کے خلاف نفاق و نفرت کو ہوا دینے اور سنی مسلمانوں کو ان کے شہری حقوق سے محروم رکھنے سے گریز کیا جائے ورنہ یاد رہے کہ موجودہ انقلاب کا بھی آخر کار وہی انجام ہوگا جو شاہ ایران کا ہو چکا ہے۔

بعد کے واقعات سے ہمارا خیال یقین میں بدل گیا کہ سنی مسلمانوں کے خلاف اس معاندانہ پالیسی کے پیچھے خود خمینی کا اپنا ہاتھ رہا تھا، میرے والد دستور ساز اسمبلی کی رکنیت سے دستبردار ہو چکے تھے، علامہ احمد مفتی زادہ گذشتہ سات سال سے قید و بند کی صعوبتوں اور اذیتوں سے گذر کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکے تھے۔ قید تنہائی نے ان کے اعصاب پر گہرا اثر ڈالا وہ چلنے پھرنے اور وضو کرنے تک سے محروم ہو گئے ہیں، قید و بند کی اذیتوں اور خوف و ہراس مولوی عبدالملک، مولوی عبدالوحید اللہ غازی، تصیر سبحانی، مولوی رسائی اور مولوی نذر محمد جیسے بہت سے سنی علماء کا مقدر بن چکا ہے، ان کا جرم صرف یہ تھا کہ انھوں نے سنیوں کے خلاف روا رکھے جانے والے ظلم اور جبر کے خلاف آواز اٹھانے کی جسارت کی تھی۔

حکومت کے عزائم کا جہاں جلد ہی انکشاف ہو گیا وہیں اس کے اظہار میں نچلے درجے کی شیعہ قیادت نے کس طرح سے احتیاط برتنے کو بھی چنداں ضرورت نہ سمجھی اور برملا کہنا شروع کیا کہ خمینی حکومت دراصل شیعت کی نشاۃ ثانیہ کے سلسلے میں کوشاں ہے اور مذہبی اعتبار سے ایران کو سو فیصد شیعہ آبادی میں تبدیل کرنے کے لئے صفوی دور کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ یاد رہے کہ چند صدی قبل (1501ء) جب شاہ اسمٰعیل صفوی کا تسلط قائم ہوا تو ایران میں سنی مسلمانوں کی غالب اکثریت تھی، جن جن علاقوں

پاسداران انقلاب نے برملا کہنا شروع کر دیا۔ خمینی حکومت شیعیت کی نشاۃ ثانیہ کیلئے کوشاں ہے

تک صفوی افواج کی رسائی ممکن ہو سکی، وہاں کی سنی اکثریت کو بزور شمشیر شیعہ مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا، لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا، بے شمار مسلمان ہجرت کر کے وسطی ترکستان چلے گئے جو بچ گئے تھے انھیں شیعہ مذہب اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑا تھا، اس طرح ایران کے تمام وسطی علاقوں سے سنی آبادی کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ایران میں سنی اکثریت صرف ان سرحدی دور افتادہ کوہستانی اور صحرائی صوبوں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے جو صفوی لشکر کے دست و برد سے باہر تھے۔

تہران کے دور حاضر کے صفوی حکمران سنی مردوں کے قتل عام، انھیں جبراً شیعہ مذہب اختیار کرنے اور نوجوانوں کو ترک وطن کرنے پر مجبور کرنے کے ایک سہ جہتی دس سالہ منصوبہ پر عمل پیرا ہیں، ان کا خیال ہے کہ اس طرح اپنے مردوں اور نوجوانوں سے محروم ہو کر لاوارث سنی خواتین اور بچے خود بخود ولایت فقیہ (شیعہ حکومت) کے رحم و کرم پر ہوں گے اس پروگرام پر عملدرآمد کا سلسلہ جو ایران عراق طویل جنگ کی وجہ سے التواء میں پڑ گیا تھا جنگ ختم ہوتے ہی دوبارہ پورے جوش و جذبے سے شروع کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ موجودہ صورت حال کچھ یوں ہے۔

آج حکومت کا کوئی وزیر، نائب وزیر، سفیر، فوجی افسر، جج، گورنر جنرل، گورنر، سرکاری فاؤنڈیشنوں یا کارپوریشنوں کا سربراہ وغیرہ کوئی سنی مسلمان نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ ریاست استقلالیہ کا کوئی عہدہ دار سنی نہیں ملے گا۔ حد تو یہ ہے کہ سنی علاقوں میں متعین قاضی جج بھی شیعہ ہیں، آئین کی رو سے بعض اہم عہدے شیعہ کے لئے مختص ہیں لیکن عملی طور پر کم بیش تمام اسامیوں پر صرف اور صرف حکمران شیعہ فرقہ کی اجارہ داری ہے۔

ایران میں تمام سرکاری ذرائع ابلاغ کے ذریعہ فرقہ ورانہ شیعی عقائد و نظریات کے پرچار کی پالیسی اپنا کر اہل السنۃ اور اسلام کے خلاف مسلسل ایک مہم جاری ہے، اسلامی اقدار و شعائر اور اسلاف کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے، پہلے تین خلفائے راشدین اور امہات المسلمین پر تبرہ بازی کو شعار بنایا گیا ہے، سنی مکتب فکر کے خلاف یکطرفہ پروپیگنڈہ مہم کا وطیرہ اپنایا گیا ہے۔ پرائمری سے لیکر یونیورسٹی سطح تک درسی کتابوں میں دیگر تمام مستند اور مروجہ دینی و فکری نظریات کو نظر انداز کر کے جانبدارانہ انداز میں شیعی عقائد و نظریات کا یکطرفہ پرچار کیا جاتا ہے۔ سنی طلباء کو یونیورسٹی سطح پر حصول تعلیم

ہم نے خمینی کیساتھ مل کر شاہ کے خلاف تحریک چلائی لیکن کامیابی کے بعد ہمارے ساتھ دھوکہ کیا گیا۔

سے محروم رکھا جاتا ہے۔ زاہدان یونیورسٹی کے جو ایرانی بلوچستان کی 90 فیصد علاقائی سنی آبادی کی تعلیمی ضروریات پوری کرنے کے مقصد سے قائم کی گئی تھی۔ دو ہزار طلباء میں سے صرف 9 سنی طلباء کو داخلہ دیا گیا ہے۔ بقیہ تمام طلباء شیعہ ہیں جو دوسرے علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں اور انھیں یہاں لا کر اعلیٰ تعلیم کی سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہے۔

اہل السنۃ کی کتابیں، مقالے، مضامین کتابچے رسالے اور ماہنامے چھاپنے اور نشر

Scanned by CamScanner

کرنے کی قانوناً قطعاً اجازت نہیں ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے عقائد و نظریات، اپنی فقہ، اپنی تواریخ، اپنی ثقافت اور اپنے دین کی تشہیر صرف

ایران کا ایک بھی وزیر، نائب وزیر سفار تکار، افسر عدالت کا جج، گورنر جنرل، بلدیہ اور کارپوریشن کا سربراہ سنی نہیں ہے۔

اپنے ہی حلقوں میں کرتے ہیں۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو قید کی سزا دی جاتی ہے۔

تہران میں اہل السنتہ کی مجموعی آبادی پانچ لاکھ کے لگ بھگ ہے لیکن اس بڑے شہر میں ان کی ایک مسجد نہیں جہاں وہ کم از کم جمعہ کی نماز باجماعت ادا کر سکیں، اس پابندی کے ذریعہ انہیں حکومت کی طرف سے مقرر کردہ شیعہ امام کے پیچھے مساجد میں نماز ادا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، سنی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو پاکستانی سفارت خانہ کے اسکول میں ہونے والی جماعت میں شریک ہو کر نماز جمعہ ادا کرنی پڑتی ہے۔

کاروبار، زراعت اور صنعت کی اسکیموں میں امداد کے لئے بنک کے قرضے، لائسنس اور دیگر مراعات اور سہولتیں صرف اہل تشیع کے لئے مخصوص ہیں خواہ ان اسکیموں کا تعلق ان علاقوں ہی سے کیوں نہ ہو جہاں سنی غالب اکثریت میں ہیں۔

حکومت نے اہل السنتہ کے علاقوں میں باہم لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی اپنا کر ایک سنی قبیلہ کو دوسرے سنی قبیلہ کے خلاف مسلح کر کے آپس میں لڑاتی رہتی ہے۔

تہران کے موجودہ حکمرانوں نے شیعہ آبادکاروں کو باہر سے لا کر ان علاقوں میں بسانے کی پالیسی اپنا رکھی ہے جہاں آج بھی سنی آبادی کی غالب اکثریت باقی ہے۔ سنی آبادی کو اقلیت میں تبدیل کرنے کی اس پالیسی کے تحت جوان سال مردوں اور نوجوانوں کی پاکستان اور خلیج کی ریاستوں میں نقل مکانی کی حوصلہ افزائی سرکاری سطح پر کی جاتی ہے۔

اپنے ساتھ روا رکھے جانے والے جبر و تشدد اور ناانصافیوں کے خلاف سنی رہنماؤں کی ہر آواز کو سختی سے دبا دیا جاتا ہے۔

نواز شریف کو خمینی کی قبر پر دیکھتے ہی ٹی وی سیٹ توڑ دیا۔

فاروقہ ضلع سرگودھا میں انجمن سپاہ صحابہؓ کے کارکن ملک محمد حسین نے جب نواز شریف کو شیعہ راہنما خمینی کی قبر پر دیکھا تو اس نے ٹی۔ وی کو اینٹ مار کر توڑ دیا۔ انہوں نے خلافت راشدہ کے رپورٹر کے سوال پر بتایا۔

س: آپ نے ٹی وی کیوں توڑا؟

ج: جب نواز شریف خمینی کی ہلاکت گاہ پر گیا اور فاتحہ پڑھی تو میں اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور غصہ میں آ کر اینٹ ماری اور ٹی وی سیٹ کو توڑ دیا۔

س: آپ کے ٹی۔ وی کی کتنی قیمت تھی؟

ج: بارہ ہزار روپے۔

س: جب آپ نے ٹی۔ وی سیٹ توڑا تو آپ کو اپنے نقصان کا علم نہ تھا؟

ج: مجھے اپنے نقصان کا قطعاً افسوس نہیں بلکہ نواز شریف کے خمینی کی قبر پر فاتحہ پڑھنے سے جذبات مجروح ہونے کا بہت دکھ ہوا ہے۔

س: اور حکمران بھی تو خمینی کی قبر پر گئے ہیں اس وقت آپ نے ایسا کیوں نہ کیا؟

ج: دراصل نواز شریف کیلئے میرے دل میں بہت قدر تھی۔ میں نے انتخابات میں بے نظیر کے مقابلے میں نواز شریف کی کامیابی کی دعائیں مانگی تھیں۔ اور اپنے علاقہ کی حد تک آئی جے آئی کی کامیابی کیلئے بہت محنت کی تھی۔ اس لیے مجھے بہت دکھ ہوا کیونکہ مجھے نواز شریف جیسے سنی مسلمان سے توقع نہیں تھی کہ وہ ایک کافر کی قبر پر فاتحہ پڑھے۔ یہ فلم ٹی۔ وی پر دکھائی گئی تو میں اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔

انٹرویو نگار نمائندہ خصوصی

جناب مجیب الرحمٰن شامی کے نام خط

یہ خط ایک بہن کی طرف سے شامی صاحب کو بھیجا گیا ہے۔ اس کی فوٹو کاپی ہمیں ملی جسے ہم من و عن شائع کر رہے ہیں۔

13 جنوری کی اشاعت میں روزنامہ پاکستان میں جناب کا کالم بعنوان "جلسہ عام" میں "احسان الٰہی ظہیر سے ایثار القاسمی تک" پڑھا۔ جب تک اس دنیا میں آپ جیسے "باضمیر" اور "ہوشمند" صحافی موجود رہیں گے اس ملک میں نفاذ اسلام کے راستے شاید مسدود ہی رہیں۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر۔ مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی، مولانا احسان اللہ فاروقی، مولانا حق نواز جھنگوی اور اب مولانا ایثار القاسمی کے قتل ذی شعور عوام جانتی ہے کہ کس نے کروائے کس کے ایماء پر کروائے اور کیوں کروائے۔ فرمان نبویؐ کی روشنی میں بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ ان سب علماء کی شہادت کلمہ حق بلند کرنے کے نتیجہ میں ہوئی اور شاید قیامت تک ایسا ہوتا رہے لیکن کوئی فکر نہیں۔ آپ نے اپنے کالم کے آخر میں جس "خوبصورت انداز" میں ان علماء کی شہادت کو داغنے کی کوشش کی ہے اسے کبھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ بقول آپ کے ان "مرنے والوں کی تحریروں ہی نے فرقہ وارانہ کا سانپ پال پوس کر جوان کیا ہے۔" ان کی "دشنام طرازیوں" اور "تکفیر سازیوں" نے نوجوان سنیوں میں نفرت کی آگ بھڑکا دی ہے اور اپنے مخالفوں کے خلاف جنگ کو جہاد قرار دے ڈالا ہے۔

Scanned by CamScanner

جناب شاہی صاحب: اگر حق بات کہنے کو ہی آپ فرقہ واریت کہتے ہیں تو ہم بصد شکر تعالیٰ اس الزام کو قبول کرتے ہیں۔ اگر آپ واقعی مسلمان ہیں خدا رسولؐ اور اصحاب رسولؐ کی دل و جان سے عزت کرتے ہیں۔ تو خدارا اپنے ضمیر سے سیاہ پردے کو اتار دیں۔ کوئی دینی غیرت آپ کے اندر موجود ہے تو پھر فرمایئے کہ خدا کی خدائی میں شک کرنے والا مسلمان ہے؟ خاتم النبیینؐ کی نبوت کے بارے میں ہرزہ سرائی کرنے والا مسلمان ہے؟ اصحاب رسولؐ جو محبوب خدا کے محبوب تھے۔ ان کے بارے میں بکواسیں کرنے والا مسلمان ہے۔

یہی ہستیاں تو ہم مسلمانوں کی میراث ہیں۔ انہی کے طفیل آپ کو کلمہ پڑھنا نصیب ہوا اگر کوئی ان کو ہی نعوذ باللہ کافر قرار دے اور آپ خاموش رہیں تو تعجب آپ کے ایمان پر ہے۔ انکے ایمان پر نہیں۔ آپ کی ماں، بہن و بیٹی کی عزت پر کوئی آپ کے سامنے بیٹھ کر سنگین الزام لگائے تو اس وقت آپ کی تمام ترغیرتیں ہوا میں اڑ جائیں گی اور آپ بازو چڑھا کر دست و گریباں ہو جائیں گے۔ لیکن آپ کے سامنے حضرت صادقہ و طاہرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت کی دھجیاں بکھیری جائیں اور کوئی غیرت مند اپنی اس ماں کی چادر کے تحفظ کیلئے اٹھ کھڑا ہو تو آپ بڑے آرام سے اس کو تخریب کار اور فرقہ واریت پھیلانے والا قرار دے دیتے ہیں۔ تعجب ہے۔ شاہی صاحب! اگر آپ نے قرآن کا واقعی مطالعہ کیا ہے تو جانتے ہوں گے اسلام صرف مولویوں کی میراث نہیں اس کی تبلیغ و اشاعت کرنا میرا اور آپ کا بھی اتنا ہی فرض ہے جتنا علماء کا۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ لندن آکسفورڈ یونیورسٹی سے پڑھ کر نکلتے ہیں۔ آپ نے اپنی تسکین نورجہاں اور لتا کے گانوں میں پائی ہے اور انہوں نے قرآن و حدیث میں۔

جناب والا خدا نے آپ کو قلم تھمایا تھا تو کچھ اس کا حق بھی ادا کر دیتے۔ خدا نے تو ہر مسلمان کو حکم دیا ہے کہ تم نیکی کی تبلیغ کرو اور برائی سے منع کرو۔ آپ ذرا اپنے گریبان میں جھانکیے کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ آپ نے اپنے آپ کو دین کی تبلیغ کے فرض سے سبکدوش کر رکھا ہے۔ تاکہ تمام تر الزامات علماء کے سروں پر تھوپ سکیں۔۔۔ کاش کہ آپ نے اس عوام کو یہی بتلا دیا ہو تاکہ قیامت کے دن تمہاری شفاعتیں نورجہاں اور مہدی حسن کے ہاتھوں میں نہیں۔ صدیقؓ و عائشہؓ کے ہاتھوں میں ہوں گی۔

جناب چراغ لے کر اپنے سینے میں ایمان کو ٹٹولیے اور جواب دیجیے کہ جو شخص اصحابؓ رسولؐ کو گالی دے کیا وہ مسلمان ہے؟ جو لوگ یہ کہیں کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور (نعوذ باللہ) مرزا قادیانی میں کوئی فرق نہیں۔ ان کو آپ مسلمان کہہ سکتے ہیں ہم نہیں۔ اسی بات کو آپ فرقہ واریت کہتے ہیں ناں۔ خدا کے دین کا مذاق اڑایا جائے آپ خاموش رہیں۔ قرآن کا انکار کیا جائے آپ خاموش رہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کی دھجیاں بکھیری جائیں آپ خاموش رہیں۔ شعائر اللہ کو پامال کیا جائے آپ خاموش رہیں۔ اور پھر انہی عقائد کو اسلام قرار دیا جائے تو جناب والا آپ خاموش رہ سکتے ہیں۔ ہم نہیں۔

اصحاب رسولؐ کی ماؤں کو انتہائی غلیظ گالیاں دی جائیں۔ تو فرمایئے کہ آپ کی غیرت کیا گھٹا اور جھاگ بن گئی ہے کہ آپ خاموش رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اپنے ضمیر کی آواز کو دبائے بغیر جواب دیجیے کہ کیا ایسا شخص مسلمان ہے جو شخص سیدنا عمر فاروقؓ کو نعوذ باللہ کافر و زندیق قرار دے اسے آپ اپنا مسلمان بھائی کہتے ہیں؟ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔ آج اس ملک میں آپ کی بیٹی، ماں و بہن کی عزت تو محفوظ رہے اور وہ لاوارث ہو گئے ہیں کہ جنہوں نے آپ کو اسلام دیا؟

رسول عربیؐ کی گھر والیاں، مومنین کی مائیں کہ جن کے بستروں پر قرآن نازل ہوتا تھا وہ تو آپ کے سروں پہ چادریں دے گئیں اور آج آپ فرقہ واریت کے خوف سے اپنی ان ماؤں کی عزت کی حفاظت کی خاطر کچھ نہیں کہہ سکتے تو جناب اب آپ ہی اپنے ایمان کا فیصلہ کر لیجیے۔

فرمان نبویؐ کے مطابق یہ حکم ہے کہ برائی کو سب سے پہلے ہاتھ سے روکو اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکو۔ یہ طاقت بھی نہیں تو کم از کم دل میں ضرور برا جانو لیکن یہ ادنیٰ ایمان ہے۔ آپ کے پاس یہ طاقت نہیں ہے شاید اور جن کو اس میں سے کوئی طاقت بھی نصیب ہوئی ان کو آپ نے گولیوں سے بھوننے کا مشغلہ اختیار کر رکھا ہے۔

یہ جو علماء قتل ہو گئے ہیں اور جن کو قتل کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ سب اسی لیے کہ انہوں نے رسولؐ و آل رسولؐ کی عزت کی حفاظت کیلئے آواز اٹھائی تھی۔ انکے سینوں پہ گولیاں اسی لیے چلتی ہیں کہ انہیں دنیا سے زیادہ آخرت کے گھر پیارے ہیں۔ جناب یہ سودے ان کیلئے مہنگے نہیں ہیں۔ قیامت کے دن انہیں شفاعت کیلئے ہاتھ نہیں پھیلانے پڑیں گے بلکہ ان کی شفاعت کیلئے اصحاب رسولؐ خود آگے بڑھیں گے۔

جو باتیں لکھی گئی ہیں ان میں اگر کسی قسم کا شک ہو تو بہت کیجئے اور اٹھا کے دیکھ لیجئے۔

کشف الاسرار صفحہ 119 از خمینی

اصول کافی صفحہ 110,84,671

حق الیقین صفحہ 139 از باقر مجلسی

اصحاب رسولؐ و آل رسولؐ کے خلاف کفر بکنے والوں کو کافر کہنا ہی بقول آپ کے "دشنام طرازی، کفر سازی اور فرقہ واریت" ہے تو یہ تمام الزامات ہمیں بصد شکر تعالیٰ قبول و پسند ہیں۔ بجائے اس امن کے کہ جس میں ہمارے نبیؐ کی عزت کی چادر محفوظ نہ ہو۔ پیارے نبیؐ کے پیارے ساتھیوں کی عزتیں و ایمان محفوظ نہ ہوں۔ جناب! ناموس صحابہؓ کی حفاظت کیلئے اپنے رہنماؤں کے بعد اب ہم بھی صبح و شام سینے پہ گولی کھانے کو تیار ہیں۔ اپنے ان "بڑوں" سے بھی کہہ دیجیے کہ علماء کے خون سے آخر کب تک اپنی مصنوعی فصلوں کو سیراب کرو گے اور کب تک علماء کی قبروں پر تکفیر کی بنیادیں رکھو گے؟

انشاءاللہ ایک دن ضرور رحمت خداوندی جوش میں آئے گی وقت ہے کہ اب بھی اپنے ایمان و اعمال کا جائزہ لے لیں۔

والسلام

قسط ۲

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سید انور نفس کرمانی حاصل پور

خلافت

شہادت عثمان غنیؓ (ذی الحجہ 35ھ) کے فوراً بعد مدینہ منورہ پر بدامنی، افراتفری اور لاقانونیت کا دور دورہ ہوگیا۔ عظیم اسلامی سلطنت کا کوئی سربراہ نہ تھا۔ آخر مہاجرین و انصار نے متفقہ طور پر حضرت علیؓ سے درخواست کی کہ وہ خلافت کا عہدہ سنبھالیں۔ ہاشمیوں نے بھی تائید کی۔ آپؓ کو خلافت کی کوئی خواہش نہ تھی۔ لہذا آپؓ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ امیر ہونے کے مقابلے میں وزیر ہونا مجھے زیادہ پسند ہے۔ لیکن جب صحابہ کرامؓ کا اصرار بڑھا تو آپؓ رضامند ہو گئے۔ اب بیعت ہونا باقی تھی۔ بعض صحابہؓ کا خیال تھا کہ چونکہ مدینہ میں افراتفری ہے اور ہاشمیوں کا زور ہے اس لیے بیعت خفیہ ہونی چاہئے۔ لیکن آپؓ نے فرمایا "میری بیعت گھر بیٹھے خفیہ طریقے سے نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر ایسا ناممکن ہے۔" چنانچہ مسجد نبوی میں اجتماع ہوا۔ پہلے تمام مہاجرین و انصار نے آپ کی بیعت کی۔ اس کے بعد اہل مدینہ نے اور پھر ایک سازش کے تحت ہاشمیوں نے بھی آپ کی بیعت کر لی۔ بہرحال آپؓ کی خلافت کو بصرہ، کوفہ، مصر اور حجاز میں تسلیم کر لیا گیا۔ صرف امیر معاویہؓ گورنر شام نے توقف کیا اور قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کر دیا۔ چونکہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین یعنی ہاشمی حضرت علیؓ کی بیعت کر چکے تھے لہذا امیر معاویہؓ، عبداللہ بن عامر، ولید بن عقبہ، سعید بن عاص اور دیگر صحابہ کرام کے علاوہ بنو امیہ کے دیگر سردار خیال کرتے تھے کہ ہاشمیوں کو حضرت علیؓ خود ڈھیل دے رہے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو جب حضرت عثمانؓ کی شہادت اور دوسرے حالات معلوم ہوئے تو وہ بھی امیر معاویہؓ کے قصاص عثمان کے مطالبہ کی قائل ہو گئیں۔ ادھر حضرت علیؓ کا یہ کہنا تھا کہ "میں قصاص عثمانؓ سے غافل نہیں ہوں لیکن اس وقت ملکی حالات سازگار نہیں اور حالات کی موافقت کا انتظار ضروری ہے" دونوں اپنے اپنے موقف کو سچا سمجھتے تھے اور اپنی بات پر ڈٹے رہے۔ نتیجہ کے طور پر پہلے جنگ جمل (36ھ) اور پھر جنگ صفین (37ھ) میں مسلمانوں کی تلواریں مسلمانوں ہی کی گردنوں کو کاٹنے کا سبب بنیں۔ ان جنگوں کو شروع کرانے میں ہاشمیوں نے اہم کردار ادا کیا۔

شہادت

مسلسل خانہ جنگی، خونریزی اور بدامنی سے تنگ آکر آخرکار حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ نے صلح کر لی۔ لیکن یہ مصالحت فتنہ پردازوں کیلئے پیغام موت تھی۔ جنگ نہروان کے بعد خوارج نے سازش کی راہ اختیار کی۔ حج کے موقع پر خوارج نے مسائل حاضرہ پر گفتگو کی اور طے پایا کہ تین آدمیوں حضرت علی المرتضیٰؓ، امیر معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ کا خاتمہ ضروری ہے۔ چنانچہ تین خارجی ان تینوں کے قتل پر کمربستہ ہو گئے۔ متفقہ طور پر 17 رمضان کی تاریخ مقرر کی گئی۔ ان میں سے عبدالرحمن بن ملجم علی المرتضیٰؓ کے قتل کے ارادہ سے کوفہ روانہ ہوا۔ یہاں وہ ایک حسین خارجی عورت پر عاشق ہو گیا۔ اس خارجی عورت نے ابن ملجم سے شادی کیلئے حضرت علیؓ کا سر مانگا۔ وہ تو پہلے ہی اسی نیت سے کوفہ آیا تھا۔ چنانچہ اس نے رضامندی ظاہر کی۔

کوفہ میں ابن ملجم کی حرکات سے حضرت علیؓ کو پہلے ہی شک ہو گیا تھا۔ ایک دن خطبے میں فرمایا "میری داڑھی اور سر کے بال ضرور خون سے رنگین ہوں گے" پوچھا گیا اپنے قاتل کا نام بتایئے۔ فرمایا "تم ایسے آدمیوں کو کیونکر قتل کرو گے جس نے ابھی تک مجھے قتل نہیں کیا"۔

حضرت علیؓ ایک دن حسب معمول نماز فجر کیلئے گھر سے نکلے۔ ابن ملجم قریب ہی گھات لگائے بیٹھا تھا۔ جونہی آپؓ مسجد کی طرف بڑھے حملہ کر دیا۔ زہر آلود تلوار اپنا کام کر گئی اور دماغ تک اتر گئی۔ زخم کھاتے ہی امیرالمومنین کے منہ سے نکلا "رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا"۔ دراصل آپؓ کی آرزو تھی کہ شہادت نصیب ہو۔ اس لیے جیسے ہی آپؓ پر حملہ ہوا۔ آپؓ کو محسوس ہوا کہ آپ کا شوق شہادت پورا ہونے والا ہے۔ اس لیئے بے اختیار یہ جملہ نکل گیا۔

عبدالرحمن بن ملجم کو گرفتار کر لیا گیا۔ آخر 21 رمضان المبارک 40ھ کو رشد و ہدایت اور علم و فضل کا یہ آفتاب عالمتاب غروب ہو گیا۔ حضرت علیؓ مسجد میں اپنے رب سے جا ملے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

سیرۃ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیرت علمی اور عملی ہر دو پہلو سے جمال مصطفیٰ کی آئینہ دار تھی۔ کیونکہ آپؓ نے آغوش نبوتؐ میں تربیت پائی تھی۔ آپؓ محاسن اسلام اور اخلاق نبوتؐ کے مجسم تھے۔ آپؓ کی سیرت، اخلاق و کردار کی جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

حلیہ مبارک

آپؓ کا قد درمیانہ، سینہ چوڑا اور کلائیاں نہایت مضبوط تھیں۔ رنگ گندمی، آنکھیں بڑی بڑی، ریش مبارک طویل اور چوڑی تھی۔ چہرہ دلکش اور حسین تھا۔ جسم کے طاقتور اور دل کے مضبوط تھے۔ (ابن خلدون جلد اول)

عبادت و ریاضت

حضرت علیؓ کی زندگی عبادت و ریاضت سے عبارت تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ارشاد ہے آپؓ قائم اللیل (رات کو عبادت کرنے والے) اور صائم النہار (دن کو روزہ رکھنے والے) تھے۔" آپؓ کی شخصیت زہد و تقویٰ کا مجسمہ تھی۔ عمر بن عبدالعزیز سے کسی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ متقی کون تھا۔ فرمایا حضرت علیؓ زہد و تقویٰ میں سب سے زیادہ فائق تھے۔ نہ صرف وہ خدا ترس

تھے بلکہ اپنے احباب اور متعلقین کی تہذیب و اصلاح کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔

علم و فضل

آپؓ کے علم و فضل کا اندازہ رسول پاکؐ کے اس قول سے لگایا جاسکتا ہے۔ "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں" (ترمذی)۔ حضرت علیؓ لکھنے پڑھنے سے خوب واقف تھے۔ فقہ و تصوف پر عبور حاصل تھا۔ علم و نحو کے موجد بھی آپؓ ہی ہیں۔ تقریباً تیس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گزارے۔ احادیث نبوی کے ماہر عالم تھے۔ تقریباً ایک ہزار پانچ سو چھیاسی (1586) احادیث آپؓ سے مروی ہیں۔ آپؓ کو نہ صرف قرآن مجید حفظ تھا بلکہ جملہ آیات کے شان نزول سے بھی آگاہ تھے۔ صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط بھی آپؓ ہی نے قلمبند کیں۔ تقریر و خطابت کے ماہر تھے۔ مشکل سے مشکل مسائل پر بڑے بڑے مجمعوں میں فی البدیہہ تقریر فرماتے تھے۔ شعر و ادب کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔

امانت و دیانت

آپؓ سراپا امانت و دیانت تھے۔ بیت المال سے معمولی روزینہ لیتے تھے۔ ہجرت کے وقت حضورؐ نے مکہ کے لوگوں کی امانتیں حضرت علیؓ کے سپرد کی تھیں۔ انصاف پسند تھے۔ ایک دفعہ آپ کی بیٹی نے عید کے موقع پر بیت المال سے ہار منگوا کر پہن لیا۔ اس نیت سے کہ عید کے بعد واپس کر دیں گی لیکن حضرت علیؓ کو پتہ چلا تو فوراً واپس کرا دیا کہ یہ ایک امانت ہے اسے استعمال کرنا خیانت ہے۔ خلفائے ثلاثہ کے دور میں عدالت عظمیٰ کی سربراہی کا کام آپؓ ہی کے ذمہ تھا۔ جب آپؓ خود خلیفہ مقرر ہوئے تو بھی خود کو قانون سے بالاتر نہ سمجھا۔ ایک مرتبہ عدالت میں ایک فریق کی حیثیت سے گئے۔ قاضی نے احترام کے طور آپ کو "ابوتراب" سے پکارا۔ اس پر آپؓ نے منع کیا اور تلقین کی کہ میرے اور میرے فریق کے ساتھ برابری اور مساوات کا برتاؤ کیا جائے۔ آپؓ نے قانون کی حاکمیت کو برقرار رکھا۔ ایک مرتبہ آپؓ کی زرہ ایک یہودی نے چرالی۔ حضرت علیؓ نے اسے پہچان لیا۔ مقدمہ چلا لیکن آپؓ زرہ کی ملکیت کا کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے اور فیصلہ یہودی کے حق میں ہو گیا۔ یہودی اس منصفانہ فیصلے سے بہت متاثر ہوا۔ آپؓ کی زرہ واپس کی اور اسلام قبول کر لیا۔

حسن سلوک

حضرت علیؓ ہر ایک سے اچھا برتاؤ کرتے۔ نہ صرف اپنوں بلکہ غیر مسلموں اور دشمنوں سے بھی اچھا سلوک کرتے۔ دشمنوں کے سلسلے میں درگزر سے کام لیتے۔ ایک دفعہ ایک لڑائی میں مخالف حریف پر حاوی ہو گئے۔ اس کے سینے پر چڑھ گئے تو اس نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپؓ فوراً اسے چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ اس کافر نے حیرانگی سے استفسار کیا کیونکہ اس کے اس فعل پر آپؓ کو زیادہ جوش و غصہ آنا چاہیئے تھا۔ آپؓ نے جواب دیا "جب تم نے میرے منہ پر تھوکا تو میرے نفس کو غصہ آگیا تھا لیکن اگر اس حالت میں تمہیں قتل کر دیتا تو کوئی اجر نہ ملتا۔ کیونکہ یہ قتل میرے نفس کی تسکین کے لیے ہوتا نہ کہ خالص اللہ کی رضا کے لیے"۔ آپؓ کا حریف فوراً مسلمان ہو گیا۔ اسی طرح ایک اور لڑائی میں آپؓ کا حریف برہنہ ہو گیا۔ آپؓ اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے تاکہ اسے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ اپنے قاتل ابن ملجم کے متعلق حضرت حسینؓ کو تلقین کی کہ "اس کو اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر پر لٹاؤ (ابن سعد)"

سادگی

سادگی آپؓ کا امتیازی وصف تھا۔ غذا، لباس اور رہن سہن سادہ تھا۔ آپؓ کا قول ہے "سادگی خدا کو بھولنے نہیں دیتی" یعنی سادگی اختیار کرنے والا کبھی اللہ سے غافل نہیں ہوتا۔ آپؓ خلافت سنبھالنے کے بعد بھی پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے اور بے تکلف زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ دور نبویؐ میں ایک دفعہ مسجد میں فرش پر ہی چادر اوڑھے سو رہے تھے۔ جسم مٹی سے بھر گیا تھا۔ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہاتھوں سے مٹی جھاڑی اور جگایا۔ اس موقع پر ابوتراب (خاک آلود) سے پکارا۔ آپؓ اسی دن سے ابوتراب کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آپؓ بھی اسی کنیت کو پسند کرنے لگے۔ آپؓ کو عالیشان محلات سے نفرت تھی۔ بطور خلیفہ کوفہ تشریف لائے تو شاہی محل کی بجائے ایک میدان میں قیام فرمایا اور فرمایا "عمر فاروقؓ بھی عالیشان محلات سے نفرت کرتے تھے۔ مجھے بھی اس کی ضرورت نہیں۔ صرف میدان میرے لیے کافی ہے۔ (شاہ معین الدین)

ایک دفعہ خادم کے ساتھ کپڑا خریدنے بازار گئے۔ خادم کو عمدہ کپڑا خرید کر دیا جبکہ اپنے لیے ایک معمولی قسم کا موٹا کپڑا پسند فرمایا۔

آپؓ ایک اچھے منتظم تھے۔ خلافت سنبھالنے کے بعد انتظام سلطنت بڑی عمدگی سے چلایا۔ فوج کی تنظیم اصلاح اور اضافے کی طرف توجہ دی۔ ذمیوں کے حقوق کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ رعایا کی خبر گیری سے بھی غافل نہیں تھے۔

بہرحال آپؓ جامع صفات کے مالک تھے۔ آپؓ کی شہادت سے ایک بڑا خلاء پیدا ہو گیا۔

خمینی ازم اور اسلام کے اردو
ایڈیشن پر پابندی کے بعد
اس کتاب کا انگریزی
ایڈیشن
خمینی ازم اینڈ اسلام
کے نام پر شائع
ہو چکا ہے۔
ابو ریحان فاروقی
ملک بھر کے بڑے بڑے کتب خانوں
سے آج ہی طلب فرمائیں۔

Scanned by CamScanner

اسلامی بحری بیڑے کا بانی

عبدالستار جھنگوی ایم اے

اہل عرب میں جہاز کا طریقہ بہت پرانا ہے۔ وہاں کے تاجر کشتیوں میں مال بک کر کے تجارت کیلئے دوسرے ملکوں میں لے جاتے تھے لیکن اسلامی جہاد کی غرض سے جو بحری بیڑا تیار کیا گیا اس کی ابتدا کرنے والے سیدنا معاویہؓ ہیں۔ فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں حضرت امیر معاویہؓ دمشق کے حاکم تھے۔ سیدنا معاویہؓ نے حضرت فاروق اعظمؓ کو خط لکھا کہ بازنطینی روم کی ایک ایسی حکومت ہے جن کے پاس ایک بحری بیڑا ہے۔ جس سے مسلمانوں کو ہر وقت خطرہ لاحق رہتا ہے۔ آپ مجھے بحری جنگ کی اجازت دیں۔ لیکن چند وجوہات کی بناء پر حضرت عمرؓ نے آپؓ کو بحری جنگ کی اجازت نہ دی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمانؓ نے آپؓ کو بحری جنگ کرنے کی اجازت دے دی۔ حضرت امیر معاویہؓ نے بحری فوج کو تشکیل دیا اور بازنطینی بیڑا جو دنیا کا سب سے بڑا بیڑا سمجھا جاتا تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ کے تیار کردہ بیڑے کے مقابلے میں ہیچ ثابت ہوا۔ آپؓ نے پانچ سو جہازوں کے بیڑے کے ساتھ قبرص پر حملہ کیا اور قبرص کو فتح کر لیا۔ اسوقت مسلمانوں نے بحریہ کا مرکز بحر روم کو قرار دیا۔ حضرت امیر معاویہؓ عہد عثمانی میں ملک شام اور اردن کے گورنر تھے۔

جہاز سازی کے کارخانے

آپؓ نے اسلامی بحریہ کی ترقی کے پیش نظر ساحلی علاقوں میں متعدد جہاز سازی کے کارخانے قائم کیئے۔ سب سے پہلا جہاز سازی کا کارخانہ ۵۴ھ میں مصر میں قائم ہوا۔ دفاع کو مزید مضبوط بنانے کے لیے بہت سے قلعے تعمیر کرائے۔ مدینہ طیبہ میں قصر حل کے نام سے ایک قلعہ تعمیر کروایا گیا۔ (فتوح البلدان) سیدنا امیر معاویہؓ کا عہد خلافت بحری لڑائیوں کے عروج کا زمانہ تھا۔ اس دور میں جس قدر بحری لڑائیاں ہوئیں اس کی مثال تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔ بحریہ میں اس سے پہلے امیر البحر کا عہدہ الگ نہیں تھا۔ سیدنا معاویہؓ نے اسلامی بحریہ کی ترقی کے لیے امیر البحر کا الگ عہدہ قائم کیا۔ ملک کی بہتری کے باہمی مشورے کے لیئے آپ نے ایک پارلیمنٹ بنائی۔ ملک کو مختلف محکمہ جات میں تقسیم کیا اور ہر محکمہ کا ایک سیکرٹری مقرر کیا۔

فتوحات

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں شمالی افریقہ اسلامی حکومت میں شامل ہو چکا تھا۔ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں بیرونی فتوحات کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ مسلمان آپس میں خانہ جنگی کا شکار تھے۔ لیکن حضرت معاویہؓ کے دور میں بیرون فتوحات کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا اور دشمنان اسلام کے دلوں میں دوبارہ مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا۔ سیدنا معاویہؓ کئی سالوں سے اسلامی لشکروں کی قیادت کر چکے تھے۔ نیز آپ کا خاندان اس میدان کا شہسوار تھا۔

قسطنطنیہ پر لشکر کشی

حجۃ الوداع کے بعد ایک دن آنحضرتؐ کھانا کھا کر سیدہ ام حرامؓ کے گھر لیٹ گئے۔ آپؐ کو نیند آ گئی تھوڑی دیر کے بعد آپؐ مسکراتے ہوئے اٹھے۔ ام حرامؓ نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں جنگ و جہاد کے ارادہ سے اس طرح سوار ہیں جس طرح بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ سیدہ ام حرامؓ درخواست کرتی ہیں یا نبی اللہ دعا فرمائیں کہ میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں۔ آپؐ نے دعا فرمائی اور پھر آرام فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے اٹھے اور اسی خواب کو دوبارہ بیان فرمایا۔ سیدہ ام حرامؓ نے پھر اپنی شرکت کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا تو پہلی جماعت کے ساتھ ہو گی۔ بخاری جلد اول صفحہ 391۔ نیز بخاری شریف میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا

صحیح بخاری جلد ۱۔ ص 409۔

ترجمہ:۔ میری امت کا پہلا لشکر جو بحری لڑائی لڑے گا اس پر جنت واجب ہو گی۔ قد اوجبوا کا معنی ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری جلد 6 ص 78 پر لکھا ہے۔ کہ ان پر جنت واجب ہو گئی۔ تاریخی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلا بحری لشکر جس نے 28ھ میں سمندر عبور کر کے قبرص پر اسلامی جھنڈا بلند کیا۔ حضرت امیر معاویہؓ کی قیادت میں تھا۔ قبرص کی یہ فتح حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں ہوئی۔ اس جنگ میں حضرت امیر معاویہؓ کی شمولیت کی وجہ سے آپؓ بھی اہل جنت میں شامل ہو گئے۔ یہ شرف کوئی معمولی شرف نہیں ہے بلکہ عشرہ مبشرہؓ کی طرح جنہیں رسول اللہؐ نے دنیا میں جنت کا سرٹیفکیٹ عطا کیا اسی طرح حضرت امیر معاویہؓ کو بھی عطا کیا۔

اخلاق

حضرت امیر معاویہؓ صاحب علم اور نہایت باوقار انسان تھے۔ آپؓ بیک وقت ایک بہترین حکمران و مدبر تھے۔ شجاعت و بردباری آپؓ کے گھر کی لونڈی تھی۔ بخاری جلد ۱ ص 31 میں سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مرقوم ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں۔ اِنہ فقیہ معاویہؓ فقیہ ہیں۔ آپؓ کی ان خوبیوں کی وجہ سے مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی اخوت و باہمی بھائی چارے میں تبدیل ہو گئی اور اب وہ آپس میں اس طرح محبت کرنے لگے جیسا کہ چند سال قبل محبت کرتے تھے۔ اور اسلامی مملکت کی ترقی کیلئے ہر آدمی کوشش کرنے لگا۔ مؤرخین کے ہاں آپؓ کی سب سے بڑی خوبی علم ہے۔ جس کی تائید آنحضرتؐ کے فرمانے سے ہوتی ہے۔ چنانچہ حماۃ الاسلام ج ۱ ص 165 میں

Scanned by CamScanner

مرقوم ہے

معاویۃ احلم امتی و اجورھا

میری امت میں سب سے زیادہ بردبار اور سخی معاویہؓ ہیں۔ آپؓ ہر معاملہ کو نرمی اور بردباری سے سلجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ اور اس وقت تک سختی نہ کرتے جب تک آپؓ سختی کے لیے مجبور نہ ہو جاتے۔ ایک مرتبہ کسی آدمی نے آپؓ سے سخت کلامی کی۔ لوگوں نے بطور تعجب آپ سے عرض کی کہ آپ سخت کلامی کے جواب میں بھی بردباری سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ آپؓ نے فرمایا:

انی لا احرائیل بین الناس و بین الستھم مالم یحولوا بینا و بین سلطانہ

طبری جلد5 ص235 میں اس وقت تک لوگوں اور ان کی زبانوں کے درمیان حائل نہیں ہوتا جس وقت تک وہ میرے اور میری سلطنت کے درمیان حائل نہ ہوں۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ بہترین شخص وہ ہے جسے جب کوئی چیز ملے تو شکر ادا کرے اور جب مصیبت میں مبتلا ہو تو صبر کرے۔ جب غصہ آئے تو پی جائے جب طاقت ہو تو معاف کر دے۔ جب وعدہ کرے تو پورا کرے۔ اور جب کسی سے برائی کرے تو معافی مانگ لے۔

اذا وعدا نجز و اذا اساۃ استغفر

کے الفاظ ہیں۔ البدایۃ والنہایۃ جلد8 ص141

انھوں نے رسالت مابؐ سے کیسے موتی چُنے

ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں بہت سی دعائیں کیں۔ ایک مرتبہ فرمایا

اللھم علمہ الکتاب ویکی فی البلاد

البدایۃ والنہایۃ جلد8 ص121۔ اے اللہ۔ اس کو کتاب کا علم عطا فرما اور اسکو مختلف شہروں میں حکومت عطا فرمایا۔ ترمزی جلد دوم ص247 پہ مرقوم ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

اللھم اجعلہ ھادیاً فھدیتاً واھدیہ

اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا ہدایت پر قائم رہنے والا اور لوگوں کے لیے ذریعہ ہدایت بنا۔ معلوم ہوا کہ آپ خود ہدایت پر تھے۔ لوگوں کو ہدایت کی تلقین کرتے تھے۔ آپ کی کوئی بات ایسی نہ تھی جو ہدایت سے خالی ہو۔ اس لیئے کہ آنحضرتؐ نے ان کے لیے ہادی اور مہدی ہونے کی دعا فرمائی تھی۔ تاریخ کی کتاب الاصحاب میں ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت امیر معاویہؓ کے لیے ایک اور دعا فرمائی۔

اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب

اے اللہ معاویہؓ کو تحریر اور حساب سکھا اور اسکو عذاب سے بچا۔ حضرت امیر معاویہؓ آنحضرتؐ کے کاتب تھے۔ کتابت وحی کے علاوہ جو خطوط دربار رسالت سے جاری ہوتے انھیں حضرت امیر معاویہؓ تحریر فرماتے۔ گویا اسلامی تاریخ میں صرف حضرت معاویہؓ ہی ایک خوش نصیب شخصیت ہیں جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی اور سیکرٹری آفس ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں بھی آپؓ نے دین اسلام کیلئے نمایاں کردار ادا کیا۔ چنانچہ خود حضرت صدیقؓ نے رومیوں کے مقابلے میں ایک بھاری لشکر روانہ فرمایا۔ جس کے امیر سیدنا معاویہؓ تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں انھیں قیساریہ کی مہم پر متعین کیا۔ مسلیمہ کذاب جس نے نبی علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ کو آپؓ نے ہی قتل کیا۔ (البدایہ والنہایہ۔ جلد8 ص117)

سادگی

اس عروج کے باوجود سادگی کا یہ حال تھا کہ لباس کو کئی پیوند لگے ہوتے تھے۔ اور اسی حالت میں دمشق شہر میں پھرتے رہتے تھے۔ علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپؓ کسی مجمع میں تشریف لے گئے تو لوگ آپؓ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے۔ آپؓ نے اس کام کو خلاف سنت سمجھتے ہوئے لوگوں کو نہایت سختی سے منع کیا اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے۔

من احب ان یتمثل لہ الرجال قیاماً فلیتبوء و قعدہ من النار

جو آدمی یہ پسند کرے کہ لوگ اس کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔

رعایا سے سلوک

بیت المال کا دروازہ رعایا کے لیے ہمیشہ کھلا رہتا تھا اور حاجت مند وہاں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے سکتا تھا۔ اہلبیت نبوت کیلئے خصوصی طور پر اہتمام کیا۔ چنانچہ شرح ابن ابی الحدید جلد2 ص823 پہ مرقوم ہے کہ دس لاکھ درہم سالانہ سیدنا حسنؓ و حسینؓ کو دیا۔ ایک مرتبہ سیدنا حسنؓ کو چالیس لاکھ درہم دیے۔ ایک مرتبہ حضرت عقیلؓ کو جو سیدنا علیؓ کے بڑے برادر ہیں چالیس ہزار درہموں کی ضرورت تھی۔ وہ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے تو انھوں نے فوراً چالیس ہزار درہم دے دیے۔ جس کی وجہ سے سیدنا عقیلؓ آپؓ کی ہمیشہ تعریف کرتے تھے۔

وفات

دنیا اسلام کا یہ عظیم شاہسوار 22 رجب 60ھ بمطابق اپریل 680ء دنیا سے رخصت ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کی قبر پہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بے باک صحافت میں
نئے دور کا آغاز
پندرہ روزہ
پبلک ٹائمز
کا مطالعہ کریں!
چیف ایڈیٹر۔ چوہدری محمد اختر
عوامی امنگوں اور آرزوؤں کا ترجمان
ہر بک سٹال سے طلب فرمائیں

Scanned by CamScanner

ابطالِ رافضیت

محمد اسلم ہارون آباد

احادیث سے متعۃ النساء کی حرمت

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو میں نے تم کو متعۃ النساء کی پہلے اجازت دی تھی۔ اب خدا تعالیٰ نے متعۃ النساء کو قیامت تک حرام کر دیا ہے پس جس کے پاس ان عورتوں میں سے کوئی عورت ہو تو اس کو چھوڑ دے اور جو کچھ تم نے ان کو دیا ان میں سے کچھ مت لو۔ (صحیح مسلم۔ ص 451)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس کو فرمایا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعۃ النساء اور خراطی کے گوشت سے خیبر کے ایام میں منع فرمایا اور سفیان سے روایت ہے کہ نکاح متعہ منسوخ ہو چکا ہے۔

حرمت متعہ کی وجہ

(1) متعہ کی رسم جاری ہونے سے نسب کا خلط ملط ہونا اور اس کی تباہی و بربادی لازم آتی ہے کیونکہ اس سے مدت متعہ کے گزرتے ہی عورت خاوند کے قبضہ سے آزاد ہو جاتی ہے اور عورت کو اپنا اختیار ہوتا ہے اب معلوم نہیں کہ وہ جب حاملہ ہو گی تو کیا کرے گی اور عدت کا انضباط نکاح صحیح میں بھی جس کی بناء ہمیشگی پر ہوتی ہے نہایت دشواری سے ہوتا ہے تو پھر متعہ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

(2) اس رسم میں یہ قبح بھی ہے کہ اس رسم کے جاری ہونے سے نکاح صحیح جو شریعت میں معتبر ہے اس میں اہمال لازم آتا ہے کیونکہ اکثر نکاح کرنے والوں کی خواہش غالباً شہوت فرجگاہ کا پورا کرنا ہوتا ہے۔

(3) صرف جماع کی اجرت دینا طبیعت انسانی سے بالکل برعکس ہے اور بے حیائی ہے اس کو قلب سلیم بالکل پسند نہیں کرتا باقی باوجود ان قبائح کے ابتداء میں چندے اس کی اجازت ہونا جوش سے بحد اضطرار اور نکاح پر قادر نہ ہو سکنے سے تھا جیسا میتہ کی مخمصہ میں اجازت ہو جاتی ہے پھر ان قبائح کے سبب ہمیشہ کے لئے منسوخ ہو گیا۔

متعۃ النساء کی تردید پر وجدانی دلیل

ہر شریف الطبع بھلا مانس شریف قوم کا آدمی اپنی جگہ سوچے کہ اگر شرعاً متعۃ النساء جائز بلکہ کار ثواب ہے تو پھر نکاح میں اور اس میں یہ فرق کیوں ہے کہ نکاح کی نسبت کرنے میں اپنی بیٹی بہن کی طرف تو عار نہیں آتی مگر کیا بڑے شریف مجالس میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری ماں اور بیٹیوں اور بہنوں نے اتنے متعے کئے ہیں وجدانی رنگ میں یہ لاجواب دلیل ہے اور یقین تو یہ ہے کہ جیسے ازدواج و تزویج میں صریح مبارکباد قبول کرتے ہیں اس طرح اپنی اقارب عورتوں کے متعہ کے متعلق اس مبارکباد کو برداشت نہ کر سکیں یہ تو عقلی دلیل تھی اور نقلی اوپر بیان ہو چکی اور بھی لکھی جاتی ہیں۔

عن علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نھی عن متعۃ النساء

ترجمہ: یعنی علی مرتضٰے سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ عورتوں سے متعہ کرنا۔ ترمذی وغیرہ نے اس حدیث کی تصحیح کی۔؟ اور حرمت متعہ پر صحابہ کرام کا اتفاق تھا البتہ حضرت ابن عباس قدیم ملکی روایت اور عادت کے باعث چند روز مجوز ہے مگر جب ان کو شرعی حکم کی اطلاع پہنچی تو تجویز متعہ سے رجوع کیا اور متعہ کی حرمت تمام حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ اور اہل حدیث اور صوفیائے کرام میں متفق علیہ ہے۔

خلافت کے متعلق اشکال کا حل

حدیث میں ہے ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ بہت سے حضرات اس کو کہاں کہاں لے جاتے ہیں اس سے حضرت علی کی خلافت بلافصل کا مسئلہ نکالتے ہیں اس وقت میں اس سے بحث نہیں کرنا چاہتا مگر ان احادیث سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی سے قرب اور تعلق بہت تھا اور قرب حسی تو ضرور ان سے زیادہ تھا گو قرب معنوی بعض صحابہ کو زیادہ ہو جیسا کہ واقعات شاہد ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تمام صحابہ پریشان ہو گئے اگر کوئی شخص مستقل رہنے والا اور ثابت قدم تھا تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس وقت تمام صحابہ کو معلوم ہو گیا کہ واقعی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب سے افضل اور اعلم ہیں صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایک عجیب بات معلوم ہوتی تھی ایسی وقت ان کے خیال سے وہ آیات بھی غائب ہو گئیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بابت ذکر تھا کہ آپ کا بھی کسی وقت وصال ہو جائے گا جیسا کہ دوسرے انبیاء گزر گئے اور عام لوگ وفات پاتے ہیں جس وقت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر یہ آیات پڑھیں

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً و سیجزی اللہ الشکرین

(اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم الٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر بھی جائے گا خدا تعالیٰ کو کوئی نقصان نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ جلد ہی ثواب دے گا شکر گزار لوگوں کو) اور انک میت وانھم میتون۔ ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون (آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے پھر قیامت کے روز تم اپنے مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کرو گے) یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ آیتیں گویا آج ہی نازل ہوئی ہیں۔ حضرات صوفیہ نے اس واقعہ کا راز بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی آپ سے بعد نہ ہوا تھا جیسا قرب حیات میں تھا وصال کے بعد بھی

Scanned by CamScanner

ویسا ہی حاصل تھا اس لئے ان کو دوسرے صحابہ کی طرح بدحواسی اور زیادہ پریشانی نہیں ہوئی وہ اسی طرح مستقیم رہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مستقیم تھے یہی وجہ ہے کہ حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے آیا ہے لوکان بعدی نبیا لکان عمر۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے اور حضرت صدیق کے بارے میں یہ بات نہیں فرمائی اس کے جواب مختلف طور پر علماء نے دیئے ہیں مگر مجھ کو اپنے استاد کا جواب زیادہ پسند ہے۔

وللناس فیما یعشقون مذاهب

مولانا نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ حضرت صدیق کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب اور فنائے تام کا ایسا تعلق تھا کہ وہاں بعدی کہنے کی گنجائش نہ تھی کیونکہ بعدیت کے لئے غیریت ضروری ہے اور حضرت صدیق کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گویا غیریت بالکل نہ تھی وہ تو گویا

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری!!

(میں آپ کا ہو گیا آپ میرے ہو گئے مثل بدن ہو گیا آپ مثل جان ہو گئے تاکہ اس کے بعد کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میں اور آپ دو ہیں)

کا مصداق تھے اس لئے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ابوبکر ہوتے۔ ان میں بعدیت اور غیریت کا مرتبہ ہی نہ تھا اور یہ ایسی بات ہے جس کا محض عنوان ان نکات پر مدار نہیں بلکہ نصوص قرآنیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برتاؤ وغیرہ اس کے لئے کافی دلائل ہیں قرآن میں ہے ان اللہ معنا (غم مت کرو خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے) غار ثور تک جب دشمن تلاش کرتے کرتے پہنچ گئے تو حضرت صدیق نے ان کو چلتا پھرتا دیکھا تو وہ گھبرا گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا۔ غم مت کرو خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ معنا میں حضرت صدیقؓ بھی داخل تھے۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا کامل اتحاد صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ (تحقیق الشکر ص28)

صحابہؓ کے اعمال سمندر کی مانند ہیں

ایک صاحب کو بعض حضرات صحابہ کے متعلق کچھ شبہات رہتے تھے۔ ایک مرتبہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ سمندر میں اگرچہ ہزاروں گندگیاں اور نجاستیں ڈال دی جائیں مگر سمندر ہی سب پر غالب رہتا ہے۔ گندگیوں کا اثر اس پر غالب نہیں ہوتا یعنی صحابہ کے اعمال مثل سمندر کے ہیں۔ (مجالس حکیم الامت ص104)

حضرات صحابہؓ نفسانیت سے پاک تھے

حضرات صحابہ کے اختلاف میں تو ہم کو گفتگو بھی نہ کرنا چاہیے کہ کون حق پر تھے اور کون ناحق پر تھے۔ حضرات صحابہ نفسانیت سے پاک تھے۔ انھوں نے جو کچھ کیا محض للہیت سے کیا۔ ان تمام جھگڑوں کا منشاء اجتہادی غلطی تھی۔ سو مجتہد کو غلطی پر بھی ثواب ملتا ہے بس اس سے زیادہ گفتگو فضول ہے۔ اس بارے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ بہت ہی عجیب ہے۔ وہ فرماتے ہیں یہ ایسے خون ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے ہمارے ہاتھوں کو پاک صاف رکھا ہے تو ہم ان سے ملوث نہیں کیا تو ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کر کے ہم نے اپنی زبانوں کو کیوں گندہ کیا۔ دوسرے یہ اختلاف بڑوں بڑوں کا ہے چھوٹوں کا اس میں بولنا زیبا نہیں۔ باپ اور چچا میں اگر جھگڑا ہو تو دونوں کی اولاد کو اس میں بولنا اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بے ادبی کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ کیونکہ آخر تو وہ دونوں بھائی بھائی ہیں آپس میں ایک دوسرے کو وہ جو چاہیں کہہ لیں مگر چھوٹوں کی زبان سے کوئی شخص اپنے بھائی کی توہین گوارا نہیں کر سکتا۔ (تحقیق الشکر ص27)

رافضیوں کے رونے کی حقیقت

حضرت تھانوی فرماتے ہیں۔ رافضیوں کا رونا تکلف ہی سے ہوتا ہے ورنہ جس کو واقعی رنج سے رونا آتا ہو تو کیا وہ کہیں رونے کے بعد مٹھائی تقسیم کرتے ہیں۔ ان کا رونا ظاہری بناوٹ ہوتی ہے اگر ماتم کرنا غم ہے تو پھر اپنے رشتہ داروں پر کیوں نہیں ماتم کیا جاتا۔ اگر عزیز فوت ہو جائے تو اسپر بھی ماتم کرتے بعد مٹھائی تقسیم کریں۔ کانپور میں ہمارے یہاں ایک کھانا پکانے والی تھی۔ وہ ہمارے یہاں آنے سے پہلے ایک شیعہ نواب کے گھر نوکر تھی۔ وہ بیان کرتی ہے کہ ایک بار ان کے یہاں زنانہ مجلس عزا تھی۔ یہ بھی شریک تھی۔ عورتیں ہائے حسین ہائے حسین کہہ کر روتیں اور اس کے بعد مٹھائی بانٹتیں۔ اتفاق سے اس کو بھول گئیں اور پھر اسی ماتم میں مشغول ہو گئیں کہ ہائے حسین ہائے حسین۔ اس نے ہائے جلیبی ہائے رکیبی کہنا شروع کیا۔ سب عورتیں ہنس پڑیں۔ یہ ہے ان کا رونا۔ (ف) کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ دل سے غم کر کے روتے ہیں بھلا غمزدوں کو کہیں یہ مستیاں بھی سوجھتی ہیں۔ (اصل الشکر ص14)

سنی اور شیعہ کا واقعہ

ایک شیعہ نے کہا کہ مولوی صاحب یہ کیا بات ہے کہ آجکل جتنے نئے نئے فرقے نکلتے ہیں تہتر بہتر فرقے جو بنے ہیں یہ سب سنیوں ہی میں سے بنتے ہیں کبھی آپ نے یہ بھی دیکھا کہ مومنین سے کوئی نیا فرقہ بنا ہو۔ مولوی صاحب نہایت ذہین اور ذکی شخص ہیں۔ بڑی ظرافت سے کہا کہ آپ نے بالکل سچ کہا مگر اس کی وجہ آپ کو معلوم نہیں میں بتلاتا ہوں وہ وجہ یہ ہے کہ یہ سب کو معلوم ہے کہ شیطان ہر شخص کو گمراہی میں اعلیٰ درجہ پر پہنچانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ تو سنی چونکہ حق پر ہیں اس لیے وہ ہر وقت ان کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور نئی نئی گمراہیاں نکالتا رہتا ہے بخلاف تم لوگوں کے کہ تم کو گمراہی کے اعلیٰ درجہ پر پہنچا چکا ہے اب وہاں سے کس درجہ پر پہنچا دے اس لیے تم سے بے فکر ہے۔ یہ سن کر ان صاحب نے سانس نہیں لیا۔ (الافاضات الیومیہ ص118 ج4)

عظمت صحابہ کے متعلق مرزا جان جاناں کا رافضی کو الزامی جواب دینا

Scanned by CamScanner

دلی میں نجف خاں رافضی مرزا صاحب کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ شیخین کی نسبت کیا کہتے ہیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ میرا کیا منہ ہے کہ میں ان کی نسبت کچھ کہہ سکوں۔ ان، کی نسبت تو خدا فرماتا ہے۔

والسابقون الاولون۔ الخ

اس پر انہوں نے کہا کہ وہ نزول آیت کے وقت بیشک ایسے ہی تھے۔ اس لیے خدا نے ایسا فرما دیا اور بعد کو ان کی حالت بدل گئی اور اس معاملہ میں خدا کو بداء ہوا ہے۔ اس پر مرزا صاحب نے فرمایا کہ ایسے احمق خدا کو میں نہیں مانتا۔ جس کو یہ بھی خبر نہ ہو کہ شیخین نعوذ باللہ مرتد ہو جائیں گے اور وہ ان کو خوشنودی کا بھی پروانہ دیدے اور ان سے جنت کا بھی وعدہ کر لے۔ ایسا خدا رافضیوں کا خدا ہے اس پر انہوں نے بندوق مار دی جو مرزا صاحب کے سینہ میں لگی۔ بندوق ایسے انداز سے لگی کہ مرزا صاحب کا فوراً انتقال نہیں ہوا بلکہ وہ زخمی ہو گئے۔ شاہ عالم کو جب علم ہوا تو عیادت کے لیے آئے اور پوچھا کہ مرزا صاحب کیسا مزاج ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بندوق لگی ہے سو اس کی تو چنداں تکلیف نہیں، کیونکہ یہ سینہ پہلے ہی سے چھلنی تھا۔ ہاں بندوق چونکہ قریب سے لگی ہے اس لیے بارود اندر چلی گئی ہے اور اس کی بو سے دماغ پریشان ہے۔

حضرت حسن حضرت حسین کے ساتھ امام کا لقب لگانے کی وجہ

کچھ لوگ صرف امام حسین علیہ السلام، امام حسن علیہ السلام، امام جعفر علیہ السلام کہتے ہیں مگر یہ کوئی نہیں کہتا کہ امام ابوبکر صدیق علیہ السلام، امام عمر فاروق علیہ السلام حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ بھی امام کا لقب نہیں استعمال کرتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرات اہل بیت کے ساتھ اس کو مخصوص سمجھتے ہیں اور حضرت علی چونکہ دوسرے صحابہ کے ساتھ شریک رہے اس شرکت پر ایک قصہ یاد آگیا کہ ایک جاہل نے مسجد کی محراب پر لکھا دیکھا

چراغ و مسجد و محراب و منبر
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

غصہ میں آکر کہا کہ ہم تو تیری وجہ سے لڑتے پھرتے ہیں اور تم کو جب دیکھتے ہیں ان ہی کے ساتھ بیٹھا دیکھتے ہیں۔ بس یہ کہہ کر غصہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام مبارک کو چھری سے چھیل ڈالا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

حضرت علیؓ کے ساتھ کرم اللہ وجہہ لکھنے کی وجہ

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ کیوں مخصوص ہے۔ فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز نے جو عمر ثانی سے ملقب ہیں یہ صیغہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ شائع کرایا تھا اس لیے کہ خوارج آپ کے نام کے ساتھ سود اللہ وجہہ کہا کرتے تھے۔ یہ میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے۔ (الافاضات الیومیہ ص50 ج1)

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت علی کو مشکل کشا کہنا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا کہ مشکلات کونیہ مراد ہیں تب تو جائز نہیں۔ (یعنی مرادیں پوری کرتے ہیں یا حضرت علی ہماری فریاد سن کر اللہ تعالیٰ سے سفارش کرا کر پوری کرا دیتے ہیں جائز نہیں) اگر مشکلات علمیہ مراد ہیں تو جائز ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدی نے فرمایا۔

وا کنندہ مشکلے بود پیش علی
مگر مشکل راکند منجلی لا

اور ان حضرات کو جو حضرات امام کہتے ہیں تو اس معنی کو نہیں کہتے جیسے امام ابو حنیفہ یعنی امام دین۔ اس سے تو ہم کو بھی انکار نہیں بلکہ امام بمعنے خلافت اور وہ بھی اس معنے کو جس کی حضرات نفی سے نفی کرتے ہیں ہم کو اس سے انکار ہے۔ (الافاضات الیومیہ ص156 ج5)

بیادِ امیر عزیمت شہید ناموسِ صحابہؓ حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید

تاریخ شہادت، 22 فروری 1990ء بروز جمعرات۔

آہ وزاری

مرنے والا فقیہ تھا وہ تو
اصحاب کا امیر تھا وہ تو
ڈٹا رہتا تھا بے خطر سے
اور جہاں میں بے مثل تھا وہ تو
فخر کرتا تھا جو کہ جیسی پہ
حق کا گیا سلیم تھا وہ تو
جان دیتا تھا جو بندگی پہ
دین کے دم کا فقیہ تھا وہ تو
اس نے لٹائی گر، اہل سب
اس کے پہلو میں تیر تھا وہ تو
حق نواز پہ لوگ کہتے ہیں
102 کہا ہے فقیہ تھا وہ تو

گلہائے عقیدت

وجہ حق کا پاسباں چلا گیا
چلا ایک جاں نثار چلا گیا
حلیم تھا تحفظ رسول تھا
وہ ہر قدم پہ کتنا باصول تھا
صحابہ میں ایک رنگ بھر گیا
وہ عظمتوں کا رفعتوں کا پاسباں
تھا حرم بیکسوں سے وہ رواں دواں
پھر اس کے دل میں چاہت رسول کی تھی
تمام زندگی کہ باصول تھی
چراغ اک حلیم تر چلا گیا
وہ حق نواز راہ پہ چلا گیا

(سید آصف سعدی)

جانے والا اک لمحہ
میرے کان میں یہ سرگوشی کر کے گزرا
میرے بعد
سورج خون میں ڈوبے گا
آنکھیں اندھی ہو جائیں گی
سانسوں کی دھڑکن ٹوٹے گی

طارق افضال چوہدری
ڈسٹرکٹ جیل جھنگ
سالار اعلیٰ، انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان

Scanned by CamScanner

شیعہ مذہب دین و دانش کی کسوٹی پر

مولانا عاشق الٰہی بلند شہری

قسط ۹

اس مضمون میں شیعہ کے بنیادی عقائد کا تعارف کروایا گیا ہے۔ گزشتہ تین قسطوں میں شیعہ کے عقیدہ تحریف قرآن اور بداء پر سیرۃ حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ اصل دین سے غافل شیعہ کو دعوت دی گئی ہے کہ غور کریں کہ وہ جس مذہب پر قائم ہیں وہ آخرت میں باعث نجات ہوگا؟

شیعوں کو حق چھپانے کا حکم ہے۔ حق ظاہر کرنا ان کے نزدیک ذلت کا سبب ہے

اصول کافی میں باب الشیعہ کے بعد باب الکتمان کا مستقل باب قائم کیا ہے۔ اس میں روایت نمبر 3 حضرت ابو عبداللہ (جعفر صادق) رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے کہ انھوں نے سلمان بن خالد سے کہا "یا سلیمان

انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ و من اذاعہ اذلہ

اللہ (یعنی تم ایسے دین پر ہو کہ جو شخص اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا اور جو شخص اس کو پھیلائے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا)

اب یہ غور کرنے کی بات ہے کہ اللہ کا دین تو سارے انسانوں کو پہنچانے کے لیے اور خوب کھول کر بیان کرنے کے لیے اور واضح طور حق کی دعوت دینے کے لیے ہے۔ اللہ کے دین کو چھپانا یہ کوئی دین کی بات نہیں ہو سکتی اور نہ حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ ایسا فرما سکتے ہیں۔ یہاں سے بات بھی واضح ہو گئی کہ شیعہ مجتہدین سے حق کہنے اور حق کھول کر بیان کرنے کی کوئی امید نہیں کیونکہ اگر وہ حق کہیں تو اپنے دین سے باہر ہو جائیں لہٰذا وہ اپنے متبعین کو صحیح بات نہیں بتا سکتے۔

ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب حضرات اہل بیت کو اپنا دین ظاہر کرنے کی اجازت ہی نہیں تھی تو حضرت جعفر کی طرف جو فقہ منسوب ہے ان کی نصیحت اور وصیت کے خلاف اس کی طرف کیوں دعوت دی جا رہی ہے۔ اور اسے کیوں ملک کے دستور یا قانون کے طور پر نافذ کرنے کے لیے کیوں کوششیں کی جا رہی ہیں۔ درحقیقت شیعیت ایک خنجر ہے جو اسلام کی کمر میں گھونپا گیا ہے جو لوگ شیعی مذہب کا متبع بتاتے ہیں اپنے اعمال و کردار کے اعتبار سے نہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہیں نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں۔ نہ حضرات اہل بیت اور آئمہ اہل بیت کے طریقہ پر ہیں۔ خود ساختہ خود تراشیدہ باتیں ہیں جن کو دین بنا کر لے بیٹھے ہیں۔ اور ان کا ان باتوں نے انھیں قرآن کریم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے اور حضرات مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کی محبت سے اور اسلام کے عقائد و اعمال سے دور کر رکھا ہے۔

شیعوں کے دو عمل

شیعہ مذہب سے جو لوگ متعلق ہیں اعمال کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ان کے پاس صرف دو عمل ہیں۔ اول حضرات اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کے لیے رو لینا۔ دوسرے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کو برا بھلا کہنا۔ جس کو تبرا کہا جاتا ہے۔ انہی دو کام کو اسلام سمجھتے ہیں۔ اور انہیں میں مشغول رہتے ہیں۔ پہلے کام کے بارے میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لیس منامن ضرب الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی الجاہلیہ

وہ ہم میں سے نہیں ہے جو گالوں کو پیٹے اور گریبانوں کو پھاڑے اور جاہلیت کی دہائی دے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

انا بری ممن حلق و صلق و خرق

میں اس شخص سے بری ہوں جو (کسی کی موت پر غم ظاہر کرنے کے لیے) سر منڈائے اور شور مچائے اور کپڑے پھاڑے۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا آپ کے اہل بیت سے اس پر پوری طرح سے عمل کیا اور ہر تکلیف پر صبر سے کام لیا اور نوحہ، مرثیہ کسی چیز کو اختیار نہیں کیا۔

شیعہ جن حضرات کو امام مانتے ہیں ان حضرات سے رونا پیٹنا، نوحہ کرنا ثابت نہیں۔ جس ذات گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی ہمدردی غمگساری کے طور پر ماتم کرتے اور سینہ پیٹتے ہیں۔ انھوں نے تو ماتم نہیں کیا۔ آپؐ کے چچا جو حضرت علیؓ کے بھی چچا تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑی بے دردی سے قتل کیا گیا۔ یہ واقعہ 03ھ کا ہے۔ آنحضرتؐ نے 10ھ میں وفات پائی۔ اس عرصہ میں اپنے چچا کا کوئی ماتم نہیں کیا۔ آپ کے چچا زاد بھائی حضرت جعفرؓ شہید ہوئے ان کا آپ نے کوئی ماتم نہیں کیا۔ یہ ماتم سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں نہیں ہے اور نہ یہ کوئی معقول بات ہے کہ ہر سال رونا دھونا لے کر بیٹھیں اور اس کو دین کا سب سے بڑا عمل اور ذریعہ نجات سمجھیں۔ غازیوں مجاہدوں اور بہادروں کا یہ طریقہ نہیں۔ کہ دین کے سینکڑوں کام چھوڑ کر آنسو بہانے بیٹھ جائیں۔

خود آئمہ اہل بیت جن کو شیعہ آئمہ معصومین کہتے ہیں۔ ان سے بھی صحیح اسانید کے ساتھ یہ ثابت نہیں کہ وہ حضرت حسین ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی یادگار قائم رکھتے ہوں اور یوم عاشورہ میں بازاروں میں نکلتے ہوں اور مرثیے پڑھتے ہوں اور علم نکالتے ہوں۔ اور اپنے مخالفین سے لڑتے جھگڑتے ہوں اور یہ کہتے ہوں کہ ہمارا جلوس ہے

Scanned by CamScanner

راستے ہی سے نکلے گا۔ وہاں نہ جلوس تھا نہ ہنگامہ آرائی تھی وہ حضرات تو صبر و شکر والے تھے۔ لڑائی جھگڑوں کے کاموں سے پرہیز کرتے تھے۔

شیعوں کا دوسرا عمل جسے وہ ہر مجلس میں بڑی خوشی سے انجام دیتے ہیں۔ وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور خاص کر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر تبرا کرنا ہے۔ اس عمل سے شیعوں کو بہت محبت ہے اور اس میں ثواب سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ شانہ نے جن حضرات کے بارے میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ فرما دیا اور یہ لوگ ان پر لعن طعن کرتے ہیں اور ان سے اپنی بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ سخت عذاب میں ہیں۔ ان کا یہ عمل اور عقیدہ قرآن مجید کے اعلان کے سراسر خلاف ہے۔ جب اللہ تعالیٰ شانہ اس سے راضی ہو گیا اور ہمیشہ کے لیے ان سے یہ راضی ہونے کا اعلان فرما دیا اور ان کے جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی اور اسکے ساتھ ہی خالدین فیہا ابدا بھی ارشاد فرما دیا (کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے) تو منکرین قرآن کے لعن طعن کرنے اور تبرا بھیجنے سے ان کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے؟ ان تہمتوں اور غیبتوں اور بدگوئیوں سے تو ان کے اور زیادہ درجات بلند ہو رہے ہیں۔

خلاصۃ الکتاب

اب تک ہم نے جو باتیں سپرد قلم کی ہیں۔ ان سے امور ذیل معلوم ہوئے۔

1۔ شیعوں کے نزدیک تین چار صحابہؓ کے علاوہ تمام صحابہ کافر ہیں۔ ان لوگوں کا یہ عقیدہ قرآن کے اعلان رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے خلاف ہے۔

2۔ شیعہ مذہب کے متبعین اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدا کا عقیدہ رکھتے ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بعض مرتبہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آئندہ کیا ہو گا۔ ان لوگوں کا یہ عقیدہ ان تمام آیات قرآنیہ کے خلاف ہے جن میں اللہ تعالیٰ کو بکل شئی علیم اور عالم الغیب والشہادۃ بتایا ہے۔

3۔ شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں تحریف ہوئی ہے ان کا یہ عقیدہ آیت کریمہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کے خلاف ہے۔

4۔ شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت خاتم النبیین سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا اعلان کریں لیکن آپ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے خائف تھے۔ اس لیے اعلان نہیں کر سکے۔ یہ عقیدہ قرآن کی آیت بلغ ما انزل الیک من ربک اور دوسری آیت فاصدع بما تومروا عرض عن المشرکین اور تیسری آیت و انزلنا الیک تبین للناس ما نزل الیہم اور بہت سی آیات کے خلاف ہے اور شان نبوت اور شان رسالت کے بھی خلاف ہے۔ اللہ کا نبی مخلوق سے ڈر جائے اور اللہ کا حکم نہ پہنچائے یہ عقیدہ کسی طرح بھی کسی مومن کا نہیں ہو سکتا۔

5۔ شیعوں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ (جو ان کے نزدیک خلیفہ بلا فصل تھے) انہوں نے خلفاء ثلاثہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا جو ساتھ دیا اور ان کے ساتھ مشوروں اور جماعتوں میں اور جہادوں میں شریک رہے تو انہوں نے تقیہ اختیار کر لیا۔ یہ تقیہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دل میں کچھ ہو اور باہر کچھ ہو۔ کسی بھی خلیفہ کی شان کے لائق نہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ صحیح مومن تھے ان کا ظاہر باطن ایک ہی تھا انکی طرف تقیہ کی نسبت کرنا ان پر ظلم اور بہتان ہے۔

6۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد جو ان کے خاندان کے حضرات تھے۔ ان کو شیعہ یکے بعد دیگرے بارہویں شخصیت رحمۃ اللہ علیہم کا دین تھا جو ان کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا تھا۔

7۔ حضرت جعفر صادق جن کی روایات سے کتب شیعہ بھری پڑی ہیں۔ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی کے بیٹے تھے اور وہ فرماتے تھے کہ جیسے مجھے حضرت علیؓ کی شفاعت کی امید ہے ایسے ہی حضرت ابوبکرؓ کی شفاعت کی امید رکھتا ہوں۔

8۔ جب حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کہا کہ میرا ایک پڑوسی ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے برأت ظاہر کرتے ہیں تو جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے پڑوسی سے بیزار ہوا۔ اللہ کی قسم میں تو یہ امید کرتا ہوں کہ حضرت ابوبکرؓ سے جو میری قرابت ہے اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نفع دے گا۔

9۔ حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے جب حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ منزلتھا منہ الساعۃ (یعنی اس زندگی میں اور اس زندگی کے بعد ان حضراتؓ کو سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی یکساں طور پر قرب حاصل ہے)

ان سب امور سے ظاہر ہوا کہ شیعہ مذہب سراسر قرآن مجید کے خلاف ہے۔ حضرات ائمہ اہل بیت کی تعلیمات اور تصریحات کے بھی خلاف ہے۔ عقل کے بھی خلاف ہے۔

فتفکروا یا اولالباب

قائدین اور کارکنوں کے نام

انجمن سپاہ صحابہؓ کے تبلیغی امور میں زیادہ توجہ فرمادیں۔

اس کیلئے جناب مولانا اعظم طارق صاحب جیسے تبلیغی امور کو سمجھنے والے حضرات کو بلا کر ہر ڈویژن اور ضلعی سطح پر کارکنوں کو چند کورسز میں مختلف نشستوں کے ذریعے کام کرنے کا پورا طریقہ سمجھایا جائے کارکن حضرات خلافت راشدہ کو عام کرنے کے بھرپور سعی فرمادیں ضلع کے یونٹ اس بات کا اہتمام فرمادیں کہ ضلع میں جتنے قصبے اور شہر میں حلقے ہیں اور ان کے یونٹ موجود ہیں۔ ان یونٹس کے ذمہ دار احباب کو بلا کر تصنیف دی جائے کہ وہ لوگ رسالہ کا انتظام کریں

المشتہر احمد [illegible]

"ہاتھی کے دانت......."

(ڈاکٹر ملیح فاروقی)

مسلمانوں کا عام طور پر یہ خیال ہے کہ ہندو مذہب دنیا کا گھٹیا ترین و انتہائی فرسودہ مذہب ہے اور اس میں ندرت کی گنجائش بھی نہیں ہے۔ ہندو مذہب میں ہر دن کا ایک الگ بت ہوتا ہے گویا ان کے وہاں سال کے تین سو پینسٹھ (365) دنوں کے لیے تین سو پینسٹھ بتوں کی پوجا عقیدتاً جائز ہے۔ اس کے باوجود ہندو مذہب اور معاشرہ اتنا مہذب ہے کہ وہاں بھی پاپ (گناہ) پاپ ہی شمار ہوتا ہے۔ اور پُن (ثواب) پُن ہیں۔ پاپ کر کے پُن کا مستحق کوئی نہیں ہوتا۔ لیکن سبائی و مجوسی گروہ (شیعہ) جس نے اپنے مذہب کی بنیاد صرف نفرت و تقیہ (جھوٹ) پر رکھی ہے وہ پہلا اور غالباً آخری مذہب ہے۔ جس کے وہاں گناہ کر کے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ رسول اللہؐ نے اپنے جن صحابیوںؓ کو جنت کی بشارت دی ہے ان بزرگ صحابیوںؓ کو یہ سبائی مجوسی گروہ (شیعہ) گالیاں بکتا ہے اور مذہبی عقیدے کے مطابق اپنے کو ثواب کا مستحق گردانتا ہے۔

ایرانی انقلاب کے بانی شیعہ راہنما خمینی اپنی کتاب "کشف الاسرار" کے صفحہ 113 میں لکھتا ہے۔ "شیخین ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہ دل سے ایمان ہی نہیں لائے تھے۔ صرف حکومت و اقتدار کی طمع و ہوس میں انہوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا اور رسول اللہؐ کے ساتھ اپنے کو چپکا رکھا تھا۔ (بحوالہ دو بھائی مودودی و خمینی ص20)

اور خمینی کے استاد ملا باقر مجلسی اپنی کتاب "حق الیقین" صفحہ 503 میں مقصود تبرائیہ ایمان میں فرماتے ہیں۔ "جہنم میں ایک آتشی کنواں ہے کہ جہنمی اس کی حرارت سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس آتشی کنویں میں ایک آتشی صندوق ہے۔ جس میں بارہ (12) آدمی بند ہیں۔ چھ (6) اگلی امتوں کے اور چھ (6) اس امت کے۔ اگلی امتوں کے چھ تو یہ ہیں۔ 1۔ قابیل۔ 2۔ نمرود۔ 3۔ فرعون۔ 4۔ حضرت صالحؑ کی اونٹنی کا قاتل اور دو بنی اسرائیل میں۔۔۔۔ اور اس امت کے چھ یہ ہیں۔ (نعوذ باللہ) 1۔ ابوبکر۔ 2۔ عمر۔ 3۔ عثمان۔ 4۔ معاویہ۔ 5۔ نہروان۔ 6۔ ابن ملجم (بحوالہ دو بھائی مودودی و خمینی ص23)"

خمینی نے ایرانی۔ ٹی وی پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ "اب تک جتنے انبیاءؑ آئے دنیا میں عدل و انصاف کے اصولوں کی تعلیم کے لیے آئے لیکن وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے حتیٰ کہ (نعوذ باللہ) حضرت محمدؐ بھی اپنے اصلاحی مشن میں ناکام رہے۔ لیکن امام زماں (مہدی غائب) معاشرتی انصاف کے لیے اس پیغام کے حامل ہوں گے جو تمام دنیا کو بدل دیگا۔ پیغمبر اسلام کا جشن ولادت مسلمان عالم کے لیے پر عظمت ہوتا ہے۔ تو جشن امام زماں تمام انسانیت (ملت سبائی و مجوسی) کے لیے عظیم ہے۔ میں ان کو لیڈر نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس سے ماورا ہیں۔ میں ان کو اول نہیں کہہ سکتا کیونکہ ان کا ثانی نہیں ہے۔ (تہران ٹائمز 29 جون 1980ء صفحہ اول بحوالہ ملت جعفریہ کا تعارف ص7)"

علامہ خمینی کے استاد ملا باقر مجلسی اپنی کتاب حق الیقین صفحہ 347 میں لکھتے ہیں۔ "تمام مہدی جب غار سے برآمد ہوں گے تو (نعوذ باللہ) محمدؐ کو قبر سے نکال کر اپنی بیعت لیں گے (بحوالہ ملت جعفریہ کا تعارف ص14)

اس کے برخلاف خمینی و باقر مجلسی کے امام اول حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا۔ "بیشک میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی کی تھی اور اسی امر (دین) پر کی ہے جس پر ان کی کی تھی۔ پس جو لوگ حاضر ہیں ان کو اس کے خلاف کسی کو اختیار کرنے کا حق نہیں ہے اور جو لوگ یہاں موجود نہیں ہیں وہ اس بیعت کو رد نہیں کر سکتے اور بیشک شوریٰ کا حق مہاجرین و انصار کو ہے۔ پس اگر وہ لوگ کسی شخص پر اتفاق کر کے اس کو اپنا امام تجویز کر لیں تو یہ بات اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی دلیل ہو گی۔ (نہج البلاغہ ص398 بحوالہ سنی مذہب حق ہے ص119)

ایک شیعہ مصنف، علامہ خمینی و باقر مجلسی کے "امام ششم" جناب جعفر صادق کے مادری نسب کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "اور ان کی (جناب جعفر کی) والدہ ام فروہ بنت القاسم الفقیہہ تھیں اور ان (ام فروہ) کی ماں اسماء بنت عبدالرحمنؓ بن ابوبکرؓ تھیں۔ اس لیے (جعفر) الصادق کہا کرتے تھے کہ میں ابوبکرؓ سے دو مرتبہ جنا گیا ہوں۔ (عمدۃ الطالب ص183)" اسی لیے جناب جعفر صادق کا یہ قول مشہور ہے کہ میا کوئی اپنے جد مادری کو برا کہہ سکتا ہے۔ ابوبکرؓ تو میری جد (مادری) ہیں۔ مجھے میرے (دوسرے) جد (مادری) محمدؐ کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں ان دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) سے محبت نہ کروں اور ان کے دشمنوں سے اظہار بیزاری (ازالۃ الخفا ص108 ج1۔ بحوالہ خلافت معاویہ ص279 ج2)"

سلمان رشدی کی متنازعہ کتاب "صحیفۂ ابلیس" پر اپنے جز و ایمان تقیہ کے سایہ میں علامہ خمینی کا سلمان رشدی کے قتل کا فتویٰ دینا اور مارنے والے کو دس لاکھ امریکی ڈالر کے انعام دینے کا اعلان کرنا کیا یہ دنیائے اسلام کو دھوکہ دینے اور سستی شہرت حاصل رکنے کے مترادف نہیں ہے؟ اگر غور سے دیکھا جائے تو سلمان رشدی نے اپنی کتاب میں بے شک بڑی گھٹیا اور انتہائی بازاری زبان استعمال کی ہے لیکن خمینی و باقر مجلسی نے بھی کوئی ادبی زبان یا شکر چڑھے الفاظ تو استعمال نہیں کیے ہیں؟

اپنے ملک کی ایک بڑی شخصیت مولانا کوثر نیازی اور ایک پڑھے لکھے ہوئے سیاستدان

Scanned by CamScanner

نواب زادہ نصراللہ خاں سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ خمینی کی کتاب "کشف الاسرار" اور باقر مجلسی کی کتاب "حق الیقین" کیا اب تک آپ لوگوں کی نظر سے نہیں گذری ہیں؟

میرا ایک جنفد جاننے والا مرحوم کے حلقہ جلسہ و جلوس کو تماش بین کی حیثیت سے دیکھنے کے بعد مجھ سے کہنے لگا کہ "تعزیہ و علم" تو آپ پوجتے ہیں۔ گھوڑے کی پرستش آپ کرتے ہیں لیکن مشرک اور کافر آپ ہمیں کہتے ہیں۔ ہم لوگ گائے کو "گئو ماتا" اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا دودھ پیتے ہیں لیکن آپ لوگ جو گھوڑے کو "پتا سمان" پوجتے ہیں وہ کس خوشی میں؟"

اب کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

صحابہ کرامؓ کی بے نظیر شجاعت

وسیم رندھاوا۔ ڈگری

کسی بھی انقلاب کے لیے افرادی قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ افرادی قوت کے بغیر کوئی بھی صالح انقلاب کا لانا ناممکن ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس انقلاب کے داعی تھے اس کی بقاء اور ترویج میں صحابہ کرام کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور قیامت تک ہر انقلاب اسلام کے داعی کو صحابہؓ کے فارمولے پر عمل کرنا پڑے گا۔ صحابہ کرام کی زندگی کے واقعات ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ اسلامی انقلاب تب ہی آسکتا ہے جب ہم انہیں اصولوں کو لے کر چلیں۔ انقلاب اسلامی کے دعویداروں کو کن اوصاف کا حامل ہونا چاہیے۔ من جملہ اوصاف سے ایک وصف آخرۃ کا یقین اور عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ نے مسلمانوں کے دلوں میں جرأت اور دلیری بھی بھر دی ہے اور ایسی آخرت کے عقیدے نے صحابہؓ کے دلوں میں جنت کا عجیب و غریب شوق اور اشتیاق بھر دیا تھا۔ جنت کو وہ اپنے سامنے دیکھتے اور اس کے لیے ایسی کوششیں کرتے تھے جیسے ایک پیاسا اپنی پیاس بجھانے کے لیے کرتا ہے۔

بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑھو اس جنت کی طرف جس کی وسعت زمین و آسمان ہے۔ تو حمامؓ انصاری نے کہا یا رسول اللہ اس کی وسعت زمین و آسمان ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں کیا تم کو شک ہے تو کہنے لگے نہیں یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ میں اس کو حاصل کر لوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں تم ضرور اس کو حاصل کر لو گے وہ چند دانے کھجور کے نکال کر کھانے لگے۔ پھر فوراً ہی خیال آیا کہ ان کھجوروں کے کھانے کا انتظار کروں گا تو وقت زیادہ لگے گا۔ یہ سوچ کر کھجوروں کو دور پھینک دیا اور میدان جہاد میں کود گئے اور جاتے ہی اللہ کی راہ میں شہادت پائی۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوبکر بن موسی اشعری بیان فرماتے ہیں کہ میرے ماں باپ میدان جنگ میں سینہ سپر تھے اور فرما رہے تھے کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ یہ جملہ سن کر ایک شخص بوسیدہ لباس میں اٹھا اور پوچھنے لگا کہ اے موسیٰ تم نے خود حضورؐ کو فرماتے سنا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ وہ شخص اٹھا اور ننگی تلوار لے کر دشمنوں کے جھگڑے میں داخل ہو گیا اور شہادت پائی۔

چاروں صوبوں کو خلفائے راشدینؓ سے موسوم کیا جائے۔

(طارق صدیق)
کراچی نمبر 31 کورنگی

آجکل اخبارات میں یہ موضوع وقتاً فوقتاً زیر بحث آرہا ہے کہ شمال مغربی سرحدی صوبے یعنی این، ڈبلیو، ایف، پی (صوبہ سرحد) کا نام تبدیل کر کے "پختونخواہ" یا "پختونستان" رکھ دیا جائے، اے۔ این۔ پی اس تجویز کی پرجوش حامی ہے اور اس ضمن میں وہ آئینی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ (تاہم سرحد اسمبلی نے اس سلسلے میں پہلا قدم رد کر دیا ہے)

خان ولی خان اور ان کی بیگم اس سلسلے میں اکثر بیانات دیتے رہتے ہیں۔ دونوں کی مشترکہ رائے ہے کہ "کسی صوبے کا نام بدلنے سے نہ تو اسلام کو اور نہ ہی پاکستان کو کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ پنجاب لائلپور، منٹگمری اور کیمبلپور کے نام تبدیل کئے گئے تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ اگر ہم سرحد میں اپنا تاریخی نام رکھنا چاہتے ہیں اور کافر انگریز کا دیا ہوا نام تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو اس میں کیا برائی ہے۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ انگریزوں کا دیا ہوا نام ہے اس پر دیگر صوبوں کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔" جناب ولی خان اور ان کی بیگم کا یہ استدلال کہ ہم "انگریز کافر" کا دیا ہوا نام تبدیل کرنا چاہتے ہیں ہر مسلمان اور پاکستانی کے دل کی آواز ہے۔ تاہم ہمیں اپنی کفر دشمنی کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے پاکستان کے چاروں صوبوں کے نام تبدیل کرنے چاہئیں۔ تاکہ ان سے علاقائیت، لسانیت اور جغرافیائی تعصب کا تاثر نہ ابھرے۔ پاکستان کا مطلب کیا ہے روحانی طور پر پاک اور صاف لوگوں کی سرزمین۔ ہمیں چاہیے کہ روحانی پاکیزگی کے حصول کیلئے ان متبرک اور مقدس ہستیوں سے اپنا تشخص منسلک کریں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان نظر اور صحبت نشینی کے سب سے مکمل اور قابل تقلید نمونے ہیں جنہیں نبی آخر الزمانؐ نے ان کی زندگیوں ہی میں خلد بریں کی بشارت دے دی تھی اور جن میں سے ہر ایک کو روشن ستارہ قرار دیا تھا۔ ہمیں صوبہ سندھ، پنجاب، سرحد اور بلوچستان کے ناموں کو پہلے چار خلفائے راشدینؓ کے ناموں سے منسوب کر دینا چاہیئے۔ یاد رکھیئے ان چراغوں کو روشن رکھنے ہی میں ہماری بقاء ہے۔ ان کے بغیر ہر سُو تاریکی ہے۔ ظلمت ہے، اندھیرا ہے۔

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا۔

Scanned by CamScanner

مذھبی جماعتیں اور ان کا کردار

محمد طیب قاسمی
(ہانگ کانگ)

ایڈیٹر کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

طنزیہ مگر حقیقت پسندانہ تبصرہ

میرا مضمون درود ل بہت سے دوستوں نے پسند کیا۔ بحمد اللہ (جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے) مضمون کی اشاعت کے فوراً بعد جمعیت علماء اسلام پھر ایک مرتبہ جمعیت علماء اسلام ہو گئی ہے۔ اگرچہ اخباری اطلاعات سے معلوم تو یہ ہو رہا ہے کہ یہ اتحاد صرف جمہوری اتحاد ہوا ہے اسلامی اتحاد نہیں۔ کیونکہ جمہوری اتحاد میں ایک دوسرے پر تنقید کا حق ملتا ہے برعکس اس کے اسلامی اتحاد میں امیر کی اطاعت ضروری ہے۔ اللہ کرے کہ یہ اتحاد اسلامی ہو قارئین خلافت راشدہ سے وعدہ ہے کہ حق محفوظ رکھتا ہوں کہ اگر اللہ نہ کرے دوبارہ اختلاف ہوئے تو وعدہ نبھاتے ہوئے حقائق سے پردہ اٹھاؤں گا۔ ملک عزیز پاکستان میں جہاں سیاسی جماعتوں کی کثرت ہے بعینہ اسی طرح مذہبی جماعتوں کی بھی بھرمار ہے۔ ہر صاحب جبہ و دستار کی اپنی ایک جماعت بلکہ ہر امام اپنے مقتدیوں کو ملا کر ایک جماعت کھڑی کئے ہوئے ہے۔ بعض امام تو صرف تنہا ہی میو چوال ہیں۔ مقتدی بھی خود امام بھی خود اور جماعت بھی خود ہی حضرت ہیں۔ قارئین کرام آیئے ذرا مذہبی جماعتوں کے کردار کا جائزہ لیں علماء کرام سے معذرت خواہ ہوں کہ اگر ان کے قلب نازک پر کچھ الفاظ گراں گزریں تو حقیقت سمجھ کر معاف کر دیں۔ مذہبی جماعتوں میں سے بعض وہ ہیں جو مذہبی ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی بھی ہیں۔ مثلاً

جمعیت علماء اسلام:

اس جماعت کے اکابرین مذہب و سیاست کو اکٹھے لیکر میدان میں نکلے ہوئے ہیں اور دعویٰ بھی ہے ان حضرات کا کہ ہم مذہبی اور سیاسی لوگ ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ جمعیت کے موجودہ اکابرین نے اس وقت جمعیت کو بالکل سیاسی پارٹی بنا دیا ہے۔ کیونکہ مذہبی طور پر مستقل جمعیت کا کوئی اسٹیج نہیں ہاں البتہ دوسروں کے مذہبی اسٹیج کو جمعیت والے خوب استعمال کرتے ہیں۔ نہ کوئی دینی ادارہ اور نہ ہی کوئی محراب و مسجد جمعیت کی سرپرستی میں چل رہی ہے کہ جس کو جمعیت کا مستقل اسٹیج کہا جائے اور یہ مستقل و مستقبل کی نقصان دہ چیز ہے۔ اکابرین جمعیت جماعت میں علماء کی کثرت پر نازاں نہ رہیں عوامی طور اس مذہبی خدمت پر کبھی سوچیں جو کہ کل سیاسی اور مذہبی طور پر آپ کو کام آئے۔

جماعت اسلامی

یہ ایک مستقل سیاسی تنظیم ہے اس کے رہنما بھی سیاسی اور مذہبی دونوں کشتیوں کے سوار ہونے کے دعویدار ہیں۔ عوامی سوچ اور اپنی مخصوص ذہن کو کام میں لاتے ہوئے جماعت کی موجودہ قیادت نے مستقبل پر نظر رکھتے ہوئے جماعت اسلامی کے زیر اہتمام دینی مدارس اور مساجد کی تعمیر کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اگرچہ ان مدارس اور مساجد میں مودودی صاحب پر ریسرچ کے ذریعہ مودودیت کی تعلیم و تبلیغ کو مذہب کا لبادہ اوڑھ کر پیش کیا جا رہا ہے جس کے ذریعہ سادہ لوح مسلمان یہ سمجھ رہے ہیں اور سمجھیں گے کہ جماعت اسلامی سیاسی اور مذہب کی آمیزش کا نام ہے اسی سبب آج جہاں بھی سیاست و مذہب کی بات ہوتی ہے سرفہرست جماعت اسلامی کو رکھا جاتا ہے اگرچہ حقیقت کچھ اور ہے۔

جمعیت علماء پاکستان

اس جماعت کے لیڈروں کا بھی اعلان یہی ہے کہ ہم بھی ان ہر دو میدانوں کے کھلاڑی ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بے چارے نہ مذہبی اور نہ سیاسی ہیں کیونکہ مذہبی طور پر اپنے علاوہ ان کے نزدیک دوسرا کوئی مسلمان نہیں اور سیاسی طور پر یہ اتنے کمزور ہیں کہ ہمیشہ بندوق چلانے کیلئے دوسرے کندھوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اب نورانی میاں کا میک اپ اتار کر اصلی روپ نیازی صاحب نے قوم کو دکھا کر خود جماعت پر کامیاب قبضہ کر لیا ہے دوسری طرف ایم کیو ایم نے کراچی سندھ سے نورانی میاں کو بالکل ہی دیس نکالا دے دیا ہے اور نورانی میاں حسب سابق اپنا پاندان سنبھالے لندن و ہالینڈ کے تبلیغی دورہ پر روانہ ہو گئے۔ ویسے نہ جانے یہ کون سی تبلیغ ہے جو کہ ہمیشہ یورپ میں ہوتی ہے اگر نورانی میاں ناراض نہ ہوں تو مشورہ بالکل مفت حاضر خدمت ہے کہ اب مستقل اپنا مستقر یورپ کو بنا لیں تاکہ سارا یورپ مسلمان ہو کر نورانی میاں کو لیڈر منتخب کر لے کیونکہ اب ایم کیو ایم کے ہوتے ہوئے پاکستان میں وہ کبھی بھی وزیراعظم نہیں بن سکتے اور مزید براں ظلم یہ ہے کہ ان کے دیرینہ رفیق ائیر مارشل اصغر خان بھی فاتحانہ پرواز کر گئے ہیں۔ الطاف حسین صاحب کی منت سماجت ہم کر لیں گے کہ پان کے پتے چونا کتھہ یورپ آپ کی خدمت کیلئے پہنچا دیا کریں نیازی صاحب تو سنا ہے کہ تحریک پاکستان میں ان کا بھی کچھ کردار تھا تو مسلم لیگ والوں نے ان کو وزارت دے کر ادھار چکا دیا ہے۔

مذہبی جماعتوں کی دوسری قسم وہ ہے کہ جو خالصتاً مذہبی اور خلافت راشدہ کا پرچار یعنی دفاع صحابہ اور دشمنان صحابہ پر یلغار کا دعویٰ رکھتی ہیں۔ اس میدان میں بھی جماعتیں بکثرت موجود ہیں مگر چند ایک وہ ہیں جن کا وجود کسی نہ کسی طرح

مشہور ہے۔

سوادِ اعظم اہل سنت

دعویٰ تو یہ ہے کہ پاکستان کی سطح کی جماعت ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس وقت پاکستان کیا کراچی تک بھی نہیں بلکہ صرف اپنے دفتر تک محدود ہے۔ ماضی قریب میں گورنر سندھ اکابرین سواد اعظم سے ملاقات کیلئے وقت کی بھیک مانگتا تھا مگر اسے وقت نہیں ملتا تھا۔ اب معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ گورنر کو چھوڑیئے علاقہ ایس ڈی ایم بھی ہزار منتوں اور ساجتوں کے بعد بھی شرف ملاقات نہیں بخشتے۔ میرا خیال ہے کہ اب لفظ (سواد) تو باقی ہے اعظم اور اہل سنت رخصت ہو گئے ہیں۔ یہ سواد کیا ہے صرف مولانا اسفندیار خان صاحب ہی بتا سکتے ہیں وضعی ستم ظریفی کیلئے یا کچھ اور کہ کبھی کراچی کی ہر دیوار اور ہر دل کی دھڑکن پر سواد اعظم کا نام تحریر ہوتا تھا مگر اب کراچی کو چھوڑیئے مرکزی دفتر کی بلڈنگ پر سواد اعظم کے نام کا بورڈ بھی نہیں لگ سکتا اس کے پیچھے کیا راز مخفی ہے اس پہ پردہ پڑا رہے تو اچھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس دن سے الاتس والوں پہ مظلوموں کی آہیں پڑی ہیں اس دن سے سواد اعظم والوں کی رونقوں پہ خزاں چھا گئی ہے۔

مجلس تحفظ حقوق اہل سنت

نام تو ماشاء اللہ ندیم صاحب کی خطابت کی طرح نیا تلا ہے لیکن اہل سنت کے حقوق کے تحفظ کی جگہ صرف ندیم صاحب کیلئے ملکی و غیر ملکی جماعتوں کی قسطوں کا تحفظ ہوتا ہے یہ جماعت ہواؤں کی جماعت ہے کیونکہ ہوائی گٹ جوڑ تو ندیم صاحب سنی حقوق کی بات کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ ایک لطیفہ یاد آیا کہ گلہری اور فاختہ کی دوستی ہو گئی ایک دن گلہری اپنی دوست فاختہ کو ملنے گئی اس نے اپنی بساط کے مطابق اس کی خدمت کی پھر ایک دن فاختہ گلہری کو ملنے گئی دیکھا کہ گلہری ایک شاخ سے دوسری شاخ اور ایک درخت سے دوسرے درخت پہ چھلانگیں لگا رہی ہے اس نے اپنی سہیلی فاختہ پر کوئی توجہ نہ کی تو فاختہ نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں آئی ہوں میری خدمت کرو تو گلہری کہنے لگی کہ خدمت کو چھوڑ بس تم میری آنیاں اور جانیاں دیکھو کہ میں آتی کیسے ہوں اور جاتی کیسے ہوں۔ یہی حالت ندیم صاحب کی ہے کبھی فرانس کبھی لندن کبھی دوبئی بس ان کے آنے اور جانے کو دیکھتے رہو اپنی اہل سنت کے حقوق کی بات تو انشاء اللہ اگلے جنم میں کریں گے۔

خدام اہل سنت

نام سے تو عاجزی جھلکتی ہے لیکن معاملہ برعکس ہے کہ حضرت قاضی صاحب موصوف کی لغت میں دوسرا کوئی جچتا ہی نہیں اس لئے وہ مخدوم اہل سنت تو ہو سکتے ہیں خدام نہیں۔ کبھی ضلع چکوال کی حدود میں اس جماعت کا طوطی بولتا تھا لیکن اب وہاں اکثر دیہاتوں میں ایمان بنگلوں کی عالیشان عمارتیں چغلی کھاتی ہیں کہ اب یہ جماعت چکوال میں سمٹتی جا رہی ہے میں سوچتا ہوں کہ اگر دو چار سال تک مزید یہی حالت رہی تو چکوال میں شیعیت کا راج ہوگا اور خدام کہاں جائیں گے اس لئے کہ چکوال کے علاوہ سے باہر ان کو کوئی جانتا ہی نہیں اور اگر کوئی جانتا بھی ہے تو ان کے نزدیک وہ خارجی ہے۔ یہ بات آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی کہ خلافت راشدہ کے نعرے لگوانے والوں کے نزدیک حضرت معاویہؓ کی فضیلت تحریر کرنے والا یا بیان کرنے والا خارجی کیوں ہے غور یہ کون سی خلافت راشدہ کی خدمت ہے۔ آج کل حضرت قاضیؒ صاحب کے بے رحم قلم کو نہ اپنے کی پہچان ہے اور نہ بیگانے کی۔ داڑھیوں کو مہندی لگا کر جوان نظر آنے سے کچھ نہیں بنتا۔ جیسا کہ قاضی صاحب کے پیروکاروں کا وطیرہ ہے۔ جوانوں جیسے جذبہ اور اپنے بیگانے کی تمیز سے مسئلہ بنے گا ورنہ چکوال کا میدان بھی آپ کے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ پھر پچھتاوا بیکار ہوگا۔

تنظیم اہل سنت

دفاع صحابہ کی نہج پر کام کرنے والی تمام جماعتیں اور تنظیموں کے لئے یہ جماعت بنیاد اور ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ کئی پیاسے اس چشمہ فیضیاب سے مستفیض ہو کر اپنی اپنی دکان سجائے بیٹھے ہیں ہزاروں گردشیں آئیں مگر یہ چشمہ بحمداللہ ابھی تک باقی ہے اگرچہ گردش زمانہ کے آثار بتلا رہے ہیں کہ اس چمن پر خزاں کی آمد آمد ہے (اللہ نہ کرے وہ وقت آئے) تحریر و تحریر کا میدان ہو یا دشمنان صحابہ سے مناظرہ کا میدان ہو اس جماعت کے پرانے اکابرین بشمول حضرت تونسوی مدظلہ شہسوار رہے ہیں ان کی خدمات سے انکار طلوع آفتاب کے انکار کی مثل ہے۔ مگر برسرِ عام منبر پر شیعہ کو کافر کہنے میں ماضی و حال کے بزرگ پہلو تہی کرتے رہے ہیں کیونکہ اس وقت شیعہ نے مکمل تقیہ کی چادر میں اپنے آپ کو چھپا رکھا تھا جیسے ہی ایران میں اقتدار خمینی ملعون کے ہاتھ آیا تو شیعیت نے تقیہ کی چادر کو اتار پھینکا خود ہی اپنے کفر کو ننگا کر دیا اس کے باوجود تنظیم کی موجودہ قیادت مصلحت کی شکار رہی جب کہ چاہئے تو یہ تھا کہ جیسے ہی شیعہ نے تقیہ کی چادر اتاری اکابرین تنظیم مصلحت کی چادر کو تار تار کرتے ہوئے برسرِعام شیعہ کے کفر کو واضح کرتے۔ چلیئے یہ بھی تسلیم کہ اس کام کیلئے پہلے ماحول و فضا تیار نہ تھی اور وقت کی نزاکت کا بھی فیصلہ یہی تھا مگر سپاہ صحابہ نے ماحول بنایا کیونکہ ماحول بنانا پڑتا ہے۔ اب تو فضا بھی تیار ماحول بھی سازگار پھر در کس چیز کی آپ نے بنانے اور تیار اسٹیج پر اپنے کتب اور دلائل کو بروئے کار لاتے ہوئے برسرِعام شیعہ کو کافر کہیئے اگر اس موقعہ سے فائدہ نہ اٹھایا گیا تو یاد رکھیئے کہ یہ وقت دوبارہ نہیں آئے گا وقت کی نبض پر ہاتھ رکھئے وقت کو غلام بنایئے اور خود کو وقت کی بے رحم موجوں کے حوالہ نہ کیجئے۔ اس تنظیم میں سب کچھ ہے مگر تنظیم نام کی کوئی چیز نہیں۔ اگر کسی کو یقین نہ آئے تو ہر ماہ چاند کی یکم تاریخ کو تنظیم کے دفتر جا کر خود مشاہدہ کر لیں۔ مقررین کا ایک بازار ہے لگا ہوا ڈائریاں اور رجسٹر لئے مقررین اپنے اپنے خریداروں کے جھگٹوں میں بیٹھے اپنا بھاؤ اور قیمت بڑھا رہے ہوتے ہیں حتیٰ کہ دوران میٹنگ بھی مقررین کی نگاہیں دروازوں پر لگی رہتی ہے کہ کہیں کوئی زیادہ بولی لگانے والا کوئی گاہک خالی نہ لوٹ جائے

بقیہ ص ۱۶

شریعت بل کے متفقہ ہونے کی شرط

فقط ظفر عمر
شاہ فیصل کالونی۔ کراچی

حکومت کی سطح پر غالباً یہ پالیسی طے کی گئی ہے کہ شریعت بل تمام فرقوں کا متفقہ ہونا چاہیئے۔ یہ بات اہلسنت کے فرقوں کی حد تک تو ممکن ہو سکتی ہے کیونکہ ان کے مذہبی اختلافات فروعی ہیں مگر شیعہ سنی کا شریعت بل پر متفق ہونا ممکن نہیں کیونکہ ان کے مذہبی اختلافات نہ صرف اصولی ہیں بلکہ ایک دوسرے کی ضد بھی ہیں اور اجتماع ضدین ناممکن ہوتا ہے دراصل مذہب شیعہ ایک علیحدہ دین ہے جو مندرجہ ذیل اسلام دشمن بنیادوں پر استوار ہے۔

1۔ ختم نبوت سے انکار۔
2۔ اسلام کے ماخذ سے انکار۔
3۔ آنحضرت کی نبوت کے گواہوں سے انکار۔
4۔ توحید الہیٰ سے انکار۔

ختم نبوت سے انکار

اس طرح کہ شیعہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد نبوت کی جگہ "امامت" جاری ہونے پر ایمان رکھتے ہیں جس کا درجہ نبوت سے بھی بلند ہے۔

اسلام کے ماخذ سے انکار

اس طرح کہ شیعہ قرآن کو "صحیفہ عثمانی" کہتے ہیں اور اصلی قرآن کے اپنے امام غائب کے پاس ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ نیز وہ دشمنان اسلام کی گھڑی ہوئی "اہلبیت" سے منسوب "جعلی" کے علاوہ (جو اکثر کفر و شرک کا مجموعہ ہیں) کسی حدیث کو نہیں مانتے۔

آنحضرتؐ کی نبوت کے گواہوں سے انکار

اس طرح کہ شیعہ تمام صحابہ کو جن کی گواہی پر آنحضرتؐ کی نبوت اور دین اسلام کا مدار ہے کافر و مرتد قرار دیتے ہیں۔

توحید الہیٰ سے انکار

اس طرح کہ شیعہ اپنے اماموں کو اللہ کی تقریباً تمام صفات سے متصف کرتے ہیں یہاں تک کہ انہیں کو "جنت و دوزخ تقسیم کرنے والا" بتاتے ہیں۔

کیا شریعت اسلامی کو مندرجہ بالا اسلام کی بیخ کنی کرنے والے عقاید سے ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو شریعت بل پر شیعوں کا اتفاق حاصل کرنے کی کوشش کے کیا معنیٰ! ہمارے نزدیک تو ان کوششوں کا صرف یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ شیعوں کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے شریعت بل کو اس حد تک مسخ کر دیا جائے کہ وہ شریعت بل کے بجائے "رافضیت بل" بن جائے اور سارے عالم اسلام میں پاکستان کی بدنامی کا باعث ہو۔

اسلیئے شریعت بل کے متفقہ ہونے کی شرط صرف اہلسنت کے لئے رکھی جائے اور شیعہ کو اس زمرے سے خارج کیا جائے۔ اس کے بغیر نفاذ شریعت کی کوششوں کے مثبت نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔

پاکستان ۔۔۔۔ سنی اسٹیٹ کیوں نہیں؟

(ابو اُسامہ)
کورنگی کراچی نمبر 31

پاکستان کے کثیر الاشاعت "روزنامہ جنگ" میں مورخہ 1/12/90 کو محترم ارشاد احمد حقانی صاحب نے "نفاذ شریعت۔ نئے نئے مطالبے اور نعرے" میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"ایک مطالبہ یہ سامنے آیا ہے کہ پاکستان کو ایک سنی ریاست (دستوری طور پر) قرار دیا جائے۔ شریعت بل پر پائے جانے مسلکی اختلافات کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ پاکستان کو سنی ریاست قرار دلوانے کی کوششوں کی سخت مزاحمت ہو سکتی پھر یہ مطالبہ شریعت بل کی روح اور دفعات سے بھی متصادم ہے۔ شریعت بل کے آخری مسودے کی ایک اہم خوبی یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ فرقہ واریت کے مسموم اثرات کم ہو جائیں گے۔ اور پیش آمدہ مسائل پر غور و فکر کرتے ہوئے چونکہ تمام فقہی مسالک کے نظائر اور آراء اور فقہی ذخائر سے استفادے کی تجویز اس میں رکھی گئی ہے۔ اس لیے فقہی اختلافات کی شدت میں کمی آجائیگی لیکن اگر پاکستان کو ایک سنی ریاست قرار دلوانا بھی مقصود ہے تو یہ چیز نہ صرف شریعت بل کی منظوری کی راہ میں ایک اور رکاوٹ کھڑی کر دے گی بلکہ بین المسلکی اختلافات اور فاصلوں کو اور بھی بڑھا دے گی۔ جس کی وجہ سے مذہبی کشیدگی میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔

دلائل تو ہر موقف کے حق میں دیئے جا سکتے ہیں اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر ایران کو ایک شیعہ ریاست قرار دیا جا سکتا ہے۔ تو بادی النظر میں بعض طبقے اس دلیل کو وزن دے سکتے ہیں۔ لیکن ہمیں کسی دوسری ریاست کے طرز عمل کو مثال بنا کر استدلال کی عمارت کھڑی کرنے کیبجائے اپنے معروضی حالات کو پیش نظر رکھنا چاہیئے اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہماری قومی وحدت اور یکجہتی کے لیے کون سا طرز عمل زیادہ مناسب ہوگا۔ پاکستان کو سنی ریاست بنانے کا مطالبہ کرنے والوں سے ہم بصد ادب گزارش کریں گے کہ وہ اپنے نعرے کے مضمرات پر اچھی طرح غور کر لیں۔ مبادا ایسا نہ ہو کہ مذہب کے نام پر تفرقے کا اور دروازہ کھل جائے"۔

مجھے محترم حقانی صاحب کی اس تجویز سے کہ پاکستان کو سنی ریاست قرار دینے سے مذہبی کشیدگی میں اضافہ ہو گا۔ سخت اختلاف ہے۔ ہم ایک جمہوری معاشرہ تخلیق کرنا چاہتے ہیں۔ اس قسم کے معاشرے میں اکثریت کی رائے کو محترم اور مقدم سمجھا جاتا ہے۔ جیسے ایران میں فقہ جعفریہ کے ماننے والوں کی اکثریت ہے۔ ان کے آئین میں واضح طور پر درج ہے کہ حکومتی اور ریاستی نظام فقہ جعفریہ کے اصولوں پر چلایا جائے گا۔ پبلک اور پرسنل لاء تک فقہ جعفریہ پر مبنی تاریخ اور اسلامیات پڑھائی جائے گی۔ ایران میں سنیوں کی تعداد 33 فیصد سے زیادہ ہے لیکن وہاں تو سنی فقہ کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی وہاں تو اسلامیات فقہی بنیادوں پر مروج نہیں ہے۔ اس کے علاوہ تہران میں سنیوں کی تعداد پانچ لاکھ سے زائد ہو چکی ہے مگر وہاں تو ان کی ایک مسجد بھی نہیں ہے۔ یہ غیر جمہوری اور اقلیتی آمریت صرف ہمارے ملک میں ہی رائج ہے کہ دس تا پندرہ فیصد کی تعداد میں ہونے کے باوجود اپنے فقہ کے نفاذ کیلئے باقاعدہ تحریکیں اور تنظیمیں قائم ہیں۔ دکھ کی بات تو یہ ہے کہ ارشاد احمد حقانی جیسے "حق پرست" اور جمہوری مزاج رکھنے والے حضرات بھی اس اقلیت کی حمایت کر رہے ہیں۔ وائے افسوس!

بقیہ مذہبی جماعتیں اور ان کا کردار

بقول کسی شاعر

مرنے کے بعد بھی کھلی رہیں میری آنکھیں
عادت جو پڑ گئی تھی ترے انتظار کی

حضرت تونسوی مدظلہ سے معذرت کے ساتھ (کیونکہ میرا حضرت سے ایسا تعلق ہے جو ایک بیٹے کا باپ کے ساتھ ہوتا ہے) عرض ہے کہ تنظیم میں تنظیم کو پیدا کریں تاکہ بزرگوں کے ہاتھوں لگا ہوا یہ چمن پھلا پھولا رہے ورنہ مستقبل میں کہیں ایسا نہ ہو کہ مبلغین تنظیم ڈائریاں ہاتھ میں لیئے بیٹھے ہوں اور ساتھ ساتھ یہ صدا بھی لگا رہے ہوں کہ (دے جا سخیا راہ خدا تیرا اللہ ہی بوٹا لائے گا) اور اس وقت کوئی قریب بھی نہ آئے نہ ہی تاریخ لگے اور نہ ہی روزگار میسر ہو تو پھر کیا ہو گا ابھی سے سوچیئے۔

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان

اگرچہ اس کی عمر بہت مختصر ہے مگر یہ جوان اتنی جلدی ہو گئی ہے کہ پرانی تمام تنظیموں کے ریکارڈ ٹوٹ گئے میں نے خود شہید ناموس صحابہ سے ایک مرتبہ یہی اچھوتا سوال پوچھا تو جواب ارشاد فرمایا کہ پہلی تمام تنظیموں اور علماء کرام صحابہ کرام کو عدالت میں ملزم کر کے خود وکیل صفائی بن کر ان پر جرح کرتے رہے جب کہ ہم نے اصل مجرم یعنی شیعہ کو عدالت میں ملزم کر کے اس پر جرح کی اور فرد جرم لگانے کیلئے اللہ کے قرآن اور حدیث رسول کو سامنے رکھا اور پھر لوگوں سے ملزم کی شناخت کرائی اور سزا کا فیصلہ قرآن و سنت کی روشنی میں عوام سے کرایا تو انہوں نے بے ساختہ کافر کافر شیعہ کافر فیصلہ سنا دیا یہی وجہ تھی کہ جس کے سبب گلگت کی سنگلاخ وادیوں سے لے کر بلوچستان کے سبزہ زاروں تک سپاہ صحابہ کی آواز گونجی اس وجہ سے سپاہ صحابہ ہر دل کی دھڑکن بنی اور جلد ہی پرانی تمام تنظیموں کو پیچھے چھوڑ گئی۔ سپاہ صحابہ سے اللہ واسطے کا بیر رکھنے والے علماء کرام اس حقیقت کو جھٹلائیں یقیناً نہیں جھٹلا سکتے کہ ماضی بعید و ماضی قریب میں سب جماعتوں کا کردار یہی رہا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ علماء کرام ان نوجوانوں کی سرپرستی کرتے لیکن ان علماء کرام نے اپنی مصلحتوں کا شکار ہو کر نوجوانوں کے اس بڑھتے ہوئے طوفان کو روکنا چاہا مگر یہ طوفان اپنی منزل کی طرف اس انداز میں رواں دواں ہے کہ اب مصلحتیں، وقت کی نزاکتیں، مصائب و آلام کی آندھیاں، ظلم و ستم کے طوفان اپنی اور بیگانوں کی بے رخی بھی اس کا راستہ نہیں روک سکتی۔ نوک قلم قرطاس ابیض پر غیر جانبدارانہ یہ حقیقت لکھنے پر مجبور ہے کہ اس جماعت کی قیادت اور سپاہیوں نے شیعیت کو برسرعام ننگا کر کے سنی قوم کو بیدار کر دیا ہے۔ ابھی تک تو ماشاء اللہ اس جماعت میں تنظیم بھی ہے۔ سپاہی والی چابکدستی ابھی ہے۔ اور حب صحابہ تو اتنی زیادہ ہے اکثر نوجوان فنافی الصحابہ ہیں۔ برادرانہ طور پر سپاہ صحابہ کی موجودہ قیادت سے عرض ہے کہ شہید حق کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے سیاست سے اگر الگ رہیں تو اچھا ہو گا کیونکہ بالخصوص اس دور کی سیاست بڑے بڑے سورماؤں کو بھی مصلحت کی لائن پر لگا دیتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی بات کو تسلیم کرانے کیلئے ایوانوں کا رخ کرنا اشد ضروری ہے لیکن پاکستان کی سیاست کو دیکھتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ کہیں برادر ایثار القاسمی صاحب بھی سچ مچ کے ضیاء القاسمی نہ بن جائیں کہ جن کا اسم گرامی اب یاد رفتہ بن گیا ہے کیونکہ اسی سیاست کی چیرہ دستیوں نے ان کو گھر کی چار دیواری تک محدود کر دیا ہے (یہ مضمون مولانا ایثار القاسمی کی شہادت سے پہلے لکھا گیا تھا) اور اب معلوم ہوا ہے کہ فاروقی صاحب بھی لنگوٹ کس کر اس میدان میں اترنے والے ہیں رہ گئے یوسف مجاہد صاحب اور طارق الفضال چوہدری صاحب تو وہ جیل کی ہوا کھانے کیلئے ہیں۔

قارئین کرام! اگر ندیم صاحب کی لگن دوادی۔ حضرت تونسوی مدظلہ کا علم۔ سواد اعظم والوں کی دولت اور ان کے وسائل۔ سپاہ صحابہ کے جرات۔ حضرت قاضی صاحب موصوف کا بے رحم قلم یکجا جمع کر دیئے جائیں تو میرا دعوے یہ ہے کہ شیعہ پاکستان نہیں بلکہ دنیا چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گا اگرچہ یہ سب کچھ ہونا ایک وہ خواب ہے جس کی تعبیر نہیں ایک سراب ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں مگر پھر بھی تجربہ کر لیا جائے تو کیسا ہے اگرچہ مثال وہی ہے کہ (بلی کے گلے میں گھنٹی باندھے کون) تو اس کام کی ابتدا نوجوانوں کو کرنی چاہیئے کہ بزرگوں کے پاس جائیں بار بار جائیں اور ان کو اپنی سرپرستی پر راضی کریں اس میں ہمارا تعاون جو درکار ہو گا ہم حاضر ہیں۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر علماء کرام سے معذرت کہ اگر الفاظ تلخ لگے ہوں تو اس تلخ نوائی کو حقیقت سمجھ کر اور مسکرا کر قبول کیجئے۔

Scanned by CamScanner

خلیج کی جنگ ذمہ دار کون؟

(مسز انجمن آرا صدیقی)

تیل کے کنویں انسانی خون اور آنسوؤں میں ڈھل چکے ہیں۔ فضاء جلتی ہوئی انسانی ہڈیوں و گوشت کی بو اور دھوئیں سے لبریز ہے۔ گولیوں کی بوچھاڑ و جھنکار سے گونج رہی ہے داغے گئے میزائلوں کی چمک سے شرارہ رہی ہے۔ خلیج میں گھمسان کا رن پڑا ہے۔ اس کے خوفناک بھیانک اور مہیب سائے جو کہ عرصہ دراز سے عراق و کویت پر منڈلا رہے تھے اور جس نے میزائلوں اور بموں کے لامتناہی بارش کے سلسلوں کا ریکارڈ توڑ چہارم مسلسل ہفتہ بھی مکمل کر لیا ہے۔ اور اس کا دائرہ خلیجی ریاستوں کو براہ راست متاثر کر رہا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ موجودہ جنگ میں یہ ریاستیں کسی فریق کے ساتھ ہی ہوں یا نہ ہوں۔ اصولی موقف و نقطہ نظر اپنائیں یا غیر جانبدار رہیں۔ بہر حال میں جنگ کی ساری تباہ کاریاں، ہلاکت خیزیاں، بربادیاں، حسرت سامانیاں اور اس سے پیدا ہونے والی یاس، محرومی، ذلت، رسوائی، پستی و پشیمانی اور غمناک، کربناک اور عبرتناک سسکتی، سلگتی ہوئی زندگیوں کی آہ و بکا

> **عراق کا جنگی موقف سرے سے ہی غلط و باطل ہے۔ جسے بین الاقوامی اصولوں کی خلاف ورزی کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔**

کو کسی طرح کم یا مندمل نہیں کر سکتیں ہیں بلکہ یہ ان کا منطقی انجام اور مقدر بن جائے گی۔ عراق سے متصل ایران، ترکی، شام، قبرص، لبنان، اردن، سعودی عربیہ، قطر، بحرین، متحدہ عرب امارات، عمان اور متنازعہ فریق کویت بشمول مصر، لیبیا، پاکستان، افغانستان، بھارت غرض تمام کا تمام مشرق وسطی کا امن و سکون تہہ و بالا ہو چکا ہے۔ معاشی، اقتصادی و سیاسی ترقی و خوشحالی داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ اغلب نہیں کہ یہ فتنہ اس پورے خطہ ارضی کو لے ڈوبے۔ اس کے علاوہ اس تنازعہ کا دوسرا فریق امریکہ اور اسکے اتحادی ریاستوں پر بھی اس کے بڑے ہی دوررس نتائج اور منفی اثرات مرتب ہونا لازمی امر ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دوسری جنگ عظیم سے زیادہ مہلک اور تباہ کن ثابت ہو۔ اس لیے یہ کہتے ہیں کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ پوری دنیا اور عالم انسانیت اس بلا مقصد جنگ کی بھینٹ چڑھ جائے گی۔ اگر اس کی تباہ کاری، خونریزی ہلاکت خیزی، جانی و مالی نقصانات (یعنی تعمیرات عمارتیں، مکانات، سامان حرب و ضرب، متعدد صنعتیں، نظام اطلاعات و نشریات، مواصلات، بجلی، پانی، حمل و رسد کے ذرائع، تجارت، صنعت و حرفت سب درہم برہم ہو چکا ہے۔ سرسبز شاداب باغات کھیت و کھلیان سب خاکستر ہو چکے ہیں۔ بلند و بالا عمارتیں مسمار ہو چکی ہیں۔ زندگی صرف مفلوج ہی نہیں بلکہ مجروح زخم خوردہ رستے ہوئے ناسور میں تبدیل ہو چکی ہے۔ ظاہری نظروں سے اوجھل ذہنی، نفسیاتی، دماغی ماحولیاتی اور صنعتی ناقابل تلافی نقصانات الگ جو کہ ہزاروں کی تعداد میں فضائی حملوں اور لاکھوں ٹن بارود اور ان گنت میزائلوں کے مسلسل گرانے اور خام تیل بہانے سے ہوا ہے۔ اور امریکہ اور عراق کے ایٹمی اور کیمیاوی ہتھیار کے ممکنہ استعمال کی دھمکی سے ہونے والے نقصانات کا جائزہ لیا جائے اور اسکے مقابلے میں جنگ و جدل کی مقصدیت کا تعین کیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم دور جدیدیت کی تہذیب و تمدن کے بجائے عرصہ دراز پہلے ان ادوار کی طرف لوٹ چکے ہیں کہ جب "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" جنگل کا قانون رائج تھا" طاقت ور کمزور اور ناتواں پر صرف اپنی طاقت کے بل بوتے پر قبضہ جما کر بیٹھ رہتا تھا۔ اس جنگ کا ظاہر اور پس منظر اتنا پست، بودا اور شرمناک ہے کہ اس کا جواز بنا کر خود کشی تو کی جا سکتی ہے مگر پوری قوم کو ساتھ لے کر جنگ و جدل کا بازار گرم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہ امر بھی کم حیران کن۔ افسوسناک اور تعجب خیز نہیں کہ دونوں فریق میں سے کوئی بھی اصولی موقف اعلی و ارفع اقدار اور مقصدیت کے برعکس بالکل سطحی سوچ کج روی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر عراق کا جنگی موقف سرے سے ہی غلط و باطل ہے جسے بین الاقوامی اصولوں کی خلاف ورزی کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اگر کوئی آزاد، خود مختار اور

> **صدر صدام کا ساتھ دینا کویت پر اس کی جارحیت کو جائز قرار دینے کے مترادف ہے۔**

یا اقوام متحدہ کا رکن دوسرے آزاد و خود مختار اور اقوام متحدہ کے رکن ملک پر بلا جواز قبضہ جما لے تو پھر دنیا میں سیاسی آزادی، مساوات، رواداری، برابری، بھائی چارہ، امن دوستی، باہم امن و آشتی کے ساتھ مل جل کر رہنے کا تصور و قانون سب خواب و خیال بن کر رہ جائیں گے۔ اس کی جگہ ہوس گیری، حرص و طمع، خوف و ہراس، شک و شبہ اور بے یقینی کے سے ماحول میں زندگی جہنم بن کر رہ جائے گی۔ کوئی بھی طاقت ور ملک کسی وقت رات کی تاریکی میں یا دن دہاڑے اپنی طاقت کے زعم میں کسی دوسرے ملک پر غاصبانہ قبضہ جما کر اسے غلاموں کی سی زندگی گزارنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ اور جب چاہے مروجہ رسم و رواج، سیاسیات و اخلاقیات کی دھجیاں بکھیر سکتا ہے۔

اسی طرح مروجہ اصول و قوانین کے نام پر تفویض کردہ اختیارات کی آڑ میں قوموں کو رہائی دلانے کے بہانے پوری اقوام عالم کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے اصل مقصد کویت کو عراق کے غاصبانہ تسلط سے رہائی دلانے کو پس پشت ڈال کر ناجائز و بلا مقصد معصوم عراقی شہریوں اور عوام الناس کو تہہ و تیغ کرنے۔ عراق

کو نیست و نابود کرنے۔ اسے صفحہ ہستی سے یکسر مٹا دینے کا عزم لیکر میدان عمل میں کود پڑنا کہاں کی دانشمندی اور کون سا قانون ہے؟ بلکہ صریح خلاف ورزی اور اختیارات کا غلط استعمال اور اس سے تجاوز ہے۔ جس مقصد کے لئے عالمی برادری نے اتحادی فوجوں کو اختیارات سونپے تھے وہ یہ تھے کہ کویت کی آزادی میں اگر طاقت کا استعمال ناگزیر ہو تو اسے بھی بروئے کار لایا جائے۔ مگر اسے نہ صرف پس پشت ڈال دیا گیا ہے بلکہ اسے حل کرنے کا کوئی ارادہ اور نہ جلدی معلوم ہوتا ہے۔ اس کے برعکس یہ عالم اسلام کو تباہ و برباد کرنے کی بین الاقوامی سطح پر بڑی ہی گہری، گھناؤنی ایک سوچی سمجھی، منحوس اور پوشیدہ مقصد کی برآوری کی زبردست صیہونی سازش ہے۔ جس کا منطقی نتیجہ عربوں کو خداوند قدوس عزوجل کا عطا کردہ عطیہ خام تیل اور تیل کی مصنوعات کا زرخیز بیش بہا خزانہ اور دولت بے بہا پر کسی طور غاصبانہ قبضہ ہے۔ عالم اسلام کے لیے امن محبت و مرکزیت۔ وحدت مسلمہ کا مخزن۔ مرکز و منبع۔ اتحاد و اتفاق کا روشن مینار ہے۔ جس کی تقدس و ناموس پر جان نثار ہے۔ دنیا کی تمام جگہوں سے محترم ترین، معزز ترین اور عظمتوں والا، رحمتوں والا اور برکتوں والا گھر مکہ معظمہ یہیں واقع ہے۔ اسی طرح ہمارے پیارے نبی آخرالزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک یہیں مدینہ منورہ کی پاک سرزمین میں واقع ہے۔ ان عبادت گاہوں کی تقدس کو پامال کرنا۔ اخوۃ و اتحاد کو پارہ پارہ کرنا ہے۔ اور اس طرح لازوال نعمت عظمیٰ "ملت واحدہ کا شیرازہ بکھیرنا ان کا مدعا و مقصود ہے" خالص دینی ریاست کی جگہ ان کی آلہ کار حکومت کا قیام بھی ان کے مطمع نظر ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ ماضی میں بھی متعدد بار جسول اگر ابراہہ یہودی کی سازشوں کا

سعودی فرمانروا کے فرسودہ، روایتی غیر دانشمندانہ ناقص جنگی حکمت عملی نے عالم اسلام کو متفرق کر دیا ہے۔

عبرت ناک انجام دنیا کے سامنے ہے۔ اب جبکہ تمام مکتبہ فکر علمائے مشائخ، مسلم و غیر مسلم پر یہ منکشف ہو چکا، مصدقہ حقیقت ہے یہ جنگ لاحاصل ہے، عراق خود کو خواہ کتنے ہی ہلاکت میں ڈالے انجام کار اسے دنیا کے اصولی موقف کے سامنے گھٹنے ٹیکنا ہی پڑیں گے۔ اور جنگ سے اثرات تمام خلیجی ممالک پر یکساں مرتب ہوں گے پھر یہ کیسی بے حسی ہے؟ تمام عالم اسلام اور اقوام عالم کا فرض اولین تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ نہ صرف کویت بلکہ عراق کے معصوم شہریوں کے خون سے ہولی نہ کھیلیں۔

یہ بھی ناقابل تردید حقیقت اور مقام صد حیرت و عبرت ہے کہ ہر طرف مسائل کا انبار لگا ہے۔ نت نئے محاذ کھولے جا رہے ہیں۔ مگر یہ سب ناکردہ گناہوں کے آلہ کار مسلم ممالک ہیں۔ انڈونیشیا، الجزائر کی اسلام پسند حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا ہے۔ لبنان، فلسطین، افغانستان، پاکستان کو دولخت کر کے اس کی کوکھ سے جنم لینے والا بنگلہ دیش شدید سازشی عناصر کے نرغے میں ڈانواں ڈول ہے۔ سندھ کی مخدوش صورتحال، ہندوستان کے بے کس مسلمان اور بابری مسجد یہیں کویت سب ایک جیسے جارحیت کے شکار ہیں اور ایک ہی جیسی کہانی دہرائی جا رہی ہے۔ ان تمام حل طلب مسائل کا انبار مدتوں سے اقوام متحدہ کے سرد خانوں میں اور گمنامی میں پڑا ہوا ہے۔ جبکہ کویت کے معاملے میں کچھ زیادہ ہی جلد بازی، سرعت اور غیر معمولی دلچسپی کا مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔ اور ویٹو کی تلوار یہاں ان کا بال بھی بیکا نہ کر سکی۔ اب بہر حال میں بہر قیمت پر تمام عالم اسلام کو کمربستہ ہو جانا چاہیے۔ جنگ کو ہنوز طول دینا محض جان و مال کے ضیاع کے سوا اور کچھ نہیں۔ صدر صدام حسین کا ساتھ دینا کویت پر ان کی جارحیت کو جائز قرار دینے کے مترادف ہو گا۔ الگ رہنا امت مسلمہ کے لیے زہر قاتل سے کم نہیں۔ اس کی افرادی، مادی یا اخلاقی مدد سعودی عرب کی سرزمین پر اس کی پیشقدمی کو یقینی اور تقویت پہنچاتا ہے۔ اب قرائن و حالات بتا رہے ہیں کہ جنگ کا رخ کویت کی سرزمین کو آزاد کرانے کی بجائے جنگ کو براہ راست سعودی عرب کی سرزمین کے اندر لے جانا اور وہیں جنگ و قتل و غارتگری کا بازار گرم رکھنا ہے۔ اور کوئی مسلمان سرزمین عرب پر جنگ کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس لیے مسلمانوں کو فریق جنگ بننا کسی طرح مناسب نہیں۔ یہ بھی امر مصدقہ ہے گو کہ جنگ کا جواز سعودی عرب پر عراق کی ممکنہ جارحیت کا خوف اور کویت پر جارحیت کا منطقی نتیجہ تھا۔ مگر سعودی عرب کی فرسودہ، روایتی، غیر دانشمندانہ ناقص جنگی حکمت عملی سے آج عالم اسلام کو متحد و متفق کرنے کے بجائے منتشر، متفرق کر دیا ہے۔ اور یہ منصوبہ بندی کا نقصان پوری ملت اسلامیہ کو کسی بھی وقت خلفشار اور تباہی کی طرف لے جا سکتا ہے۔ کیونکہ جس طرح عراقی فوج کی کمان صدام حسین کر رہے ہیں اور تمام مسلمانوں پر کم از کم یہ بات واضح ہے کہ عراق کی مدد و معاونت ان کا مذہبی فریضہ ہے مگر دراصل امریکی حکومت کی مدد و معاونت ہو گی کیونکہ سعودی عرب اور کویتی حکومت کی طرف سے لڑنے والی فوج کی کمان خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز براہ راست نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ انہوں نے خلیج کی جنگ کے لیے اپنی سرزمین عطا کی اور ساماں حرب و ضرب کے لیے بے پناہ امداد اور اتحادی کمان میں افرادی قوت، جنگ کی اصل حکمت عملی، پالیسی، احکامات پر عمل درآمد امریکی صدر بش کی کمان میں ہے۔ تمام ملت اسلامیہ جو شاہ سعود کے ایک اشارے ابرو پر جان کی بازی لگانے پر تیار ہو جانے والے سخت پریشان اور مخمصے میں ہیں کہ اگر وہ اس وقت مادی، اخلاقی سپورٹ سعودی عرب کی کرتے ہیں تو اس کا مطلب براہ راست امریکہ کا ساتھ دینا ہے۔ مگر اس میں انہیں کوئی قباحت محسوس نہیں ہو رہی۔ بلکہ تمام عالم اسلام خوفزدہ، پریشان اور انگشت بدنداں اس بات پر ہیں کہ وہ غیر محسوس طریقے پر صیہونی سازش کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہودی لابی ان کی پیٹھ پر چھرا گھونپ چکا ہے۔ جس کا انہیں ابھی احساس نہیں۔ امریکہ پر یہودیوں کا مکمل کنٹرول ہے۔ اور اس طرح جنگ پر بھی وہی مسلط ہے۔

Scanned by CamScanner

(عبدالعزیز حنفی کراچی)

ارباب اقتدار کے نام کھلا خط

شمالی علاقہ جات کو شیعی ریاست بنانے کی خطرناک سازش

مملکت پاکستان مسلمانوں نے سخت جدوجہد اور عظیم جانی و مالی قربانیاں پیش کر کے حاصل کی ہے۔ اس کے حصول کو پورے تیس سال بھی نہ گزرے تھے کہ اس کا نصف حصہ اس سے الگ ہو گیا۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ یہ عظیم المیہ اندرونی غداروں اور بیرونی سازشیوں کا نتیجہ تھا۔ اس روح فرسا تجربہ کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بر وقت ہوشیار رہیں۔ اور پاکستان کی سالمیت اور آزادی کو نقصان پہنچانے والی داخلی و خارجی سازشوں کا تدارک بروقت کریں۔ اس وقت ہمارا ملک سخت خطرات میں گھرا ہوا ہے اور اس کی آزادی اور سالمیت سخت خطرے میں ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک گہری و سازش ہے جو آغاخانی شیعہ گروہ کر رہا ہے۔ جس کا مقصد روس کی امداد سے اس کے زیر اثر پاکستان کے ایک حصے میں اپنی ایک اسٹیٹ قائم کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم آپ لوگوں کے علم میں مندرجہ ذیل اطلاعات لانا ضروری سمجھتے ہیں۔

آغاخانی شیعہ سلطنت کیلئے خطہ ارضی کا انتخاب

منصوبہ کے تحت بدخشاں، شمالی افغانستان، ہنزہ، چترال، گلگت، واخان اور آزاد کشمیر کے کچھ حصے کو آغاخانی اسٹیٹ قائم کرنے کیلئے منتخب کیا گیا ہے۔ اور پرچم اور تاج بھی عرصے سے تیار رکھا ہوا ہے۔

سلطنت قائم کرنے کی تدبیریں

آغا خان اور اس کے پیرو اپنی سلطنت قائم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل تدبیریں کر رہے ہیں۔

1۔ آغا خان فاؤنڈیشن کو ایک مخصوص ایئر پورٹ بنانے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھا کر دیہاتی ترقی کے بہانے وہ وہاں روسی ہیلی کاپٹر قسم 212-412 جمع کر رہے ہیں۔ یہ اسی قسم کے ہیلی کاپٹر ہیں جو روس افغانستان میں مجاہدین کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔

2۔ آغا خانی شیعہ آبادی کے لحاظ سے اپنی ضرورت سے زائد جماعت خانے قائم کر چکے ہیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ جماعت خانوں کے اندر ہونے والے سب کام صیغہ راز میں رہتے ہیں۔ اور یہ لوگ کسی غیر کو ان کے اندر نہیں جانے دیتے۔ پھر جماعت خانے کے ساتھ ایک رضاکار تنظیم لازماً ہوتی ہے۔ جس کی نیم فوجی تربیت کی جاتی ہے۔

3۔ سرحدوں پر آغا خانیوں کو آباد کیا جا رہا ہے۔ بلکہ آباد کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ روس، افغانستان، ایران، چین، ہندوستان سے ملنے والی سرحدوں پہ یہ لوگ اپنی آبادی بڑھا رہے ہیں۔ اسی طرح کراچی، مکران، گوادر میں بھی آباد ہیں اور اپنی آبادی ان مقامات میں بڑھانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔

4۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسمٰعیلیوں کے ابتدائی دور میں فدائیوں نے کیا قیامت برپا کی تھی۔ اور اسلام کے خلاف کس قدر شدید فتنہ پیدا کیا تھا۔ اس وقت پھر آغا خان اور ان کے پیرو فدائی فوج تیار کر رہے ہیں جو انکے مخصوص جماعت خانوں میں تیار کی جاتی ہے۔

5۔ آغا خانی شیعہ پاکستانی فوج میں بکثرت بھرتی ہو رہے ہیں۔

6۔ سروس۔ پولیس۔ اور دیگر محکموں کے اہم اور کلیدی عہدوں پر اس گروہ کی خاصی تعداد فائز ہو چکی ہے۔

7۔ روس اور آغا خانیوں کے مضبوط تعلقات کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور شورش کے زمانے میں بنگال کے آغا خانی شیعوں نے روسی سفارتخانے میں پناہ لی تھی۔ روسی سفیر نے نہ صرف یہ کہ انہیں پناہ دی بلکہ اپنے اثر و رسوخ اور حکومت روس کی تربیت کو استعمال کیا جس کی وجہ سے اس سخت ہنگامے میں آغا خانی شیعہ بالکل محفوظ رہے اور اس خونریز و خونبار فضا میں کسی اسمٰعیلی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی نہ ہی کسی کا کوئی مالی نقصان ہوا۔

8۔ واخان (افغانستان) پر بسہولت روس کا قبضہ صرف اس لیے ہو گیا کہ وہاں صرف آغا خانیوں کی آبادی ہے۔ جنہیں افغانی مجاہدین کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں۔ انکے بجائے ان کی ہمدردیاں روس کے ساتھ ہیں۔

9۔ آغا خان گلگت کو چترال سے ملانے کیلئے سڑک تعمیر کروانے اور سرنگ بنوانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا مقصد اپنے منصوبے قیام سلطنت کو پورا کرنے اور روس سے امداد لینے میں سہولت پیدا کرنا ہے۔

10۔ روس سے تعلقات بڑھانے اور سازش میں مزید قوت پیدا کرنے کیلئے شیعہ راہنما آغا خان نے زیکوسلوویکیا کا دورہ کیا تھا۔ حالانکہ وہاں کوئی ان کا پیرو موجود نہیں اور کسی کمیونسٹ ملک میں سرمایہ کاری کا بھی کوئی امکان نہیں۔ اس دورے کا مقصد سوائے سازباز کرنے اور سیاسی مفاد حاصل کرنے کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

11۔ پاکستان کے تعلیمی اداروں کیلئے آغا خان نے امداد کی پیشکش اسی شرط پر کی کہ ان کا ایڈمنسٹریشن آغا خانیوں کے ہاتھ میں رہے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تعلیمی اداروں میں ہر طرف آغا خانی شیعہ چھا جائیں گے جو اپنے باطل مذہب کی تبلیغ و تدریس کر کے مسلمانوں کو مرتد بنا دیں گے۔ خصوصاً بچوں کو گمراہ کر کے نئی نسل کو کفر و طغیان میں مبتلا کریں گے۔

12۔ صحت عامہ کے اداروں پر بھی آغا خان نے اسی طرح امداد کا لالچ دے کر قبضہ کر لیا ہے۔ ان اداروں اور محکموں پر قبضہ کر کے وہ جو نقصانات دینی و دنیوی مسلمانوں کو پہنچا رہے ہیں وہ اپنی جگہ پر اس کے علاوہ اندیشہ ہے کہ وہ انکے بعد دوسرے محکموں، سول سروس وغیرہ پر قابض ہو کر پوری مملکت پاکستان پر قابض ہو جائینگے۔ اور

Scanned by CamScanner

مسلم مملکت معاذاللہ آغا خانی شیعہ سلطنت بن جائے گی۔

13۔ شاہراہ ریشم کی تجارت اور اسکے ذریعہ سے خود اس شاہراہ پر انھوں نے کنٹرول حاصل کر لیا ہے جو آسانی کے ساتھ کسی وقت فوجی کنٹرول میں تبدیل ہو کر چین سے ہمارا تعلق منقطع ہو سکتا ہے۔

14۔ آغا خان اور اس کے مخصوص کارکن پاکستان کے شمالی علاقہ گلگت وغیرہ کی طرف اپنے اپنے مبلغین اور تبلیغی وفود بکثرت بھیج رہے ہیں حالانکہ چند سال پہلے ان میں کوئی تبلیغی جذبہ نہیں معلوم ہوتا تھا اور نہ ہی اس سلسلہ میں انکے اندر کوئی سرگرمی دکھائی دیتی تھی۔

15۔ ابلاغ عامہ کی قوت اور تاثیر و اہمیت مسلمہ چیز ہے اسے بدخواہوں اور ملک و ملت کے مخالفوں کے ہاتھوں میں قطعاً نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن ہماری اطلاع یہ ہے کہ چند سال قبل حکومت نے آغا خان کو پاکستان میں صحافت و ابلاغ عامہ کا ایک بڑا ادارہ قائم کرنے کی اجازت دی ہے۔ جو یقیناً ملت اسلامیہ کے لیے بہت خطرناک ہے۔

16۔ حالات دیکھ کر ہمارا اندازہ یہ ہے کہ ایران بھی پوری طرح اس معاملے میں آغا خان کا مرید اور

[illegible]

اتحادی فوج کی کمان دراصل عربوں کے ازلی دشمن یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ مسلمانوں کو اس سازش سے بچانے کیلئے فوری اور فی الفور جنگ بندی لازمی اور اہم ترین ضرورت ہے۔ دوسری صورت میں اتحادی فوج کی کمان شاہ فہد بن عبدالعزیز کو خود سنبھالنا ہوگا۔ فی الفور جنگ بند کرائی جائے ورنہ مسلمانوں میں بلاوجہ امریکیوں کے خلاف نفرت و مزاحمت کی شدید لہر اٹھے گی یہ بھی صیہونی سازش کا ایک حصہ ہے۔ اس جنگ میں اسرائیل پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑھائی میں ہے۔ عربوں کی دولت سے عربوں کی تباہی و بربادی، بین الاقوامی افواج کی تباہی مگر ساتھ ہی مزہ یہ کہ اسرائیل مسلسل ناقابل تسخیر مسئلہ بنتا چلا جا رہا ہے۔ اس کے مقابلے پر عرب خس و خاشاک ۔ کسی کو عسکری قوت پنپتے نہیں دیکھ سکتا۔ افواج ہٹا ! [illegible] کو فی الفور سعودی

ہمدرد ہے۔ جس طرح وہ شام کے نصیریوں کی تائید کر رہا ہے۔

17۔ آغا خان اور ان کے پیرو کافی عرصہ سے شمالی علاقہ ڈسٹرکٹ دیامر میں اپنا اثر و رسوخ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جس پر وہاں کے سنی مسلمانوں نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا تو علماء کرام کو پولیس افسروں نے بے دردی سے شامل تفتیش کیا تھا۔ اگر حکومت کا وہی رویہ دیامر کے مسلمانوں کے ساتھ رہا تو آغا خان چترال کی طرح وہاں بھی معاذاللہ آغاخانی اکثریت بنانے میں کامیاب ہو جائے گا جو آج ایک واحد ڈسٹرکٹ ہے جس کی ٹوٹل آبادی سنی مسلمانوں پہ مشتمل ہے۔

مندرجہ بالا امور جو ہمارے علم کی حد تک بالکل صحیح ہیں۔ آپ جناب صدر پاکستان و وزیراعظم پاکستان کی خدمت میں پیش ہیں کہ ان کی تحقیق کیلئے ایک کمیشن مقرر فرمایا جائے۔ جس کے سب ارکان سنی ہوں اور اس میں شریعت کورٹ کے ایک یا دو جج بھی شامل ہوں۔ کمیٹی میں سنی علماء کی اکثریت ہو۔ تاکہ ان اطلاعات کی صحت و غلطی قطعی طور پر معلوم ہو جائے اور یہ صحیح ثابت ہونے پر اس حکیم

عرب اور کویت میں اکار دینا چاہیئے۔ تمام مسلم ممالک وقت ضائع کیئے بغیر فی الفور جنگ بند کرائیں۔ یا اتحادی فوج کی کمان مسلمانوں کے ہاتھ میں دی جائے۔ ورنہ مسلمانوں کو پستی و ذلت کی گہری غار میں گرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ کیا غربت، افلاس، بھوک، قرض ایک بھکاری، کشکول ہاتھ میں لیے تھامے ہوئی قوم کا مستقبل تابناک ہو سکتا ہے یا نہیں۔ مفلوک الحال قوم اپنی آزادی، خوددار نفس عزت نفس کی حفاظت کر سکتی ہے۔ ہوش میں آئیں راؤنڈ دی کلاک کام کریں۔ صحیح سمت میں بروقت اقدام کامیابی کا پیش خیمہ ہے۔ مجرمانہ خاموشی، مصلحت کوشی، کوتاہ اندیشی کے کیا معنی؟

کسی کام کی ابتداء خواہ کیسی ہی خوبصورت انداز میں حسب حال اور پرستائش ہو۔ اگر مستقل مزاجی سے اسے اس کے منطقی انجام تک پہنچانے کے بجائے بیچ میں ادھورا چھوڑ دیا

حضرات کو رفع کرنے اور مستقبل میں اس کا سد باب کرنے کیلئے اقدام فرمایا جائے۔

آخر میں ہم درخواست کنندگان سے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آغاخانی شیعہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں رکھتے اور بالکل کافر خارج از اسلام ہیں۔ یہ اسلام کے بنیادی عقیدے توحید کے بھی منکر ہیں اور حضرت علیؓ کو (اللہ) مانتے ہیں۔ اللہ بصورت انسان کہتے ہیں۔ اپنے امام آغاخان کی عبادت کرتے ہیں۔ اور انہیں اللہ بصورت آدمی کہتے ہیں۔ ختم نبوت کے بھی منکر ہیں۔ ان کا کلمہ الگ ہے۔ جس کا ایک جزو "اشہد ان علی اللہ (معاذاللہ) بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں "میں گواہی دیتا ہوں کہ علی اللہ ہیں" العیاذ باللہ۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے خلاف اسلامیہ باطل عقیدے رکھتے ہیں۔ نماز روزے کے بھی قائل نہیں۔ مسلمانوں کی طرح سلام بھی نہیں کرتے بلکہ یا علی مدد کہتے ہیں۔ بجائے السلام علیکم کے۔

ظاہر ہے جن کا عقیدہ اسلام کی بنیاد پر نہ ہو وہ اسلام کے مطابق کوئی بھی کام کیسے کر سکتا ہے۔

جائے تو سارا عمل بے مقصد دولت اور وقت کا ضیاع تصور کیا جائے گا۔ وزیراعظم پاکستان نے مسلمانوں کی امنگوں کے عین مطابق ایک اچھا اقدام کیا ہے۔ وہ خود آگے بڑھکر جہد مسلسل اور خدا بعد اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل صدا آرہی ہے۔ کہ اے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیراعظم اور ہونہار سپوت۔ اٹھو اور امت مسلمہ کی مدد کو شتاب پہنچو کہ ان کی آہ و بکا حضرت محمدؐ کو مضطرب و بے کل کئے ہوئے ہے۔ اخوت، اتحاد، اخلاق کے ہتھیاروں، بے لوث خلوص دل و نیت سے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر میدان عمل میں کود پڑو۔ فوری جنگ بندی یا اس کا مل بھروسہ کرتے ہوئے خلیج کی جنگ کو بہتر انجام کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ حجاز مقدس، اور روضہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی کمان شاہ سعود کو دی جائے وقت کم اور کام سخت۔ اللہ حامی و ناصر ہو۔

اصحاب رسول کے پروانوں پر کیا گذر رہی ہے۔

محمد مسعود زرگر (ریتڑہ تونسہ)

گذشتہ محرم الحرام کے موقع پر قصبہ ریتڑہ ظالم شیعہ غنڈوں کے ہاتھوں خون میں نہلایا گیا۔ 4 محرم کو ساری رات اصحاب رسول پر رافضی غلام حیدر اور غلام فرید ملتانی کے گھر لاؤڈ سپیکر پر غلیظ کیسٹوں پر مشتمل تبرا بازی ہوتی رہی۔ واضح رہے کہ ریتڑہ میں شیعہ مذہب کے صرف چند گھرانے ہیں پانچ محرم کو انتظامیہ کے نوٹس میں صورتحال لائی گئی اور سنی مذہب کے لوگ مسجد میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔ مولانا عبدالستار اور عبدالمجید کی سربراہی میں ایک وفد تھانہ میں بھیجا گیا معاہدہ طے کیا گیا کہ لاؤڈ سپیکر بند کر دیے جائیں۔ اور باہر سے کوئی شیعہ ریتڑہ میں نہیں آئے گا تاکہ امن وامان میں خلل نہ پڑے۔

ظلم کی انتہا یہ ہے مولانا عبدالستار قیصرانی اور عبدالمجید کو اسی وقت تھانہ میں پابند کر دیا گیا۔ اس وقت تک وہ پولیس کی تحویل میں ہیں۔ مزید ظلم یہ کہ ان پر قتل کے دفعات لگا کر جیل میں پابند سلاسل کر دیا گیا ہے۔

بدطینت رافضی

بدطینت رافضی فدا حسین ساتھی اور مشرف شاہ نے اردگرد کے شیعوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ ریتڑہ کے مذہبی گھرانوں پر مسلح حملہ کرانا چاہتے تھے۔ چھ محرم کو قاتلوں کے اس منصوبے کی باقاعدہ اطلاع انتظامیہ کو دی گئی۔ انتظامیہ انجمن سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو مطمئن کرتی رہی لیکن خود غیر مطمئن تھی۔ چھ محرم کے دن قصبہ نارمی سے شیعہ فورس کے مسلح غنڈے ٹریکٹر ٹرالیوں پر ریتڑہ پہنچ گئے۔ پولیس سٹیشن پر شیعہ غنڈوں کو روک دیا گیا اور پولیس کی نگرانی میں انہیں واپس نارمی جانے کیلئے بھیجا گیا۔ ڈی ڈی مجسٹریٹ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ انتظامیہ کے مسلح دستے خود اسسٹنٹ کمشنر تونسہ موقع پر موجود تھے۔ پُرامن شہریوں پر حملہ کرانے میں انتظامیہ ملوث رہی۔

رافضی غنڈے

رافضی غنڈے پولیس کو جل دے کر یا سازباز کر کے بستی ملکان والے راستے سے ریتڑہ میں داخل ہو گئے۔ اصحاب رسول کے پروانے عصر کی نماز پڑھنے کے بعد تھانے کی جانب جا رہے تھے کہ نارمی سے آنے والے غنڈوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ نہتے مسلمان شدید مجروح ہوئے۔ دوسری کمک غنڈوں کی امام بارگاہ سے بھی پہنچ گئی۔ جن میں ملاں فدا حسین اور مشرف شاہ بندوقوں سے مسلح تھے۔ بیچارے سنی کٹ و خون میں نہلا دیے گئے۔ آسمان کی طرف دیکھ کر قدرت خداوندی سے امداد کے طالب رہے فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔ شیعہ غنڈوں کے اپنے ہی اسلحہ اور لاٹھیوں سے دو مرتد واصل جہنم ہوئے۔

اس خون آلودہ واقعہ میں نارمی کے مشہور غنڈے اقبال حسین اور منظور حسین کی موت واقع ہو گئی دس سنی شدید مجروح ہوئے۔ وقوعہ کے آدھ گھنٹے بعد انتظامیہ پہنچ گئی وقوعہ کی جگہ میدان جنگ کا نقشہ پیش کر رہی تھی مظلوم سنی موت و حیات کی کشمکش میں اسی میدان میں پڑے ہوئے تھے اور رافضی غنڈے میدان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔

خونی ظلم کی انتہا

اس وقت شروع ہوئی جب مظلوم سنیوں کو طبی امداد کیلئے تونسہ ہسپتال لایا گیا تو رافضی غنڈوں نے موت و حیات میں مبتلا سنیوں پر حملہ کر دیا غضب کی انتہا یہ رہی سنت رسول کی توہین کی گئی داڑھیوں کو نوچا گیا آنکھیں نکالنے کی غرض سے جوتوں کی نوکوں سے چہرے پر حملے کئے گئے

بداللہ شہید

نہ ماس ی پہرہ داری کی غرض سے ڈا... ہسپتال آیا تھا کو اتنا مارا گیا کہ تین ماہ تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد اللہ کو پیارا ہو گیا۔

سانحہ تونسہ ہسپتال

تونسہ ہسپتال کا ایک اور زخمی غلام حیدر رند ابھی تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔

ستم در ستم

سابق ممبر خواجہ داود نے سیاسی طاقت کی بناء پر مظلوم سنیوں کے خلاف غلط ایف آئی آر کے تحت قتل کا مقدمہ درج کرایا جس میں شریف النفس لوگوں کو ملوث کیا گیا جن کا جرم صرف یہی ہے کہ وہ مذہبی حلقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس وقت جو مظلوم سنی گرفتار ہیں ان میں ایسے بھی ہیں جو سرے سے ریتڑہ میں موجود ہی نہیں تھے فیض محمد ریتڑہ وقوعہ سے ہفتہ پہلے تبلیغی جماعت سے گیا ہوا تھا اور وقوعہ کے دن فیصل آباد میں تبلیغی فرائض انجام دے رہا تھا غلام شبیر قالنگو گورنمنٹ ڈیوٹی پر تھا مولانا معاویہ صاحب ریتڑہ میں موجود ہی نہیں تھے دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ ایف آئی آر میں ملوث محمد اسلم نے آج دن تک ریتڑہ نہیں دیکھا۔

انتہائی اہم معلومات پر مشتمل کتاب
چالیس کفریہ عبارات
مؤلف
قاری عطاء الرحمن شہباز
ھدیہ ۔/۲۵ روپے
ملنے کا پتہ:۔ اشاعۃ المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد
بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے ۲۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ روانہ فرمائیں!

Scanned by CamScanner

زباں میری ہے بات اُنکی

حسین احمد مدنی (طارق آباد خانیوال)

1۔ مخالف مجھے جسمانی طور پر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ (بے نظیر)

یہ الزام زرداری صاحب پر لگاتیں تو بہتر تھا۔

2۔ انتخابی وعدہ پورا کریں ہر شخص کی تنخواہ 3 ہزار ہونی چاہیے۔ (فخر زمان)

اس لیے کہ پی پی پی نے بھی اپنے تمام وعدے پورے کر دیے تھے؟

3۔ مستقائی کا پہاڑ کمرم کر دیا ہے اور تمام مفاد پرست خاموش ہیں۔ (بے نظیر)

آپ کی آواز کیا کم ہے؟

4۔ امریکہ کے تمام مفادات جہنم میں جائیں گے۔ یہودی اور عیسائی کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ (قاضی حسین احمد)

زندگی میں پہلی جرأت کی بات کی ہے۔

5۔ مولانا سمیع الحق مستعفی ہو گئے۔ (ایک خبر)

یقین نہیں آتا۔

6۔ میں نہ پیسہ کھاؤں گا نہ کھانے دوں گا۔ (نواز شریف)

ہر کوئی یہی بات کہتا ہے۔

7۔ عوام پر پھانسی دینا غیر مہذب سزا ہے اور اس سے زمانہ جاہلیت کی عکاسی ہوتی ہے۔ (بے نظیر)

اگر بلاول کو ایک ماہ کے لیے اغوا کر لیا جائے تو۔۔۔؟

8۔ دس وفاقی سیکرٹریوں کو تبدیل کر دیا گیا۔ (ایک خبر)

پیسے کم کھاتے تھے اس لیے!

9۔ شریعت بل پاس نہ کیا گیا تو وزارت چھوڑ دوں گا۔ (عبدالستار خان نیازی)

پانچ سال کی مدت کا الٹی میٹم بھی دے دیں۔

10۔ صادق گنجی کا خون مسلمانوں کو بڑی قوت بنانے کا موجب بنے گا۔ (وانیں)

شاید اسی لیے خلیجی جنگ شروع ہو گئی ہے۔

11۔ صادق گنجی کے قتل میں انجمن سپاہ صحابہ ملوث ہے۔ (ایرانی نائب وزیر خارجہ)

مولانا حقنواز جھنگوی کے قتل میں ایران ملوث ہے۔

12۔ اگلے الیکشن کیلئے نہیں عوام کی خدمت کیلئے آیا ہوں۔ (نواز شریف)

سب یہی کہتے ہیں مگر۔۔۔

13۔ آج سڑک پر مجرا ہو گا۔ (ڈی ایس پی کا رقاصاؤں کو حکم)

اسلامی نظام کے لیے راہیں ہموار ہو رہی ہیں؟

14۔ کسی بھی جرم میں سزائے موت کے خلاف ہوں (بگٹی)

اپنے بیٹے کے قاتلوں کے خلاف بھی یہی موقف ہو گا؟

15۔ میں بے نظیر کو اپوزیشن لیڈر دیکھنا چاہتا ہوں۔ (نواز شریف)

وہ تو آپ کو اسمبلی ممبر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتیں۔

16۔ لوگ دھوکے میں نہ رہیں ہماری پہلی ترجیح ترقی اور دوسری نفاذ شریعت ہے۔ (چودھری شجاعت)

پہلے سال منشور بدل دیا ہے؟

17۔ جھوٹ نہیں بولوں گا۔ تھوڑی سی پیتا ہوں۔ (جام صادق)

مسٹر بھٹو کو بھی اسی کی سزا ملی تھی۔

18۔ رشدی نے اسلام قبول کر لیا۔ (ایک خبر)

وہ تو پہلے شیعہ تھا۔

19۔ جتوئی بچہ ہے اور نہ نواز شریف اتنا کچا ہے مخالف ہمیں نہیں لڑا سکتے۔ (جام صادق)

اور نہ ہی جام اتنا کچا ہے۔

20۔ جام صادق کو سب سے معافی مانگ لینی چاہیے۔ (مولانا عبدالقادر آزاد)

اب آپ کے فتوے کہاں گئے؟

پاکستان میں سنی شیعہ فساد کی سازش ہو رہی ہے۔ (الطاف حسین)

اصل میں عوام سنی شیعہ جنگ سے تنگ آ گئے ہیں

مولانا حق نواز کے قتل کے اصل محرکات سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ (حکومت پنجاب)

نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن

مولانا ایثار قاسمی کے قتل کے لئے ایرانی کمانڈوز کی آمد ہے۔ (حکومت کا انتباہ)

جناب آپ بتا سکتے ہیں تو پکڑنے کے لئے آپ کے ہاتھ کس نے روکے تھے؟

مولانا ایثار قاسمی کو شہید کر دیا گیا۔

یہ صحابہ کا مشن ہے اس میں مولانا حق نواز کی طرح ہر کارکن جان دینے کو تیار ہے۔

مولانا ایثار قاسمی کا قتل سیاسی ہے (ساجد نقوی)

ہے نہیں! بنا دیا ہے۔

ہمیں شریعت بل منظور نہیں شریعت محمدی کا نفاذ چاہتے ہیں۔ (ساجد نقوی + ولی خان)

شریعت بل میں شریعت محمدی ہی ہے مگر متعہ اور تقیہ والی شریعت یا بے پردگی والی شریعت محمدی نہیں

مولانا ایثار القاسمی صاحب کا قتل سنی شیعہ فسادات کی سازش ہے (قاضی حسین احمد)

مولانا حقنواز کا قتل افسوسناک ہے (فیصل صالح حیات)

لو سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی

مولانا حق نواز کا قتل اسلام کو ختم کرنے کی سازش ہے (تحریک نفاذ فقہ جعفریہ)

لو بی مینڈکی کو بھی زکام ہو گیا

میری الیکشن کی ہار میں فرشتوں کا ہاتھ ہے۔ (پیر پگاڑا)

اہلبیت کو ایک جھٹکا ہی کافی ہے۔

میں بے قصور ہوں مجھے خواہ مخواہ پھنسایا جا رہا ہے (بے نظیر)

پی پی پی بکا قلعہ کے متاثرین اور غریبوں کا دل کھول کر دیکھ تو سہی۔

13۔ ذوالفقار علی بھٹو سچے مسلم اور اسلام کے علمبردار تھے (نصرت بھٹو)

اسی لئے تھوڑی سی پیتے تھے؟

14۔ ایرانی صدر نے تین ماہ کے لئے ایرانی (شمیاں حلال کر دیں (ایک خبر)

اور ان سے پیدا ہونے والے بچے شیعہ امت کے امام ہوں گے؟

Scanned by CamScanner

امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی نے فرمایا

تحریر سے اقتباسات

چادر، چادر، تطہیر آیۃ تطہیر

مرتب عبدالمجید قریشی جھنگ لاہور

امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بہاولپور کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

اس کائنات میں اس وصف میں ابوبکرؓ تنہا ہے جس پر لوگوں کو محمد رسول اللہ ہونے کا شبہ ہوا۔ تو ہو رہے۔ ناواقف لوگوں کو جو آقا کو جانتے پہچانتے نہ تھے۔ دیکھا ہوا نہیں تھا نبوت کے علامات سے واقف نہیں تھے کہ پیغمبر کس قسم کے حسن و جمال کے لائق ہوتا ہے۔ اس وصف سے واقف نہ تھے آج پہلی ملاقات تھی اور اس پہلی ملاقات میں جس پہ محمد رسول اللہ ہونے کا مغالطہ ہو گیا وہ تنہا ابوبکرؓ ہے ہجرت کر کے گئے ہیں غار چھوڑی ہے۔ مدینہ پہنچے ہیں بیٹھ گئے ہیں لوگ ناواقف ہیں آتے چلے گئے کوئی محمد رسول اللہ کو پہلے سلام کرتا ہے کوئی ابوبکرؓ کو پہلے سلام کرتا ہے۔ مغالطہ میں سلام کرتا ہے کہ شاید محمد رسول اللہ ہیں نہ رسالت مآبؐ روکتے ہیں کیا کر رہے ہو نہ صدیقؓ روکتے ہیں کیا کر رہے ہو۔ وحی کے آنے میں بھی دیر نہیں لگتی تھی۔ نہ وحی آئی ہے کہ میرے رسول منع کر لوگوں کو صدیقؓ کو رسولؐ سمجھ کر پہلے سلام کر رہے ہیں۔ یہ سلسلہ کچھ دیر جاری رہا۔ سورج چڑھتا ہے۔ دھوپ لگتی ہے۔ صدیقؓ چادر لے کر مجرم ہو جاتا ہے۔

حکمت تھی جس کے لئے رسولؐ چپ ہے

حکمت تھی جس کے لئے وحی چپ ہے

حکمت تھی جس کے لئے صدیقؓ چپ ہے۔

سارے آئے گئے مغالطہ پڑ گیا۔ دھوپ لگی ہے۔ صدیقؓ کہہ سکتا تھا۔ چادر تان دو ہم تمہارے مہمان جیسے ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہم مہمان ہیں فلاں انتظام کر دو۔ تو صدیقؓ نے کیوں نہ کہا۔ مدینہ کے لوگوں سے۔ دھوپ لگ رہی ہے۔ تمہارے پاس انتظام نہیں ہیں۔ نہیں کہا کسی کو۔ خود چادر لے کر آقا کے پاس کھڑے ہو گئے ہیں۔ بخاری شریف کے الفاظ فعرف الناس میرے الفاظ نہیں بخاری کے الفاظ ہیں لوگوں نے کانوں کو ہاتھ لگائے یہ نوکر ہے وہ آقا ہے۔ صدیقؓ اس قدر رنگ میں رنگا گیا تھا۔ خدا کی قسم صدیقؓ میں وہ حسن نہیں جو محمدؐ میں ہے، نہیں ہے یقیناً نہیں ہے۔ میرا ایمان ہے۔ صدیقؓ میں وہ کمالات نہیں ہیں جو محمد رسول اللہ میں ہیں۔ نہ کوئی مسلمان یہ مان سکتا ہے۔ نہ میں یہ کہہ رہا ہوں نہ کہہ سکتا ہوں۔ بات صرف اتنی ہے کہ صدیقؓ کچھ اس طرح نبوت کی سنگت میں ڈھل گیا تھا کہ بعض ناواقف لوگوں کو سرسری نگاہ میں بادی النظر میں مغالطہ پڑ گیا۔ لیکن فوراً کہا جا سکتا تھا۔ کیا کر رہے ہو کہ یہ نوکر ہے آقا تو میں ہوں۔ مغالطے میں اس کو سلام کیوں کر رہے ہو۔ نہیں روکا نہیں منع کیا۔ چادر صدیقؓ نے خود تان دی ہے۔

حکمت کیا تھی کہ وحی چپ ہے۔ حکمت کیا تھی کہ رسولؐ چپ ہے حکمت کیا تھی کہ صدیقؓ چپ ہے۔

حکمت یہ تھی کہ کل ایک وقت آئے گا کہ لوگ چادر، چادر کی بات کریں گے (جھنگوی شہید نے اس بات پر پر درد لہجہ میں فرمایا کاش جھنگ ہوتا۔ کاش لکھنو ہوتا) لوگ کل چادر، چادر کی بات کریں گے۔ لوگ کل تطہیر کی بات کریں گے لوگ کل آیۃ تطہیر کی بات کریں گے تو اس وقت فیصلہ ہو جائے گا ایک چادر وہ تھی جو محمد رسول اللہ کی ہے اور علیؓ کے سر پہ آئی ہے۔ حسنؓ کے سر پہ آئی ہے۔ حسینؓ کے سر پہ آئی ہے۔ زہرہؓ کے سر پہ آئی ہے۔ چادر وہ بھی مقدس ہے لیکن جو چادر آج آقا کے سر پہ آ رہی ہے یہ کیا ہے۔

نبوتؐ چادر ڈالتی ہے بچوں پر

نبوتؐ نے چادر ڈالی ہے بچوں پر۔ حسنؓ بچہ۔ حسینؓ بچہ۔ زہرہؓ بچی۔ علیؓ بچہ۔ نبیؐ نے چادر ڈالی ہے بچوں پر

منصب، تمام، منزلت سے ہٹ کر خونی رشتہ کے لحاظ سے بات کر رہا ہوں کہ وہاں بھی باپ بچوں پر چادر ڈال رہا تھا اور یہاں بھی باپ بچوں پر چادر ڈال رہا ہے۔ جس نے بچی دی ہو۔

عمر کے لحاظ سے چھوٹا ہو تب بھی باپ ہے۔

مقام کے لحاظ سے چھوٹا ہو تب بھی باپ ہے۔

علم کے لحاظ سے چھوٹا ہو تب بھی باپ ہے۔

حسن کے لحاظ سے کم ہو تب بھی باپ ہے۔

عقل کے لحاظ سے کم ہو تب بھی باپ ہے۔

شہید ناموس اصحابؓ رسولؐ نے فرمایا

اگر پاکستانی شیعہ اور پاکستانی حکمران طبقہ مجھ پر اس سے نالاں ہے کہ میں خمینی کو کافر کہہ رہا ہوں تو مجھے بتلاؤ کہ جس خمینی نے حضرت عمر فاروقؓ اعظم کو فاتح قیصر کسریٰ کو اس نے فتح ہی نہیں بلکہ فاروقؓ نے قیصر کو جوتے کی نوک پر رکھ کر یوں اڑا دیا تھا جیسے کہ فٹبال میدان میں فٹبال کھیلا جاتا ہے۔ اس فاروقؓ کو اس داماد مصطفیٰ کو اس مراد مصطفیٰ کو اس بیت المقدس کے فاتح کو خمینی انہیں کافر لکھے اور تم اسے شیخ الاسلام کہو میرا دین تھا اور ہے، ایمان تھا اور ہے، عقیدہ تھا اور ہے کہ جس خمینی نے فاروقؓ کو کافر لکھا ہے اس کو دن میں ہزار مرتبہ کافر کہنا میرا ایمان ہے۔

اگر تحفظ ناموس فاروقؓ اعظم کے عوض مجھے بیڑی پہنائی جاتی ہے تو سر بچشم قبول ہے یہ بھی کہتا ہوں۔ پاکستان کے تمام ڈپٹی کمشنروں سے کہ ایک دن قیامت کا بھی آتا ہے آج ہماری راہیں روکتے ہو ہو سکتا ہے پل صراط پر صدیقؓ تمہاری راہ روک لے کس جرم میں مارتے ہو؟ کس جرم میں راہیں روکتے ہو؟ کس جرم میں پابندیاں لگاتے ہو؟ میں سنی ڈپٹی کمشنروں اور سنی سپاہیوں اور سنی اہلکاروں سے کہتا ہوں کہ عائشہؓ تمہاری بھی ماں ہے میری بھی ماں ہے میں اس کے دوپٹے کے تحفظ کی جنگ لڑتا ہوں تم اگر اس انداز میں جنگ نہیں لڑ سکتے ہو تو راہ نہ روکو۔

اقتباسات از خطاب اوکاڑہ

تنویر احمد طاہر کھاوڑ کلاں

Scanned by CamScanner

سگِ شیعہ
چشم دید حقیقت

عبداللطیف رند۔ ڈگری

بالا عنوان دیکھ کر شاید آپ چونک جائیں گے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ جب انسان گمراہی کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو پھر اس کیلئے ہدایت و گمراہی میں تمیز کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کی قوم جب گمراہ ہوئی تو ایک بچھڑے کی پوجا کو عبادت قرار دیا اور اس بچھڑے کو اپنا معبود بنا لیا اس طرح مشرکین مکہ نے بتوں کو معبود بنا لیا اور شیعوں نے گھوڑے کو امام حسینؓ سے نسبت دے کر تقریباً معبود بنا لیا۔ اور میں بچپن سے شیعہ کو گھوڑے کے سامنے جھکتا ہوا دیکھتا رہا مگر اس وقت میں حیران ہو گیا جب شیعہ کو ایک کتے کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور وہ بھی ایک مردہ کتا۔ یہ کوئی افسانہ نہیں بلکہ روزِ روشن کی طرح ایک حقیقت ہے۔ جسے میں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے۔ قارئین کرام۔ صوبہ بلوچستان کے ضلع ٹکھی میں جیکب آباد سے تقریباً 150 کلومیٹر جنوب مغرب کی طرف واقع ایک چھوٹا سا شہر گنداواہ ہے جہاں اکثریت سنیوں کی ہے اور وہاں شیعہ بھی رہتے ہیں اور شیعوں کا ایک ملنگ بھی وہاں رہتا تھا جس کو شیعہ لوگ پیر بخاری صاحب کہا کرتے تھے اور پیر بخاری کتوں کا زبردست شوقین تھا خصوصاً ایک کتے سے بہت محبت کرتا تھا اور پھر شیعہ لوگ بھی اس کتے سے محبت کرنے لگے جب پیر بخاری کا انتقال ہو گیا تو شیعوں نے اس کو گنداواہ سے شمال مشرق کی طرف واقع قبرستان میں دفنا دیا وہ قبرستان شہر سے 2 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور پھر شیعہ کہنے لگے کہ اب یہ کتا ہمارا پیر ہے کیونکہ پیر بخاری شاہ اس سے بہت محبت کرتے تھے اور اس کے ساتھ کھانا تک اکٹھے کھاتے تھے لہذا یہ کتا ہمارا پیر ہے اور پھر کتے کی پوجا شروع کر دی گئی۔ اور ایک دن وہ کتا بھی مر گیا تو شیعوں نے باقاعدہ اس کو غسل دے کر کفن پہنا کر اپنے پیر بخاری کے پہلو میں دفنا دیا اور پھر پیر اور کتے پر گنبدوں والی مزار تعمیر کرائی گئی اور ان کی قبریں پختہ کرائی گئیں اور اب وہاں لوگ جو کہ شیعہ ہیں نیاز کی دیگیں چڑھاتے ہیں اور دونوں پر پھولوں کی چادریں چڑھاتے ہیں۔ مگر تعجب یہ ہے کہ جب اندر داخل ہوتے تو پہلے کتا کو چاروں طرف سجدہ کر کے پھر پیر بخاری کو چار سجدے کرتے ہیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور جو منع کرتا ہے اس کو کہتے ہیں کہ تو گستاخ ہے اور ملاؤں کے چکر میں آگیا ہے۔ اور جب بارش نہیں ہوتی تو شیعہ لوگ ایک کالی گائے لے جا کر وہاں ذبح کر کے اس کا گوشت بانٹ کر کھاتے ہیں اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب برسات ہو گی اور جب اس کے باوجود بھی برسات نہیں ہوتی تو کہتے ہیں کہ پیر اور اس کا خلیفہ (کتا) ناراض ہو گئے ہیں کیونکہ ملا لوگ ان کی گستاخی میں تقریریں کرتے ہیں۔ اور راقم الحروف خود دو بار وہاں گیا اور لوگوں کو دیکھا کہ پہلے کتے کو چار سجدے اور پھر پیر بخاری کو چار سجدے اور کچھ لوگ صرف ان کو بوسہ دیتے ہیں ظلم یہ ہے کہ سمجھانے پر ناراض ہوتے ہیں شاید اللہ نے ان کے دلوں کانوں اور آنکھوں پر پردے ڈال رکھے ہیں اس لئے ان پر تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

الراقم عبداللطیف رند۔ بلوچ کالونی ڈگری ضلع تھرپارکر

میں نے ایران میں دیکھا؟

(احمد [illegible])

گزشتہ سال جب ایران میں عذاب الٰہی وارد ہوا۔ لاکھوں انسان لقمہ اجل بن گئے۔ دیگر ممالک کی طرح پاکستان نے بھی انسانی ہمدردی کے ناطے خطیر مالیت کا سامان ایران روانہ کیا تو سامان کے ساتھ مجھے بھی ایران جانے کا موقع ملا۔ ایران پہنچنے پر ہمیں ایک خاص ہوٹل میں ٹھہرایا گیا۔ سرکاری سطح پر ہماری خوب آؤ بھگت ہوئی۔ ہمیں یہ بات بڑی عجیب محسوس ہوئی۔ کہ اگرچہ پاکستان کی طرح وہاں کرایہ پر ٹیکسیاں ملتی ہیں۔ لیکن عورتوں اور مردوں کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ ہم چار لڑکے روڈ پر کھڑے تھے۔ ہمیں ایک ٹیکسی کی ضرورت تھی۔ اتفاق سے ادھر ٹیکسی آئی فرنٹ سیٹ پر ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ہمارے اشارے پر ٹیکسی رکی تو ٹیکسی ڈرائیور نے ہمارے ایک ساتھی کو آگے اس نامعلوم عورت کے ساتھ اور باقی تین کو پیچھے بٹھا لیا۔ یہ بات دیکھ کر ہمارے ذہن میں ایران کا جو اسلامی نقشہ تھا وہ فوراً ملیامیٹ ہو گیا۔ پارکوں میں عورتیں نیم برہنہ حالت میں پھرتی ہیں۔ کسی اجنبی عورت کے ساتھ فوٹو بنوانا۔ یا گپ شپ لگانا معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ حیاء اور پردہ صرف پروپیگنڈہ کی حد تک محدود ہے۔ سرکاری اداروں میں زیادہ تر عورتیں کام کرتی ہیں۔ متعہ کے نام پر زنا عام ہے۔ ان لوگوں نے زنا کے کئی مخصوص نام رکھے ہوئے ہیں۔ ہمیں بھی ایران میں مدت قیام تک شادی کی آفر ہوئی تھی۔

شیعہ کے لیڈر خمینی کے مقبرہ پر بھی جانا ہوا۔ مقبرہ کا نقشہ خانہ کعبہ کی طرز پر بنایا گیا ہے۔ جہاں رات دن لوگ طواف کرتے ہیں۔

عیدالضحٰی ہمیں ایران میں ہی گزارنا پڑی۔ ہم نے قربانی کیلئے ایک گائے خریدی ~~دوسرے دن عید تھی~~۔ ہم وہ گائے ایک ایرانی کی تحویل میں دے کر مطمئن ہو گئے۔ دوسرے دن ہم گائے کے بارے میں پوچھا پہلے تو اس نے کہا تم نے گائے کس مقصد کیلئے خریدی تھی۔ ہم نے قربانی کے متعلق بتایا تو کہنے لگا۔ اتنے لوگ مر رہے ہیں کیا یہ قربانی کافی نہیں۔ وہ گائے تمہیں نہیں مل سکتی۔ ہم اپنے کام میں مشغول ہو گئے تو زبردست زلزلہ آیا۔ ہم نے فوراً کلمہ شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ اس پر قریب کھڑے ہوئے سپاہی ہنسنے لگے۔ ہم نے افسوس کیا تو کہنے لگے یہاں تو روزانہ زلزلے ہیں۔ باتوں باتوں میں سپاہی نے بتایا کہ وہ سنی ہوں۔ لیکن ایران کے قانون کے مطابق خوفزدہ ہوں۔ یہاں کوئی بھی شخص اپنے آپ کو سنی نہیں کہلوا سکتا ہے۔ اس شخص نے ہمارے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا کہ خدا کا واسطہ میرا سنی ہونا کسی کو نہ بتایا جائے۔

فیصل آباد کی ڈائری

خالد عمران

1991ء کا پہلا مہینہ جنوری انجمن سپاہ صحابہؓ کے لئے بظاہر ایک اور صدمے کا مگر درحقیقت جھنگوی شہید کے قافلے کیلئے ایک عظیم سنگِ میل چھوڑ گیا۔ 10 جنوری کو نائب سرپرست انجمن سپاہ صحابہ ممبر قومی اسمبلی حضرت مولانا ایثار القاسمی کی شہادت تھی جس کی خبریں۔ تجزیے اور حقائق منظر عام پر آرہے ہیں اسی احتجاج کے سلسلے میں فیصل آباد میں انجمن سپاہ صحابہ اراکین راقم سمیت گرفتار کرلئے گئے یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

2 فروری 1991ء کو مرکزی قیادت کے فیصلے کے مطابق ملک بھر کے اضلاع کی طرح فیصل آباد میں بھی انجمن سپاہ صحابہ کے کارکنوں نے صبح گیارہ بجے خاموش مظاہرے کا آغاز کیا مظاہرین کی قیادت ضلعی صدر رائے عبدالخالق، سینئر نائب صدر (راقم) سیکرٹری جنرل سلطان علی مقبول، شہری نائب سرپرست حاجی شفیق احمد۔ شہری صدر مولانا محمد رفیق حاجی ملک اختر رسول صاحب نے کی مظاہرین کے ہاتھوں میں کتبے اور بینر تھے جن پر ایک ہی مطالبہ درج تھا۔ "ایثار القاسمی شہید کے قتل میں نامزد ملزم ساجد نقوی کو گرفتار کرکے شامل تفتیش کیا جائے۔"

شرکاء نے گھنٹہ گھر کے ارد گرد دائرہ بنایا پھر پانچ منٹ کے بعد دو قطاروں میں 400 کارکن پرامن اور خاموش مارچ کرتے ہوئے ضلع کچہری کی طرف چل پڑے بیرون کچہری بازار چوک میں کچھ دیر رکنے کے بعد ضلع کونسل کے سامنے والے گیٹ سے ضلع کچہری میں داخل ہوئے۔ ضلع کچہری کا چکر لگا کر ڈپٹی کمشنر کے دفتر کے سامنے رک گئے۔ پندرہ منٹ بعد ڈپٹی کمشنر کی غیر موجودگی میں اسسٹنٹ کمشنر نادر اعجاز نے یک نکاتی مطالبہ پر مشتمل یادداشت وصول کی یہاں مولانا رفیق حاجی کی ہدایت پر پرامن اور خاموش مظاہرہ اختتام پذیر ہوا۔ فیصل آباد کے شہری اور کاروباری حلقوں نے انجمن سپاہ صحابہؓ فیصل آباد کو اس پرامن اور خاموش مظاہرہ کی کامیابی پر مبارکباد پیش کی۔

14 فروری 1991ء بروز جمعرات مرکزی سیکرٹری جنرل انجمن سپاہ صحابہ پاکستان جناب یوسف مجاہد فیصل آباد کے تنظیمی دورے پر تشریف لائے۔ مدرسہ فیض محمدی خالد آباد میں کارکنوں کی کثیر تعداد سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے جماعت کو یونٹ کی سطح پر مضبوط کرنے پر زور دیا اور کہا کہ یونٹ ایک بنیاد ہے اگر بنیاد مضبوط ہوگی تو شہری، ضلعی، صوبائی اور قومی سطح تک جماعت کو تقویت ملے گی۔ انہوں نے 50 پچاس روپے کے سالانہ ٹکٹ جاری کیے جو ضلعی صدر رائے عبدالخالق نے وصول کیے۔

18 فروری کی رات غلام محمد آباد میں مقامی سکول کے ہیڈ ماسٹر کو دو افراد نے گولی مار دی۔ مقتول کا تعلق شیعہ سے تھا۔ 19 فروری کو رات ساڑھے گیارہ بجے راقم کے گھر پولیس کی بھاری تعداد نے چھاپہ مارا۔ راقم گھر موجود نہ تھا پورے گھر کی تلاشی لی گئی۔ اس سے پہلے پولیس حاجی شفیق احمد شہری نائب سرپرست حافظ محمد اشرف غلام محمد آباد کے سالار عبدالجبار۔ بلال حبشی یونٹ کے صدر ملک اختر رسول اور مشہور تاجر حاجی اکرم بیگ کے گھروں میں اسی قسم کے اقدامات کرکے انہیں گرفتار کرچکی تھی راقم شہر میں ہونے کے باوجود گرفتاری سے بچ گیا۔ اب تک پولیس سپاہ صحابہ کے 18 کارکنوں کو بلاوجہ گرفتار کرچکی ہے۔

20 فروری کو تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی ذیلی تنظیم ایجوکیشنل کونسل نے اپنی اس دھمکی کو عملی جامہ پہنایا کہ اگر 20 فروری کو احتجاجی ہڑتال نہ ہوئی تو شہری اپنے جان و مال کے خود ذمہ دار ہوں گے 20 فروری بدھ کا دن فیصل آباد میں ہونے والی احتجاجی ہڑتالوں اور مظاہروں کی گذشتہ ساری تاریخ کو شرما رہا تھا۔ شیعہ غنڈوں نے بھوانہ بازار کچہری بازار، کارخانہ بازار اور بیرون سرکلر روڈ پر معصوم شہریوں کی املاک کو زبردست نقصان پہنچایا۔ اور دوران جلوس بے دریغ فائرنگ کی گئی۔ گھنٹہ گھر کے ارد گرد کا علاقہ کباڑ خانے کا منظر پیش کر رہا تھا۔ رکشہ اور دیگر لوکل ٹرانسپورٹ کو بری طرح نقصان پہنچایا گیا۔ ایک موٹر سائیکل جلا دیا گیا۔ اس تمام توڑ پھوڑ کے باوجود ایک بجے کے بعد تمام شہر کے دوکانداروں اور تاجر طبقے نے اپنی کاروباری مصروفیات کا بھرپور آغاز کرکے عملی طور پر یہ ثابت کردیا کہ فیصل آباد سنیت کا شہر ہے۔ شیعہ کی تمام تر جارحیت اور غنڈہ گردی کے باوجود ہڑتال نہ ہونا اس بات کی دلیل تھی کہ خاموش سنی اکثریت غفلت کی نیند سے بیدار ہونا شروع ہوگئی ہے۔

دوسری طرف انتظامیہ پرچہ نامزد نہ ہونے کی بناء پر پکڑ دھکڑ کرتی رہی اور تادم تحریر فیصل آباد میں سپاہ صحابہؓ کے گھروں پر رات کی تاریکی میں چھاپے اور دن کو گرفتاریاں جاری ہیں اور ایک ہی رخ پر کیس کو ڈال کر اصل قاتلوں کو محفوظ پناہ گاہوں میں پہنچنے کا موقعہ دے دیا گیا ہے۔ دوسری طرف شیعہ بھی اس کیس کی آڑ میں فیصل آباد کو آگ اور شعلوں کے اس الاؤ میں جھونکنا چاہتا ہے۔ جس کا دائرہ پنجاب سے نکل کر پورے ملک میں پھیل سکتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ انتظامیہ شیعہ کے اس سازشی جال میں پھنس کر واقعی ایسے حالات پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے یا اس قتل کی تفتیش صحیح رخ پر کرکے اپنی گذشتہ ناکامیوں کا داغ دھوتی ہے۔ جہاں تک انجمن سپاہ صحابہ کا تعلق ہے تو تاریخ گواہ ہے کہ کبھی بھی سٹیج پر انجمن کی طرف سے تشدد کا مظاہرہ نہیں کیا گیا۔ امیر عزیمت شہید اور جرنیل سپاہ صحابہ ایثار القاسمی شہید ہر اسٹیج پر خواہ وہ مسجد کا منبر ہو یا پشاور کا چوک یادگار۔ ریل بازار جھنگ ہو یا قومی اسمبلی کا ایوان یہی بات دہراتے رہے کہ ہم دلائل کے ساتھ شیعہ کا کفر ثابت کرتے ہیں خواہ دنیا کی کسی عدالت، پنچائیت یا اسمبلی میں آجاؤ لیکن شیعہ ان کے اس دعوی اور چیلنج کو قبول تو نہ کرسکا مگر انہیں اپنے رستے سے ہٹانے میں کامیاب ہوگیا موجودہ سرپرست اعلی حضرت مولانا ضیاء الرحمان فاروقی اور دیگر مرکزی قائدین بھی اس بات کا بارہا اظہار کرچکے ہیں کہ ہمارا مقصد ملک میں قتل و غارت گری اور امن و امان کی صورتحال کو مخدوش بنانا نہیں بلکہ ہمارا مشن ارض وطن میں آنحضرت کی ختم نبوت۔ خلفاء راشدینؓ کی عظمت و صداقت اصحاب رسول کی ناموس اور امہات المومنینؓ کی عصمت کا تحفظ۔ اخلاقی اور آئینی راستے پر چل کر دلانا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

پشاور کی ڈائری

بشیر الحق

۔2 فروری بروز جمعۃ مرکز کے فیصلے کے مطابق سپاہ صحابہ کے ورکروں نے پشاور میں ایک پرامن خاموش احتجاجی مظاہرہ کیا اور ڈپٹی کمشنر پشاور کو اس کالم کے دوسری طرف تحریر مطالبات پر مشتمل یادداشت پیش کی۔

ڈپٹی کمشنر نے مظاہرین کو یقین دلایا کہ ان کے جذبات سے آج ہی حکام بالا کو مطلع کر دیا جائے گا۔

۔انجمن سپاہ صحابہؓ پشاور کی طرف سے مرکزی سرپرست اعلیٰ علامہ ضیاء الرحمن فاروقی کو کشمیری حریت پسندوں کے لئے مبلغ تیس ہزار روپے کا چیک پیش کیا گیا جو پشاور کی انجمن کے کارکنوں نے چوک یادگار پشاور میں کشمیری مجاہدین کی امداد کے لئے ایک کیمپ میں یہ رقم جمع کی تھی۔ اس موقع پر علامہ فاروقی نے پشاور کے کارکنوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

۔انجمن سپاہ صحابہؓ پشاور کے خازن محمد تسلیم کی تائی اور جنرل سیکرٹری حاجی آفتاب احمد کے بہنوئی انتقال کر گئے ہیں۔

انجمن سپاہ صحابہؓ ان دونوں حضرات کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور مرحومین کے لئے مغفرت کی دعا اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔

۔انجمن سپاہ صحابہؓ فقیر آباد وارڈ کے زیر اہتمام پندرہ روزہ تربیتی پروگرام منعقد ہوئے علاقہ کی تمام مساجد میں بعد از نماز عشاء پروگرام منعقد ہوئے جس میں مسلمانوں کو فضائل صحابہؓ اور عقائد دشمنانِ صحابہؓ سے آگاہ کیا گیا۔ اس موقع پر انجمن سپاہ صحابہؓ سے مکمل تعاون کا یقین دلایا گیا۔

مطالبات

(1) قائد اہلسنت علامہ حق نواز جھنگوی شہید اور علامہ ایثار القاسمی شہید کے قاتلوں کو فوراً پھانسی دی جائے۔

(2) جھنگوی، قاسمی شہداء قتل سازش بے نقاب کی جائے۔

(3) پاکستان کو سنی اسٹیٹ قرار دیا جائے۔

(4) اصحابؓ رسولؐ، اہلبیتؓ رسولؐ کے خلاف غلیظ لٹریچر لکھنے والوں کو سزاء موت دی جائے۔

(5) خلفاء راشدینؓ کے ایام سرکاری طور پر منائے جائیں اور ان ایام پر عام تعطیل کا اعلان کیا جائے۔

(6) ملک بھر میں سپاہ صحابہؓ کے قائدین اور کارکنوں پر قائم مقدمات خارج کئے جائیں۔

متحدہ عرب امارات

حافظ بشیر احمد چیمہ

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے دونوں دھڑوں کا اتحاد ملک و ملت کے بہی خواہوں اور اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش کرنے والوں کیلئے ایک عظیم خوشخبری ہے۔ جس سے اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششوں کو زبردست تقویت ملے گی اس پر ہم جمیعت اہل السنۃ والجماعۃ متحدہ عرب امارات کی طرف سے جمیعۃ علماء اسلام پاکستان کو دل کی گہرائیوں سے زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ خاص کر جمیعۃ کے مرکزی راہنماؤں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی۔ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر۔ مولانا محمد اجمل خان۔ مولانا مفتی احمد الرحمان۔ مولانا فضل الرحمن۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ مولانا محمد اجمل قادری اور مولانا زاہد الراشدی کی خدمت میں دل کی گہرائیوں سے ہدیۂ تبریک و تحسین پیش کرتے ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس اتحاد کو ملک و ملت کیلئے بہتری کا ذریعہ بنائے۔ اور اسلامی نظام کے نفاذ اور اس کی سربلندی کیلئے اس مرکزی کردار کی ادائیگی کا ذریعہ بنائے جو اس تاریخ ساز جماعت کا طرۂ امتیاز ہے۔ جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ متحدہ عرب امارات کے ان راہنماؤں نے جن میں جمعیۃ کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسحق المدنی۔ امیر مرکزی حضرت مولانا محمد نسیم، مولانا خلیل الرحمان، مولانا امیر محمد جان، مولانا محمد اسماعیل عارف اور حافظ بشیر احمد چیمہ کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں نے مولانا سمیع الحق اور جناب قاضی عبداللطیف وغیرہ سے بھی پرزور اپیل و گزارش کی کہ وہ حضرت درخواستی کی امارت میں متحدہ جمعیت میں شامل ہو کر اسے عظیم منشور اور نصب العین کے حصول کیلئے مشترکہ اور متحدہ کوششیں کریں اور آئندہ کیلئے کسی قسم کے انتشار و خلفشار کو موقع نہ دیں۔

حاجی غلام فرید کو شہید کر دیا گیا

انجمن سپاہ صحابہ کراچی کے فعال کارکن نوید بھائی کے والد محترم حاجی غلام فرید کو شیعہ دہشت گردوں نے کلاشنکوف کا برسٹ مار کر شہید کر دیا۔ حاجی غلام فرید کو ان کے لڑکے کی سپاہ صحابہ کیلئے انتھک محنت اور خدمات کی سزا دی گئی ہے۔ نوید بھائی کراچی میں انجمن سپاہ صحابہ کے سرگرم کارکن ہیں۔ انہیں کئی بار خطوط اور ٹیلی فون کے ذریعے قتل کی دھمکیاں دی گئیں لیکن اصحاب رسول کا یہ نوجوان عاشق سب دھمکیوں سے بے نیاز ہو کر سپاہ صحابہ کے مشن کے تکمیل میں سرگرم رہا۔ آخر کار 22 جنوری صبح فجر کے وقت نوید بھائی کے والد کو جو گھر سے موٹر پر نماز کیلئے جا رہے تھے کلاشنکوف کا برسٹ مار کر خون میں نہلا دیا گیا۔

کراچی سے خیبر بلکہ پوری دنیا سے سپاہ صحابہ کے کارکن نوید بھائی کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کے خداوند کریم حاجی غلام فرید کو جنت میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائیں شکریہ۔

مفت مشورہ برائے خدمت خلق — بچے کی لئے کامل تیار شدہ دوائیں

• جسمانی ذہانت قد کا شہ، طاقت خون وجگر بڑھانے کے لئے • جسم کو مضبوط، سمارٹ، خوبصورت وطاقتور بنانے کے لئے • تمام مردانہ زنانہ وبچوں کی امراض کے لئے • روزانہ کی سیر دودھ، گھی، گوشت، فروٹ ہضم کرنے کے لئے • تمام پرانی بیماریوں کے لئے چالیس سال کی تجربہ شدہ مجرب خریدا دیسی دواؤں کو [illegible] جواب کے لئے جوابی لفافہ یا اس کی قیمت ارسال کریں ورنہ جواب نہ دیا جائے گا۔

حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان

چوک غلام محمد آباد فیصل آباد پاکستان پوسٹ کوڈ 38900
فون نمبر دکان 384840 اور نمبر رہائش 384795

سپاہ صحابہؓ کی کامیابی کا راز

سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں سے چند باتیں

تحریر۔ مولانا سعید احمد ثاقب تونسوی

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ اگر بنظر غائر اس تنظیم کی مختصر عمر کو دیکھا جائے تو غیر ارادی طور پر انسان کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس ملک میں بڑی بڑی جماعتیں بنیں اور ان جماعتوں نے ایڑی چوٹی کے زور لگائے۔ سرمائے لٹائے۔ ذرائع ابلاغ سے تشہیر کی لیکن مسلسل جدوجہد کے باوجود بھی ان جماعتوں نے وہ کامیابی حاصل نہ کی جس کی انہیں توقع تھی۔ آخر

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کی اس کم عمر تنظیم نے مختصر و محدود مدت میں بے سروسامانی کے عالم میں بغیر وسائل و ذرائع کے اتنی بڑی کامیابی اور شہرت کیسے حاصل کر لی۔ آیئے ذرا اس راز کو تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ جب ہم اور آپ جستجو کریں گے تو ہمیں معلوم ہو گا کہ اس جماعت کی بنیاد اخلاص و استقلال اور ایثار پر قائم ہے۔ اور اس کی بنیادوں میں امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی کی انتھک جدوجہد اور استقامت و ایثار اور ان کا مقدس خون شامل ہے۔ قائد شہید کے بعد جانشین امیر عزیمت حضرت مولانا ایثار القاسمی شہید نے اپنے قائد مولانا حق نواز شہید کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مندرجہ بالا نکات پر عمل کر کے ہمارے لیے راہ متعین فرما دی۔ آج سپاہ صحابہؓ کے ہر کارکن کی خواہش و تڑپ یہ ہے کہ ہماری جماعت جلد کامیابی سے ہمکنار ہو لیکن یہ کامیابی تب حاصل ہو گی جب ہم کامیابی کے اصولوں کو اپنائیں گے۔ میں مختصر طور پر سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کو جماعت کی کامیابی کے بنیادی اصولوں سے متوجہ کرانا چاہتا ہوں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر انشاءاللہ ہماری منزل قریب تر ہو جائے گی۔ ان اصولوں میں سے:

1۔ خلوص نیت

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں سب سے پہلے یہی حدیث درج فرمائی کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اگر نیت درست ہے تو عمل باعث کامیابی ہے۔ اگر نیت میں فتور ہے تو عمل بیکار ہے لہذا سپاہ صحابہؓ کے ہر کارکن کیلئے یہ بات لازمی ہے کہ وہ اپنی نیت درست کرے جماعت کا کام محض نمود و نمائش یا کسی دنیاوی مفاد کے حصول کے لیے مت کرے اور نہ ہی عقل و شعور میں یہ بات سوچے کہ چلو عہدہ مل جائے گا۔ اخبارات میں بیان آجائے گا یا کبھی الیکشن لڑنے کیلئے کوئی ٹکٹ مل جائے گا یا لیڈر بن جاؤں گا۔ یا یہ سوچے کہ لوگ مجھے مجاہد کہیں میرا چرچا اور شہرت خوب ہو۔ غرض ریاکاری کی کوئی بھی قسم اگر کسی کارکن کے ذہن میں ہو تو اس کا سپاہ صحابہؓ میں کام کرنا نہ تو جماعت کیلئے سودمند ثابت ہو گا اور نہ ہی اس کے اپنے لیے بہتر ہو گا کیونکہ اسے کسی عمل کا اجر اسے حاصل نہ ہو گا۔ ان تمام چیزوں کو ذہن و شعور سے نکال کر صرف اور صرف رضائے الٰہی عشق رسالت حب اصحابؓ رسولؐ کے جذبہ سے سرشار ہو کر جماعت میں شمولیت اختیار کریں اور خلوص نیت سے کام کریں اور میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ خلوص تبلیغی جماعت والوں سے سیکھیں کہ انہیں جب بھی کہیں مناسب موقع ملتا ہے وہ اپنی دعوت شروع کر دیتے ہیں۔ آپ اگر کسی محفل میں مناسب موقع پائیں تو اپنا منشور اپنے احباب و رفقاء میں احسن انداز سے بیان کرنا شروع کر دیں۔ اس سے انشاءاللہ رائے عامہ کافی حد تک ہموار ہو گی۔ اگر کسی شہر یا کسی بستی اور علاقہ میں صرف ایک مخلص کارکن بھی موجود ہو تو انشاءاللہ وہ اپنے خلوص کی بدولت اکیلا جماعت کا کام کر سکتا ہے۔

2۔ استقلال و ایثار

خلوص نیت کے بعد اس راستے میں کئی رکاوٹیں آئیں گی۔ مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور پھر آگے چل کر یہی مصائب و تکالیف انسان کیلئے باعث نجات ہوں گے کہیں ایسا نہ ہو کہ گرفتاری کے خدشے سے یا جھوٹے مقدمہ میں ملوث ہونے کے خوف سے آپ کے اور ہمارے پائے استقلال میں لغزش آجائے۔ اس میدان میں اپنے قائد شہید کی زندگی کے ان لمحات کو مدنظر رکھئے جب ان پر بیک وقت بیسیوں جھوٹے مقدمات صرف اس لیے قائم کیے گئے کہ ان کے پائے استقلال میں لغزش آجائے اور جو کام انہوں نے حب اصحابؓ رسولؐ کے جذبہ سے سرشار ہو کر شروع کیا ہے۔ چھوڑ دیں۔ لیکن ہمارے قائد نے اپنی جان پر کھیل کر واضح کر دیا کہ جان دی جا سکتی ہے لیکن اصحابؓ رسول کی محبت دل سے نہیں نکل جا سکتی۔ اس لیے ہر کارکن اپنے آپ کو ہر قسم کی قربانی کیلئے مستقیم رہ کر ہر وقت تیار رکھے۔ کیونکہ ایثار و قربانی کے بغیر کوئی جماعت کامیاب نہیں ہوتی۔ لوگ قتل چوری اغواء آوارہ گردی کے مقدمات میں ملوث ہو کر جیلوں میں جاتے ہیں اگر ہم عظمت صحابہؓ اور حب صحابہؓ کیلئے جھوٹے مقدمہ میں ملوث ہو کر جیل جائیں تو اس سے بڑی سعادت ہمارے لیے اور کیا ہو سکتی ہے۔

3۔ نظم و ضبط

مذکورہ اصولوں کے علاوہ کامیابی کا ایک اہم راز ڈسپلن یعنی نظم و ضبط کی پابندی میں مضمر ہے۔ جس طرح مذکورہ بالا باتیں اہم ہیں اسی طرح تحریک کے ہر موڑ پر نظم و ضبط کی پابندی ضروری ہے۔ آپ ذرا سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرتے ہوئے غزوۂ احد پر نظر دوڑائیں کہ مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہو گئی لیکن چند صحابہؓ کرام نے جنہیں سرکار دوعالمؐ نے فرما کر ایک گھاٹی پر متعین کیا کہ یہاں سے ہٹنا نہیں۔ صرف اس غلط فہمی کا شکار ہو کر کہ آپ کا فرمان صرف جنگ کی کامیابی تک کا تھا۔ نظر و

ضبط کی چھوٹی سی خلاف ورزی کی جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو سخت ہزیمت اٹھانی پڑی اور یہ بات اطاعت امیر کے زمرے میں آتی ہے۔ کہ امیر جماعت جو حکم دے جب تک حکم دے اس کی تعمیل ضروری ہے۔ حکم چاہے مقامی امیر کا ہو یا مرکزی امیر کا ہو اسے ہر حال میں پورا کرنا چاہیے۔ اور اس بات کی خلاف ورزی بہت دیکھنے میں آتی ہے کہ جب کوئی جلسہ یا جلوس اور مظاہرہ ہوتا ہے۔ تو اس میں نہ تو نظم وضبط کا احترام کیا جاتا ہے اور نہ ہی اطاعت امیر کی جاتی ہے بس جو سمجھ میں آتا ہے کر گزرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے پوری جماعت کا نقصان اور پروگرام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ وجہ یہ ہوتی ہے کہ کچھ لوگ بھیس بدل کر سپاہ صحابہؓ کے پروگراموں میں گھس آتے ہیں جن کی خبر کسی کو نہیں ہوتی۔ پہلی بات تو مقامی امیر کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ پروگرام کے آغاز میں پروگرام سے متعلق ہدایات ۲۰ ، اور ۵۰ پر مشتمل سے علاوہ آمد کرائیں اور کچھ رضاکار ایسے متعین کیے جائیں جن کے ذمہ یہ ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ دوران پروگراموں صرف مشکوک افراد کی نقل و حرکت پر نظر رکھیں۔ نیز ہر کارکن کیلئے ضروری ہے کہ وہ پروگرام کے اختتام تک امیر کی ہدایات پر عمل کریں اور اپنے جذبات کو شر پسند عناصر کے اکسانے پر قابو میں رکھیں۔ کیونکہ جماعت کے دشمن ایسے موقعوں سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں تاکہ افراتفری پھیل جائے اور پروگرام درہم برہم ہو جائے اور لاء اینڈ آڈر کا مسئلہ پیدا ہو جائے اور جماعت کے مقاصد بری طرح متاثر ہوں اور سپاہ صحابہؓ بدنام ہو۔ لہذا ایسے موقعوں پر ایسے افراد کی تخریبی کاروائیوں کو ناکام بنا دیں اور امیر جماعت کا حکم جو بھی ہو چاہے آپ کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس کی تعمیل کریں۔ کیونکہ امیر کی بات میں کوئی نہ کوئی حکمت مصلحت ضرور ہوگی۔ اس پر قرآن حکیم سے ایک واقعہ بطور مثال پیش کر کے اپنے تحریر کر سمیٹتا ہوں۔ طالوت اور جالوت کا واقعہ دوسرے پارے کے آخری رکوع میں موجود ہے۔ جب طالوت نے جالوت پر لشکر کشی کی تو شدت گرمی کا موسم تھا۔ طالوت نے کہا جو کوئی جوان زور آور اور بے فکر ہو وہ ہمارے ساتھ چلے۔ مفسرین نے لکھا کہ کہ اسی ہزار نوجوان تیار ہو گئے۔ طالوت نے ان کو آزمانا چاہا ایک منزل میں پانی نہ ملا۔ دوسری منزل میں ایک نہر ملی۔ طالوت نے حکم کر دیا کہ جو ایک چلو سے زیادہ پانی پیے وہ میرے ساتھ نہ چلے صرف تین سو تیرہ ان کے ساتھ رہ گئے۔ باقی سب جدا ہو گئے۔ اور جنھوں نے زیادہ پانی پیا ان کو اور زیادہ پیاس لگی اور وہ آگے نہ چل سکے اب اس حکم میں اگرچہ انہیں سمجھ میں نہ آیا کہ طالوت کا زیادہ پانی پینے سے روکنے کا مقصد کیا ہے۔ مگر جب چلنے سے پیٹ پھول گئے اور چلنے سے قاصر ہو گئے تو انہیں یہ حکم سمجھ آیا۔ لہذا ان تمام باتوں پر اگر صدق دل سے عمل کی کوشش کی جائے تو انشاءاللہ سپاہ صحابہؓ کی کامیابی قریب سے قریب تر ہوتی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

وما علینا الا البلاغ المبین

ایران کی شیعہ حکومت کو اسلامی حکومت لکھنے والے اخبار چوکوں میں نذر آتش کیے جائینگے

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی 20 فروری محمدی چوک کراچی میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ ۱۱ فروری کو ایرانی انقلاب کے بارے میں پاکستان کے جن اخبارات نے خصوصی ایڈیشن شائع کئے جنہوں نے خمینی کو اسلام کا رہنما اور رہبر لکھ کر اپنے قارئین کی اکثریت کے عقائد کو مجروح کیا ہے۔ مولانا فاروقی نے کہا ان کی جماعت بہت جلد پاکستان کے تمام اخبارات کے سامنے خمینی کی تمام کتابوں کے فوٹو لیکر ان کے کفریہ عقائد پر مشتمل ایک یاداشت پیش کرے گی یہ یاداشت ممبران اسمبلی فاروقی اور صوبائی حکومتوں سربراہوں کو بھی بھیجی جارہی ہے یہ یاددشت لیکر انجمن کے تمام صوبائی صدر اور جنرل سیکرٹری کے وار قومی اور علاقائی اخبارات کے ایڈیٹر

حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کو کھلے کافر لکھنے والے کو اسلام کا علمبردار کہنا کروڑوں اہلسنت کے جذبات کو پاؤں تلے روندنے کے مترادف ہے

اور نامور صحافیوں کو خمینی کے عقائد کفریہ سے آگاہ کریں گے۔ اگر اس کے بعد بھی کسی اخبار نے ایران سے رعایہ لیکر خمینی کو اسلامی علمبردار قرار دیا اور اس کے کفریہ عقائد کے مطابق پاکستان کے دس کروڑ اہلسنت کے جذبات کو مجروح کیا تو انجمن سپاہ صحابہؓ ملک بھر کے ایسے اخبارات کو چوراہوں اور بازاروں میں آگ لگائے گی مولانا ضیاء الرحمن فاروقی نے کہا ہم ایک لمحہ کیلئے بھی اب فریق خاموشی سے برداشت نہیں کر سکتے کہ جو شخص کھلے عام حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو کافر لکھ رہا ہے اسے پاکستان میں یا اسلام کا ہیرو قرار دے، مولانا فاروقی نے کہا آئندہ سال ۱۱ فروری سے قبل ہم ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ڈائرکٹروں کو بھی اس سلسلے میں اپنے جذبات سے آگاہ کر دیں گے۔

میرے قائد مولانا حق نواز جھنگوی شہید نے فرمایا تھا جس خمینی نے فاروق اعظمؓ کو اصلی کافر اور زندیق لکھا ہے۔ اسے دن میں ہزار مرتبہ کافر کہنا میرا ایمان ہے۔

Scanned by CamScanner

مولانا ایثار القاسمی کی شہادت پر

علماء برطانیہ کا احتجاج

پاکستانی ہائی کمشنر کے نام خصوصی یادداشت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پاکستان میں اہل سنت والجماعت کے نظریات کی ترجمان جماعت "انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان" کی یکے بعد دیگرے مقتدر شخصیات کا قتل انتہائی سنگین معاملہ ہے اور ایسی صورت حال کا مزید برداشت ہونا قابو سے باہر ہے۔ نیز انجمن سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کے خلاف مقدمات اور ان کی گرفتاریاں بھی قابل مذمت اقدام ہیں۔ انجمن کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پاکستان کے معزز ترین ادارہ "قومی اسمبلی" کے رکن اور انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے سرپرست مولانا ایثار القاسمی کی ایوان میں قتل کے خطرہ سے پیشگی اطلاع کے باوجود پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت کی غفلت نہایت افسوسناک امر ہے۔ اور اس پر جتنے بھی غم و غصہ کا اظہار کیا جائے وہ کم ہے۔

لہذا ہم اراکین وفد جمعیۃ علماء برطانیہ مولانا ایثار القاسمی کے قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے جناب کی وساطت سے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ

1۔ مولانا ایثار القاسمی کو شہید کرنے کے لئے گولیاں چلانے اور چلوانے والے تمام مجرموں کو جلد سے جلد گرفتار کیا جائے۔

2۔ مولانا کے قاتلوں کو خصوصی عدالت کے ذریعہ فی الفور عبرتناک سزائیں دی جائیں۔

3۔ مولانا قاسمی کے قتل کی سازش میں ملوث تمام مجرموں کے بھیانک چہروں کو بے نقاب کیا جائے۔

4۔ ایرانی نائب وزیر خارجہ کی طرف سے انجمن سپاہ صحابہؓ پر پابندی کے مطالبہ پر پاکستان حکومت اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت پر ایران سے شدید احتجاج کرے۔

5۔ ڈائریکٹر خانہ فرہنگ لاہور صادق گنجی کے قتل کے فوری بعد مولانا ایثار القاسمی کا قتل یقیناً ایک انتقامی کاروائی کا نتیجہ ہے نیز ایرانی رہنماؤں کے بیانات کی روشنی میں ایرانی حکومت کے ایماء پر مذکورہ واقعہ کا وقوع ہونا اظہر من الشمس ہے، لہذا شیعہ تنظیموں کے رہنماؤں و سرپرستوں کو بھی شامل تفتیش کیا جائے۔

ہم توقع رکھتے ہیں کہ جناب ہمارے جذبات کو من و عن حکومت پاکستان تک پہنچاتے ہوئے۔ حق و انصاف کی بالادستی اور مظلوموں کو ان کا حق دلانے میں اہم ذریعہ ثابت ہوں گے۔

قاری تصور الحق سیکرٹری اطلاعات جمعیۃ علماء برطانیہ ----------

مولانا سید محمد سلیم سیکرٹری شریعت کونسل ----------

مولانا محمد قاسم صدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم برمنگھم ----------

قاری حق نواز حقانی خطیب اسلامک کلچرل سوسائٹی والسال ----------

قاری محمد نذیر ربانی امام مسجد عمرؓ سپارک بروک ----------

ضیاء الدین سیکرٹری انجمن نقیب الاسلام واشولڈیننہ ----------

محمد اعظم پاشا سیکرٹری اطلاعات جمعیۃ برمنگھم ----------

حاجی تاج محمد صدر مدرسہ اشاعت القرآن ریڈنگ ----------

مولوی لیاقت علی سیکرٹری مسلم کلچرل سوسائٹی برمنگھم ----------

حاجی اکبر خان۔ مسلم ویلفیئر سنٹر برمنگھم ----------

گنگا سے زم زم تک (قسط ۶)

نومسلم ہندو کی داستان

میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ رسم مکمل کرنے کے بعد پنڈت نے اعلان کیا کہ محمد علی اب رام چندر ہو گیا ہے۔ یہ اعلان سن کر ہندو خوشی سے ناچنے لگے۔ مٹھائی تقسیم کی گئی اور ہندو ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔

میرے لیے یہ فیصلہ غیر متوقع ہی نہیں بلکہ تکلیف دہ بھی تھا۔ مرنے کے لیے میں تیار ہو چکا تھا اور ہندو جس طرح کی زندگی مجھے دینا چاہتے تھے وہ مجھے قبول نہیں تھی۔ میں رام چندر بن کر ایک لمحہ بھی نہیں گزارنا چاہتا تھا اور محمد علی بن کر ہزار بار بھی موت کو گلے لگانے کو تیار تھا۔ میرے لیے زندگی کے یہ لمحات پہلی تمام اذیتوں سے بھی زیادہ اذیت ناک تھے۔ ان کی مبارک بادیں اور خوشی کے قہقہے میرے سینے میں خنجر کی تیز نوک بن کر چبھ رہے تھے۔ میں زیادہ دیر برداشت نہ کر سکا اور اعلان کر دیا: "ہندوؤ! سن لو تم لوگ مجھے دوبارہ ہندو نہیں بنا سکتے۔ میں خدائے واحد کو چھوڑ کر پتھر کے تراشے ہوئے بتوں کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہو سکتا۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں۔ مجھے مسلمانوں کے پاس جانے دو۔" یہ کہنا تھا کہ انہوں نے پھر مجھے مارنا شروع کر دیا۔ وہ وقفوں وقفوں سے مارتے رہے یہاں تک کہ رات ہو گئی۔

رات کو انہوں نے مجھے مندر کے اندر بند کر دیا اور تالے لگا کر سارے ہندو اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ مندر میں بند کرتے وقت پنڈت نے کہا: "تم بھگوان کے دشمن ہو، تم بھگوان کی شکتی کے منکر ہو، تم ہمارے دیوتاؤں کو برا کہتے ہو، آج رات بھگوان کی کرپا (طفیل) سے جن اور بھوت تمہیں کھا جائیں گے۔"

"اگر رام چندر ہوتا تو شاید کھا جاتے مگر خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم میں اب محمد علی ہوں۔ جن بھوت میرا نام سن کر ہی خاک ہو جائیں گے۔" میرے منہ سے نکلا۔

مندر میں کالی دیوی کلکتے والی کا خوفناک بت تھا۔ اس کے علاوہ گنیش اور سری کرشن کے بت تھے۔ گائے ماتا کے بت بھی تھے۔ رات کے سناٹے میں میں مندر کے اندر تنہا تھا اور ایک خوفناک منظر تھا۔ اگر مسلمان ہونے سے پہلے مجھے یہاں اس طرح رات گزارنا پڑتی تو شاید خوف کے مارے میں چند لمحوں میں مر جاتا۔ لیکن اب تو مجھے اپنے خدا پر کامل یقین تھا کہ یہ پتھر اور مٹی کے بت میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ لیکن اس کے باوجود دل میں ایک خوف تھا۔ آخر ساری زندگی ان بتوں کو بھگوان سمجھ کر پرستش کرتے ہوئے اور ان کے مافوق الفطرت کارناموں کے سینکڑوں من گھڑت قصے سنتے ہوئے گزاری تھی اس لیے ابھی تک لاشعور میں ان کا خوف باقی تھا۔

سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس ضلع بنوں

ضلعی کونسلر، ذوالفقار احمد، صدر، تاج محمد خان نائب صدر، محمد اعجاز، سینئر نائب صدر، شکیل خان جنرل سیکرٹری، طارق مسعود، جوائنٹ سیکرٹری، شفیق الدین پریس سیکرٹری، حمید خان، فنانس سیکرٹری، نسیم خان

سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس ضلع راولپنڈی

عالم زیب خان عباسی، صدر، محمد خالد محمود نائب صدر، بابر حسین، جنرل سیکرٹری، جہاں زیب جوائنٹ سیکرٹری، عالم زیب، سیکرٹری نشر و اشاعت، سید ضامن شاہ ڈپٹی سیکرٹری نشر و اشاعت، اکرام علی، سپہ سالار، ارشد خان سالار، جاوید خان، خزانچی، عالم زیب خان عباسی

یونٹ گورڈن کالج راولپنڈی

ناظم، محمد اخلاق، صدر، جاوید، جنرل سیکرٹری سرفراز احمد صدیقی نشر و اشاعت، سید احمد، عامر محمود، وحید اختر ضیاء الحق عباسی، خزانچی، انوار نامر، پریس سیکرٹری عامر محمود، نگران ڈگری کلاسز، زاہد انور نگران انٹر میڈیٹ، لطیف احمد

یونٹ ڈگری کالج لیاقت پور

صدر، ملک عتیق الرحمن اعوان، نائب صدر، خورشید احمد صدیقی جنرل سیکرٹری، بلال مصطفیٰ، ڈپٹی سیکرٹری، حافظ محمد ارشد سیکرٹری نشر و اشاعت، اللہ بخش، خزانچی، تاج محمد سالار، محمد حسین۔

یونٹ جامعہ عربیہ چنیوٹ

سرپرست، حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب، صدر، مقبول احمد نائب صدر، محمد ریاض بلال، جنرل سیکرٹری، مشتاق احمد نائب جنرل سیکرٹری، محمد عثمان، خزانچی، خالد محمود

گورنمنٹ کامرس کالج کوہاٹ

صدر، قیام الدین، نائب صدر، اشتیاق، جنرل سیکرٹری ظفر اللہ خان، جوائنٹ سیکرٹری، بشیر اسکاٹ، جاوید وصی

سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس عبد الحکیم رح

سرپرست، سید سیف الرحمن شاہ، صدر، محمد اجمل نائب صدر، محمد طارق، جنرل سیکرٹری، محمد اسلم معاویہ جوائنٹ سیکرٹری، مظہر اقبال، خازن، خدا بخش شاکر سیکرٹری نشر و اشاعت، محمد جمیل خالد، آفس سیکرٹری محمد ستار عثمانی، رکن، محمد یٰسین۔ محمد ارشد عبد الغفار، بشیر احمد

یونٹ H-9 کالج اسلام آباد

صدر، آصف حیات خان، نائب صدر، رحمت اللہ سینئر نائب صدر، محمد شبیر، جنرل سیکرٹری، محمد آصف محمود پریس سیکرٹری سید نذیر شاہ، جوائنٹ سیکرٹری اسد مصطفیٰ

حلقہ ٹاؤن شپ لاہور

سرپرست، پیر ابرار شاہ صاحب، نائب سرپرست، مولانا محمد منیر عبد صدر، قاری حبیب الرحمن، نائب صدر، مولانا سود الرحمن سوم صدر، نثار زمان، چہارم صدر، عبد الصمد قریشی سیکرٹری، حافظ حسین احمد، ڈپٹی سیکرٹری، محمد اشرف جوائنٹ سیکرٹری، خالد صاحب، سیکرٹری نشر و اشاعت، منیر احمد سیکرٹری مالیات، محمد رضوان، سالار اعلیٰ، حسین ناصر سالار دوم، محمد سرور، سالار سوم، مرتضیٰ، قانونی مشیر، شیخ عبد الرحمن ایڈووکیٹ، خواجہ عبد السمیع ایڈووکیٹ

مجلس شوریٰ کے اراکین

سردار محمد، طارق محمود، طاہر حنیف، طاہر غازی

میانوال رانجھا ضلع گجرات

سرپرست، حضرت مولانا قاری محمد اشرف صاحب، جانشین حضرت مولانا استاذ العلماء محمد ولی اللہ، نائب، حافظ عبد اللہ سعید جابری، صدر، محترم جناب مولانا اللہ نواز لمبیر لو۔ ایم اے اسلامیات، نائب صدر اوّل، حافظ محمد عنایت صاحب نائب صدر دوم، حکیم محمد فاضل، نائب صدر سوم، محمد نذیر قدوم نائب صدر چہارم، رانا خلیل الرحمن صاحب، سیکرٹری، قاری محمد علی مسعود، جوائنٹ سیکرٹری، حنیف سہیل سیکرٹری نشر و اشاعت، رانا غلام مرتضیٰ، سیکرٹری نشر و اشاعت مخدوم زادہ محمد یعقوب، سیکرٹری مالیات، محمد اشرف مخدوم معاون۔ قاضی فاروق احمد، سالار، حافظ محمد نذیر احمد نائب سالار اوّل، غازی فیض احمد، نائب سالار دوم، قاری محمد اسماعیل رحمانی ہے گاہ،

یونٹ جلالپور کھاکھی

سرپرست، مولوی منیر احمد اختر، سرپرست، حافظ محمد حفیظ صدر، شیخ عبد الستار، نائب صدر، ملک نور محمد نائب صدر دوم، ملک رب نواز، نائب صدر سوم، حاجی اللہ دتہ سیکرٹری، جام محمد ناصر، ڈپٹی سیکرٹری، مولوی منیر احمد سیکرٹری نشر و اشاعت، قاری محمد ہاشم صاحب معاون سیکرٹری نشر و اشاعت، ملک محمد جلال آفس سیکرٹری، ملک محمد جلال، معاون، ملک ابوبکر سیکرٹری مالیات، محمد ابوبکر کوریجہ صاحب، معاون، قاری غلام فرید، سالار، محمد حسین، محمد اقبال، صغیر احمد،

بستی بلبراں تحصیل جتوئی

سرپرست، ملک یار محمد صاحب، صدر، حاجی اللہ ڈیوایا صاحب نائب صدر، مولانا مشتاق احمد، سیکرٹری قاری محمد اسحٰق صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت، قاری محمد اسلم، خزانچی، احمد بخش سالار، عبد المالک صاحب،

ساگری محلہ رتہ روڈ / راولپنڈی

سرپرست، قاری صغیر احمد باقی، صدر، طارق محمود علوی نائب صدر، ناصر محمود، سیکرٹری، محمد حامد جاوید جوائنٹ سیکرٹری، سید ضیاء حسین، ڈپٹی سیکرٹری، صوفی چن زیب، سیکرٹری نشر و اشاعت، صوفی محمد اقبال پریس سیکرٹری، عالم زیب، سیکرٹری مالیات، تنویر اسحٰق سالار اعلیٰ، امان اللہ خان، نائب سالار، سہیل عالم خان

ماں کوٹ ضلع خانیوال

سرپرست، پیر محمد یوسف شاہ صاحب، صدر، ملک محمد اشرف تبسم سیکرٹری، ملک نور احمد تبسم، ڈپٹی سیکرٹری، شوکت حسین خازن، محمد یاسین، سیکرٹری اطلاعات، عبد الاسد جاوید سالار، مہر محمد یوسف،

جانشین امیر عزیمت علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی سرپرست اعلیٰ

کیطرف سے انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کو دنیا بھر میں ہر سطح پر منظم کرنے کیلئے

کارکنوں کے نام

انقلابی حکمت عملی کا اعلان

امدادی فنڈ سکیم کامیاب بنانے کیلئے خواہشمند افراد کثیر تعداد کے مطابق بذریعہ ٹکٹ مرکزی دفتر سے ٹکٹ طلب کئے جائیں۔

- اگر آپ انجمن سپاہ صحابہ کو پاکستان اور دنیا کے ہر خطے میں منظم کرنا چاہتے ہیں
- اگر آپ مولانا حقنواز شہیدؒ کے افکار کو ہر زبان میں عام کرنا چاہتے ہیں۔
- اگر آپ انجمن کو عوام کے متوسط طبقے سے نکال کر اعلیٰ طبقوں اور اونچے ایوانوں تک پہنچانا چاہتے ہیں۔
- اگر آپ خلفاء راشدینؓ، صحابہ کرامؓ اور اہلسنت عظام کے علوم و افکار کے فروغ کا تاریخ ساز کام کرنا چاہتے ہیں۔
- اگر آپ سنی حقوق کی جدوجہد کو نئے خطوط پر چلانا چاہتے ہیں۔
- اگر آپ اپنے مشن کے لئے ہر سنی کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔
- اگر آپ سنی انقلاب برپا کرنا چاہتے ہیں۔
- اگر آپ صحابہ دشمنوں کو دنیا بھر میں شکست دینا چاہتے ہیں۔

تو اِس کیلئے

انقلابی حکمت عملی میں حصہ لینا ہر کارکن، ہر رفیق، ہر معتمد اور ہر خیر خواہ پر لازم ہے۔ عہد حاضر میں اس عظیم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانا خدا کی نصرت کے علاوہ دنیوی وسائل اور فنڈ کے بغیر ناممکن ہے۔

فنڈ کی کمی کو دور کرنے کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ مولانا حقنوازؒ کی شہادت کے مہینے یکم فروری سے لیکر ۲۸ فروری تک ہر کارکن ماہانہ (تقریباً) ۴ روپے کے حساب ۵۰ روپے سالانہ مرکز کو ادا کرے گا۔

سالانہ امدادی فنڈ سکیم کیلئے ہر سال فروری کے مہینے میں ہر کارکن ۵۰ روپے مرکزی فنڈ میں جمع کرائے گا۔ اس کے علاوہ پورے سال میں مرکز سے کوئی چندہ وصول نہیں کیا جائے گا۔

۵۰ روپے کے ٹکٹ یکم فروری سے ۲۸ فروری تک جاری کئے جائیں گے .... جو شخص سالانہ امدادی فنڈ کی اس سکیم میں یہ ٹکٹ حاصل نہیں کریگا وہ انجمن کی انقلابی حکمت عملی کا ممبر نہیں بن سکے گا۔

سالانہ امدادی فنڈ سکیم کی کامیابی کے لئے مولانا محمد اعظم طارق نے ملک بھر کا دورہ کیا ہے۔ پھر بھی کسی علاقے میں ٹکٹ نہ پہنچے ہوں تو فوری طور پر مرکز سے رابطہ کریں۔ (شکریہ)

سالانہ فنڈ کے حصول کے کام کو ایک تحریک کی صورت میں شروع کر کے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہر کارکن پر لازم ہے۔

مرکزی جنرل سیکرٹری **محمد یوسف مجاہد** سالانہ امدادی فنڈ سکیم کے انچارج ہونگے۔

ایم آئی صدیقی مرکزی خازن انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان مرکزی دفتر جھنگ

اکاؤنٹ نمبر ۵۹۵ یو بی ایل بازار کھتیاں والا جھنگ صدر

Scanned by CamScanner